www.KitaboSunnat.com

سیرت کے راوی ہیں۔ چند راویان کے کوائف و تصنیفی خدمات کا جائزہ پیش خدمت ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن سلام بن الحارث، مدینہ کے یہودی تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ اسلام لے آئے۔ پہلے ان کا نام الحیض تھا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر عبداللہ رکھ دیا۔ حضرت عمر فاروق کے ساتھ فتح حلبیہ اور فتح بیت المقدس میں شریک رہے۔ جب حضرت عثمانؓ کے خلاف باغیوں نے یورش کی تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کا ساتھ دیا۔ تاریخ اسلام میں ان کی شہرت اس بنا پر ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات پوچھے تھے اور ان کے جواب پا کر وہ اسلام لے آئے۔

عبداللہ بن سلام پہلے یہودی تھے جو اسلام لائے۔ آفرینش عالم، تاریخ عالم اور انبیائے سابقین کے بارے میں ان کی روایتیں کتب مغازی، کتب حدیث اور کتب تفاسیر میں شامل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ نبی دانیال سے منسوب کتابیں ان کے پاس تھیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کا ذکر تھا، اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کو ان کے مندرجات سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔ (۲۵)

تصانیف: حضرت عبداللہ سے مندرجہ ذیل کتابیں منسوب ہیں۔

۱۔ المسائل۔ استفسارات جو حضرت عبداللہ سلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے تھے، مطبوعہ قاہرہ ۱۸۶۷ء

۲۔ جادو ٹونے سے متعلق ایک رسالہ، مخطوطہ عدد ۲۹۵۴ (مکتوبہ ۵۹۰ھ) کتب خانہ پیرس

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کے بارے میں احادیث، مخطوطہ عدد ۱۱۹۴ء کتب خانہ اسکوریال میڈرڈ)

۴۔ سردیات عن اسفار دانیال، مخطوطہ عدد ۶۱۵۹ء برلن (۲۶)

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۔ کعب الاحبارؒ

ابو اسحاق کعب بن ماتع، یمن کے یہود تھے، حضرت ابوبکر الصدیق یا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ خلافت میں مشرف با اسلام ہوئے اور حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی (۳۲ھ/۶۵۳ء یا ۳۴/۶۵۴ء) سب سے پہلے انہوں نے مسلمانوں میں اسرائیلی روایات کی اشاعت کی۔ مختلف مسائل میں ان کی روایتیں ان کے مختلف النوع علوم و مصارف سے آگاہی کی مظہر ہیں۔ پہلے زمانے کے مسلمان ان سے منسوب کتابوں سے واقف تھے۔(۲۷)

تصانیف: کعبؓ سے مندرجہ ذیل کتابیں منسوب ہیں۔

۱۔ "سیرۃ سکندر ومافیہا من العجائب والغرائب"، مخطوطہ عدد ۲۲۹۷۴ء مکتبہ جامعہ القاہرہ،

۲۔ "وفاۃ موسیٰ"، مخطوطہ عدد ۴۷۵۵/۶ (۶ اوراق نوشتہ دسویں صدی ہجری)

۳۔ "السلک الناظم فی علم الاول ولآخرۃ"، قاہرہ تکملہ ۳۶۲/۱

۴۔ "حدیث ذی الکفل"، مخطوطہ بولاق ۸۲۸۲ھ

۵۔ "حدیث تامات الذھب"، حدیث افراقیون بند الملک قاہرہ

۶۔ حضرت آدم وحواء کے بارے میں اس کی ایک کتاب کا ٹکڑا اور الحمدنی (الاکلیل ۲۹۰۲۲/۱

۳۔ وھب بن منبہؒ

ابو عبداللہ، وھب بن منبہ، ۳۴ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ وھب اور ان کے بھائیوں ھمام، غیلان اور معقل کا شمار تابعین میں ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز (م ۹۹ھ/۷۱۷۔۱۰۱/۷۲۰) کے عہد حکومت میں قاضی بھی رہے۔ الیافعی کچھ دیر قید بھی رہے۔ ہمیں انہیں قید میں ڈالنے کا سبب اور مدت اسارت معلوم نہیں ہو سکی۔ کہا جاتا ہے کہ ذھب شروع میں قدری تھے، لیکن بعد میں نادم رہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہب اموی دور کے کثیر التصانیف مصنف تھے۔ اور مدینہ منورہ کے ممتاز مورخ، یاقوت نے لکھا ہے کہ وہ وقائع نویس اور قصص نگار تھے۔ وہ اہل کتاب کی مرویات سے بخوبی واقف تھے۔ اور آفرینش عالم اور انبیائے سابقین اور بنی اسرائیل کی تاریخ کے عالم تھے۔(۲۸)

تصانیف: ۱۔ "کتاب الملوک المتوجه من حمیر واخبارهم وقصصهم وقبورهم واشعارهم

۲۔ کتاب المبتداء والسیر

۳۔ کتاب المغازی

۴۔ قصص الانبیاء و قصص الاخبار

۵۔ رساله فی سیرت النبی ﷺ

۶۔ کتاب المنزامیر ترجمه زبور داؤد (۲۹)

٤۔ ابورفاعته الفارسی

"عمارہ بن وثیمہ بن موسیٰ بن الفرات، مصر میں تولد ہوئے۔ ان کے باپ نے ۲۳۷ھ/۸۵۱ء نے اس عالم فانی سے کوچ کیا تھا۔ ابورفاعتہ محدث اور مورخ تھے۔ انہوں نے مصر میں ۲۸۹ھ/۹۰۲ء میں وفات پائی۔(۳۰)

تصانیف: "بدر الخلق و قصص الانبیاء"، اس کے ۱۵۵ اوراق فاتیگان میں ہیں۔

٥۔ ابوبکر الجوهری

ابوبکر احمد بن عبدالعزیز الجوہری، عمر بن شعبہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ ابوالفرج الاصفہانی خود ابوبکر سے روایت کرتے ہیں۔ وہ چوتھی صدی کے اوائل تک زندہ تھے۔(۳۱)

تصانیف: "کتاب السقیفۃ" اس کتاب کے بہت سے اقتباسات شرح نہج البلاغۃ میں ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٦۔ المنذر بن محمد

ابوالقاسم المنذر بن محمد بن المنذر بن سہد القابوسی، شیعہ عالم تھے۔ ابوالفرج الاصفہانی بھی ان کے راوی شمار ہوتے ہیں۔ المنذر نے چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں وفات پائی۔(۳۲)

تصانیف : ا۔کتاب الجمل، ۲۔کتاب صفین، ۳۔کتاب النہروان، ۴۔کتاب الغارات، ۵۔کتاب جامع الصفقہ ابوالفرج الاصفہانی نے ''کتاب المقاتل الطالبین'' (۱۳۲، ۱۵۳، ۱۵۴) میں المنذر کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، لیکن ان کے نام نہیں معلوم ہو سکے۔ شاید یہ کتاب ''کتاب صفین'' ہی ہو۔

۷۔ الطبری

ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری، ۲۲۴ھ کے اواخر یا ۲۲۵ھ/۸۳۹ء کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ الطبری نے نوجوانی ہی میں اپنے آپ کو علم کی تحصیل کے لئے وقف کرلیا۔ شروع میں وہ الری گئے، پھر بغداد منتقل ہوگئے، جہاں امام احمد بن حنبل کے درس میں شامل ہوتے رہے۔ بعد ازاں انہوں نے بصرہ، کوفہ، شام، مصر کی سیاحت کی۔ ان کی علمی تگ و دو تک وہ صرف تاریخ، تفسیر اور حدیث کی تحصیل تک محدود نہ تھی، بلکہ وہ نحو، اخلاق، ریاضیات اور طب وغیرہ کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ شروع شروع میں وہ شافعی مذہب سے نسبت رکھتے تھے، لیکن مصر سے واپسی پر انہوں نے ایک فقہی مکتب خود بنالیا، ''جو جریریہ'' کہلاتا تھا۔ الطبری علوم اسلامیہ کے کثیر التصانیف مصنف ہیں۔ ان کی شہرت کا مدار دو گرانقدر تصانیف، کتاب التاریخ اور تفسیر القرآن پر ہے۔ الطبری سب سے پہلے مورخ اور مفسر نہیں ہیں، کیونکہ تاریخ عالم کے سنہ وار لکھنے کی روایت اور قرآن کریم کی مفصل اور جامع تفسیر کی تحریر کا آغاز کم از کم دوسری ہجری سے ہوچکا تھا۔(۲۲۳)

یہ حقیقت ہے کہ الطبری نے اپنی تاریخ اور تفسیر میں سابقہ کتب، جواب دستبرد زمانہ کی نذر ہوچکی ہیں۔ کے اقتباسات دے کر ان کو ایک طرح سے زندہ کر دیا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الطبری نے زبانی روایات کے علاوہ تحریری مواد سے بھی استفادہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے زمانے کے محدثوں اور مورخوں کی طرح ان سب کتابوں سے فائدہ اٹھایا ہے جو ان کی دسترس میں آسکیں کیونکہ انیسویں صدی کے نصف ثانی میں ہونے والی علمی تحقیقات نے تاریخ نویسی کے مآخذ کی نشان دہی کر دی ہے۔

الطبری کی کتابیں زبانی روایات یا احادیث کا مجموعہ نہیں ہیں، بلکہ انہوں نے سابقہ کتب (جن کی تصنیف وتالیف ۵۰ھ اور ۲۵۰ھ کے درمیانی عرصے میں ہوئی تھی) کی معلومات کو اپنی کتابوں میں سمیٹ لیا ہے۔ سلسلہ اسناد کے آخر میں جو نام آئے ہیں وہ راویوں کے اسماء ہیں نہ کہ مولفین کے۔ (۳۳)

تصانیف: ۱۔ اخبار الرسل و الملوک مطبوعہ

۲۔ تاریخ طبری کے تکملے

۳۔ تهذيب الآثار و تعديل معاني الثابت من الاخبار

۴۔ جامع البيان عن تاويل القرآن (۳۴)

۸۔ ابوالعثم الکوفی

محمد (ابو محمد علی یا احمد) بن علی بن اعثم الکوفی، ان کی زندگی اور علمی کارناموں کے بارے میں زیادہ تحقیق اور تدقیق نہیں ہوسکی۔ انہوں نے غالباً ۳۱۴ھ/۹۲۶ء کے قریب انتقال کیا۔

تصانیف: ا۔ "کتاب الفتوح" محمد بن احمد بن محمد مستوفی (بزمانہ ۵۹۹ھ/ ۱۱۸۹ء) نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا جو بمبئی میں چھپ چکا ہے۔ (۱۲۷۰، ۱۳۰۰، ۱۳۰۵ھ) اس کے فارسی ترجمہ کو جرمن زبان میں منتقل کیا جاچکا ہے۔ جو ایشیائی عجائب گھر میں ہے۔

ب۔ "ابتداء خبر و قعتہ صفین"، مخطوطہ عدد (۵۷۰ (منگانا کی ملکیت) (۳۵)

۹۔ ابوقبیل

ابوقبیل حیی بن ہانی بن ناصر الغافری المصری، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زمانے میں زندہ تھے۔ انہوں نے جزیرہ رروش (روڈز) پر حملے میں بھی شرکت کی تھی۔ وہ حضرت عمرو بن العاص، عبداللہ بن عمر اور عقبہ عامر الجمنی (م ۵۸ھ/ ۶۷۸ء) وغیرہ ہم سے روایت کرتے ہیں، جبکہ خود ان کے راوی یزید بن ابی حبیب، لیث بن سعد اور ابن لھتیہ وغیرہ ہم ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے یعقوب بن شیبہ کا یہ قول ہے کہ ابوقبیل لڑائیوں اور ہنگامہ آرائیوں کے واقف کار تھے۔ آپ مصر پر لکھنے والے اولین مورخ ہیں۔ ابن عبدالحکیم نے ان کی بہت سی مرویات نقل کی ہیں۔ ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ ان اقتباسات کا مرجع ابوقبیل کی کتاب "فتوح مصر" ہے، جو کئی واسطوں سے ابن عبدالحکم کو پہنچی تھی۔ ابوقبیل نے ۱۲۸/ ۷۴۵ء میں انتقال کیا۔ (۳۶)

۱۰۔ یزید بن ابی حبیب

ابورجاء یزید بن ابی حبیب (سوید) الازوی، ۴۳ھ/۶۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ وہ تابعی تھے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مصر میں سب سے پہلے علوم حدیث اور فقہ کا درس دیا۔ وہ مصر کے اولین مورخوں میں ہیں، لیکن ان کی کتابوں کے صرف اقتباسات ہم تک پہنچے ہیں۔ ان میں فتح مصر اور حضرت عمر بن العاص کی حکومت کے حالات ہیں۔ ان میں کتب مغازی جیسی کتابوں کے بھی معلومات ہیں۔ یزید بن حبیب الزہری کے ہم عصر تھے۔ الزہری نے خود اعتراف کیا ہے کہ یزید بن حبیب سیرت میں سند ہیں اور ان سے خط و کتابت رکھتے تھے۔ اس کی ایک خبر سے وضاحت ہوتی ہے کہ یزید بن حبیب کو سیرت کی ایک کتاب ملی تھی جس کے مصنف کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے اس کتاب کی صحت کے بارے میں تصدیق کے لئے الزہری کو یہ کتاب بھیجی تھی۔ محمد بن اسحاق یزید بن حبیب کے مشہور تلامذہ میں تھے، انہوں نے ۱۲۸ھ/ ۷۴۷ء میں وفات پائی۔ (۳۷)

تصانیف : محمد بن اسحاق، الطبری، البلاذری، عبدالرحمان بن عبدالحکم، محمد بن یوسف کندی اور الاصابہ میں "تاریخ مصر" کے متعدد اقتباسات شامل ہیں۔ طبقات ابن سعد میں منقول بہت سے اقتباسات سے پتہ چلتا ہے کہ یزید بن ابی حبیب نے سیرت میں بھی ایک کتاب تالیف کی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ ابو عمر المرھبی

ابوعمر ذر بن عبداللہ بن زرارۃ المرہبی الکوفی الھمدانی، سعید ابن جبیر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابومخنف کا بیان ہے کہ ابوعمر نے عبدالرحمٰن بن اشعث اور حجاج کی آویزش (۸۰ھ/۶۹۹ء) میں شرکت کی تھی۔ وہ ثقہ محدث اور قصہ گو تھے۔ ایک صحیح قول کے مطابق ابوعمر نے دوسری صدی ہجری کے اوائل میں وفات پائی۔ ابوالفرج نے ابوعمر کی کتاب، جو انہوں نے دو اموی شاعروں ثابت بن قطنہ (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء) اور الحاجز الازدی کے بارے میں لکھی تھی، کے خود نوشتہ قلمی نسخے سے استفادہ کیا تھا اور اس کے اقتباسات کتاب الاغانی (۱۳/۵۲۔۵۶ مطبوعہ بولاق) میں ہیں۔ (۳۸)

۱۲۔ حماد الراویہ

حماد الراویۃ کا نام اس کے راوی الہیثم بن عدی کے مطابق حماد بن صیرہ تھا جبکہ المدائنی نے اس کا نام حماد بن سابور لکھا تھا۔ (کتاب الاغانی، مطبوعہ بولاق، ۵/۱۶۵) وہ ۷۵ھ/۶۹۴ء) میں پیدا ہوا۔ اس کی وفات ۱۵۵ھ/۷۷۱ء۔ ۱۵۸ھ/۷۷۴ کے درمیانی برسوں میں ہوئی۔ ابن المعتز نے طبقات الشعراء (ص ۶۹) میں اس کے ہم ناموں حماد عجرد اور حماد بن الزبرقان سمیت اس کی مدح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ بہت بڑا شاعر تھا۔ وہ ان شاعروں میں تھا جنہوں نے منصور عباسی کے عہد میں بغداد کو الوداع کہا تھا اور اس کا تھوڑا سا کلام بچ کر رہ گیا ہے۔ (مثلاً کتاب الآغانی میں)۔ حماد الراویہ کی شہرت کا مدار اس کی شاعری نہیں بلکہ (امر واقعہ یہ ہے کہ) وہ قدیم عربی اشعار اور اس کی روایت سے وسیع معلومات رکھتا تھا۔ تمام کتب مصادر اس کی قوت یاداشت اور کثرت روایت پر متفق ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی مذکور ہے کہ اس میں علماء جیسی احتیاط اور تنقیدی اہلیت نہ تھی، اس لئے وہ زیادہ قابل اعتبار نہیں۔ قدیم اشعار کی روایت اور حماد کے کردار کے بارے میں آج تک کوئی تنقیدی مطالعہ نہیں ہوسکا اور نہ ہم یقین کے ساتھ اس قول کی تصدیق کرسکتے ہیں کہ "قدیم زمانے کے اشعار کی اصالت حماد نے ضائع کر دی" اور نہ ہم بہت سے اسباب کی بناء پر اس رائے کی تائید کرسکتے ہیں کہ حماد اور خلف الاحمر کے ہاتھوں بہت سا شعر مواد ضائع

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا ہے، کہ حماد اور خلف الاحمر اشعار کے اولین راوی ہیں، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ ان سے پہلے دو تین نسلیں قدیم عربی شاعری کے راویوں سے بخوبی شناسا تھیں۔ مکتبہ بصرہ کے حاسدوں اور منافسوں کے اتہامات کے باوجود حماد کی تعریف و توسیف بھی آئی ہے۔ ایک بڑے عالم عمرو بن العالاء (م ۱۵۹ھ/۷۷۶ء) نے اس کو اپنے پر فضیلت دی ہے۔

الاصمعی نے امرہ القیس کے بہت سے اشعار حماد سے روایت کئے ہیں۔ تاریخی حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ جن اشعار کی جمع و تدوین حماد اور اس کے معاصیروں نے پہلی بار کی تھی اس کی روایت صرف زبانی نہیں ہوتی تھی کیونکہ حماد صرف ان اشعار کی روایت کرتے تھے۔ جو دیوانوں اور صحیفوں کی صورت میں پہلے سے مرتب ہو چکے تھے۔ حماد کو ''شعرالانصار'' کتابی صورت میں مل چکے تھے جس کی اس نے دوبارہ تدوین کی۔ بہرحال اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حماد کے پاس قدیم اشعار کے بہت سے مجموعے تھے۔

اموی خلیفہ ولید بن یزید (م ۱۲۶ھ/۷۴۴ء) نے ایک دفعہ حماد کو بلا بھیجا۔ حماد نے خیال کیا کہ خلیفہ اس سے قریشی اور ثقیفی شعراء کے متعلق پوچھ گچھ کرے گا اس بناء پر حماد نے کتاب قریش وثقیف کا مطالعہ شروع کر دیا، لیکن خلیفہ نے حماد سے ''ملی'' شعراء کے بارے میں سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ خلیفہ ولید اخبار عرب، انساب عرب اور اشعار عرب کی جمع و تدوین میں مصروف تھا۔ اس نے حماد اور جناد سے دو دادین مستعار لے لئے اور (کچھ عرصے کے بعد) انہیں واپس کر دیا، دیکھئے ابن الندیم (الفہرست، ص ۹۱، مطبوعہ فلوگل) نیز دیکھئے ناصر الدین الاسد (مصادر الشعر الجاہلی، ص ۱۵۷)

ابن الندیم نے لکھا ہے کہ حماد کی کوئی کتاب نظر نہیں آتی، لوگوں نے اس سے اشعار روایت کئے ہیں اور کتابیں ان کے بعد لکھی گئی ہیں (الفہرست، ۹۲) ابن الکلبی نے ایک تاریخی کتاب سے استفادہ کیا تھا جس کا نام ''کتاب حماد'' تھا۔ اس کی روایت کی اجازت اسحاق بن الصعاص اور اس کے باپ سے لی تھی (الطبری، ۱/۱۰۱۶۔۲۹، لاغانی ۲/۹۷، ۱۰۵)، ابوجعفر النحاس (م ۳۳۸ھ/ ۹۵۰ء) نے لکھا ہے کہ حماد نے معلقات کو جمع کیا تھا، دیکھئے بروکلمان (۱/۱۲۲)، نیز یاقوت الحموی (ارشاد الاریب، ۴/۱۴۰)۔ ابوحاتم بجستانی نے دیوان، لحلیۃ کی تدوین کرتے ہوئے، ''کتاب حماد الروایۃ'' سے استفادہ کیا تھا

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے ہاں کی روایات سے اس کا مقابلہ کیا تھا، دیکھئے ابن الشجری (مختارات، ص/۱۲۳، ۱۲۷، ۱۲۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حماد کی بیان کردہ روایت میں کچھ زیادہ فرق نہ تھا۔(۳۹)

تصانیف : ا۔ المعلقات، زمانہ جاہلیت کی تاریخ حماد الراداویۃ نے لکھی تھی جس کے بعض ٹکڑے الطبری نے اپنی تاریخ (۱/۱۰۱۶۔ ۱۰۲۹ء) میں بروایت ہشام بن محمد الکلبی دیئے ہیں، جس نے کتاب کا نام ''کتاب حماد'' لکھا ہے، لیکن ابوالفرج الاصفہانی اس کتاب کا نام کبھی ''خبر حماد'' اور کبھی ''کتاب حماد'' لکھتا ہے۔

۲۔ آمدی نے اپنی کتاب "المو تلف والمحتلف" میں حماد کی کتاب ''اشعار الرباب'' کا بھی ذکر کیا ہے۔(۴۰)

تاریخ کا درجہ کتب سیرت سے کم ہے۔ اس لئے اس اصول کا ذکر بھی بعد میں کیا گیا ہے۔ تاریخ مراد وہ کتاب ہیں جنہیں قدیم مسلم اسکالرز نے اسلام کی عام تاریخ کی حیثیت سے قلمبند کیا ہے۔ اس میں عہد نبوی ﷺ اس سے قبل کے حالات اور بعد کے حکمرانوں کے حالات کا تذکرہ کیا گیا۔ بہت سے واقعات کا پس منظر جو کتب سیرت سے واضح نہیں ہوتا، اسے کتب تواریخ واضح کرتی ہیں اس لئے سیرت نگاروں نے تاریخ کو بھی سیرت کا ماخذ قرار دیا ہے۔ تاریخ پر قرون اول میں جو کتابیں لکھیں ان میں سے بہت سی کتابیں اب دستیاب نہیں ہیں۔

ا۔ جیسے ابو معشر سندھی (م ۱۷۰ھ) ان کی کتاب اب موجود نہیں، یہی کتاب المغازی دوسری تاریخ الخلفاء ہے۔(۴۱) لیکن تاریخ طبری میں اس کتاب کے کچھ حصے محفوظ ہیں۔

۲۔ واقدی (م ۲۰۷ھ) کی متعدد کتب تاریخ پر تھیں، جس میں التاریخ الکبیر زیادہ اہم ہے۔ مگر اب نہیں ملتی۔

۳۔ مدائنی (۱۳۵ھ - ۲۲۵ھ) اس کی ۲۴۵ تک کتابیں شمار کی گئی ہیں، جس میں کچھ تاریخ پر تھیں۔

۴۔ ابن سعد کی طبقات کے علاوہ کتاب الطبقات الصغیر ہے۔(۴۲) کچھ کتابیں وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو آج مطبوعہ موجود ہیں۔

۵۔ جیسے امام بخاری کی تاریخ الکبیر اور تاریخ الصغیر دونوں میں سیرت النبی کا مختصر حصہ موجود ہے۔ موصوف تاریخ الاوسط بھی ہے۔ مگر شائع نہیں ہوئی ہے۔

۶۔ ابوحنیفہ احمد بن داوٗد الدینوری (م ۲۸۲ھ) کی اخبار الطوال چار سو صفحات پر ہے۔ اس میں حضرت آدم سے عہد نبوی ﷺ و خلافت راشدہؓ کے بعد ۲۱۸ھ تک کا ذکر ہے۔

۷۔ تاریخ یعقوبی یہ احمد بن أبي یعقوب (م ۲۸۴ھ) کی ہے۔ اس کا نام کتاب التاریخ الکبیر بھی لکھا گیا ہے۔ یہ دو جلدوں پر ہے اور آدم علیہ السلام سے ۲۵۹ھ تک کے حالات کا احاطہ کرتی ہے جس میں عہد اسلامی کے بعد کے حکمران بھی شامل ہیں، البتہ کتاب کی خصوصیت یہ کہ اپنی اسناد مکمل واضح کر دیتا ہے۔

۸۔ سب سے زیادہ جامع اور مفصل ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (۲۲۵ھ۔ ۳۱۰ھ) کی تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ طبری ہے۔ یہ حضرت آدم سے شروع ہوکر عہد اسلامی سمیت روم و فارس کے واقعات کا ۳۰۲ھ تک احاطہ کیا گیا ہے۔ طبری نے عہد نبوی و خلفاء راشدین پر جو مواد لیا ہے وہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

۹۔ احمد بن خیثمہ بغدادی (۲۰۵ھ۔ ۲۹۹ھ) کی تاریخ ابن أبي خیثمہ ہے جو کہ تاریخ کبیر کے نام سے بھی موسوم ہے۔

۱۰۔ مسعودی (م ۳۴۶ھ) کی دو کتب ہیں، التنبیه والإشراف یہ چار حصوں پر ہے۔ پہلا حصہ سیرت النبی، دوسرا عہد خلفاء راشدین پر ہے۔ اس میں ۳۴۴ھ تک کے حالات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس مصنف کی دوسری کتاب مروج الذهب و معادن الجواهر ہے۔ اس میں بھی پہلی جلد میں عہد آدم سے عہد عثمانی تک کا بیان ہے۔ اس کا اختتام بھی ۳۳۶ھ پر ہوتا ہے۔

۱۱۔ ایک اہم کتاب ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی (۵۱۰ھ۔ ۵۹۷ھ) کی ہے یہ ۱۸ جلدوں میں جدید تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ پہلی دو جلدیں عہد نبوی سے پہلے کا احاطہ کرتی ہیں، بقیہ جلدیں عہد نبوی سے ۵۷۴ھ تک کا احاطہ کرتی ہیں، اس کا مکمل نام ہے۔ المنتظم فی تاریخ الامم والملوک اس کا طرز تحریر یہ ہے کہ ہر دس سال کی تاریخ کا احاطہ کرکے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس زمانہ کی معروف شخصیات کی سوانح بیان کرتا ہے۔ اس کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ یہ بغداد کے حالات وہاں کے محدثین، فقہاء کا ذکر بھی تفصیل سے کرتا ہے۔

۱۲۔ عزالدین علی بن محمد الجزری (۵۵۵ھ۔۶۳۰ھ) کی الکامل فی التاریخ یہ بارہ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، صرف تین جلدوں کا اردو میں ترجمہ ہوا ہے یہ بھی عہد آدم سے ۶۲۸ھ تک کے واقعات کا احاطہ کرتی ہے۔ موصوف کی دوسری کتاب اسد الغابہ ہے۔ جس میں واقعات پر تحقیق کی گئی ہے۔

۱۳۔ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل، بن علی (۶۷۲ھ۔۷۳۲ھ) کی تاریخ ابوالفداء ہے جس کا نام المختصر فی اخبار البشر ہے۔ یہ بھی قبل اسلام سے ۷۲۹ھ تک کا احاطہ کرتی ہے۔

۱۴۔ اسمٰعیل بن عمر عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر (۷۱۰ھ۔۷۷۴ھ) کی البدایۃ والنہایۃ فی التاریخ ہے۔ اس میں عہد نبوی ﷺ سے ۷۶۸ھ تک کا احاطہ کیا ہے۔ حضور ﷺ کے حالات نہایت مربوط اور محنت کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ یہ سات جلدوں میں ہے، نفیس اکیڈمی کراچی سے کوکب شادانی کے اردو ترجمہ کے ساتھ آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۵۔ ابن خلدون (۷۳۲ھ۔۸۰۸ھ) کی تاریخ ابن خلدون ہے۔ یہ سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کا مقدمہ کتاب کی خصوصیت ہے۔

۱۶۔ تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر و الأعلام شمس الدین محمد بن عثمان الذہبی چالیس جلدوں میں (۶۷۳ھ۔۷۴۸ھ) کی عظیم ترین مستند انداز میں لکھی گئی کتاب ہے۔ یہ عہد نبوی ﷺ سے شروع ہو کر ۶۸۰ھ تک چالیس جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ ابھی مزید دس جلدیں متوقع ہیں۔ موصوف نے پوری کتاب سنین کی ترتیب پر لکھی ہے اور یہ تاریخ کے ساتھ سوانح بھی ہے۔ البتہ ابتداء کے مقابلہ میں اختتامی جلدیں زیادہ مفصل ہیں۔ بلا مبالغہ یہ تاریخ اسلام کی سب سے مفصل کتاب ہے۔

۱۷۔ اسی طرح ابن عساکر کی تاریخ مدینۃ دمشق مختصر تیس جلدوں میں ہے، اور مفصل کی اب ۷۰ جلدیں شائع ہو چکی ہیں یہ نسخہ بھی تحقیق کے ساتھ ہے۔ بحث کے آخر میں بطور نمونہ چند کتب کا تفصیلی تعارف پیش کر رہا ہوں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ا۔ کتاب الطبقات الکبیر ابن سعد : طبقات رواۃ سے متعلق

تصانیف حدیث نبوی ﷺ سے متفرع ہونے والی اولین کتابیں ہیں، جن کے ذریعے سے ہم رواۃ حدیث کے احوال اور مختلف ادوار اور طبقات سے روشناس ہوتے ہیں۔ طبقات کے مؤلفین میں امام مسلم بن الحجاج (ف ۲۶۱ھ)، امام نسائی (ف ۳۰۳ھ) اور محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ) کے نام مشہور ہیں، اور طبقات کا ذکر آتے ہی طبقات ابن سعد کا نام تصور میں گردش کرنے لگتا ہے، اور واقعی یہ کتاب اس فن کی انتہائی جلیل القدر کتاب ہے۔

طبقات ابن سعد ایک کبیر الحجم اور علمی مواد سے بھرپور کتاب ہے، زیر نظر ایڈیشن آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ نویں جلد علمی فہارس کے لئے مخصوص کی گئی ہے، اس کی پہلی دو جلدیں سیرت رسول ﷺ سے متعلق ہیں، تمہید کے طور پر ابن سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اجداد کرام کا بھی ذکر کیا ہے جو انبیاء علیہم السلام میں سے تھے، اور اس کے پہلو بہ پہلو حواء ادریس، نوح، ابراہیم، اسماعیل اور حضرت آدم و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سنین اور ازمنہ کا ذکر بھی کیا ہے، اس کے علاوہ ابن سعد نے حضرات انبیاء کے اسماء انساب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مثلاً قصی وعبد مناف، ہاشم اور عبدالمطلب نیز آپ ﷺ کے والد ماجد اور والدہ محترمہ آمنہ بنت وہب کے حالات پر روشنی ڈالی ہے، اس کے بعد انہوں نے بعثت نبوی، نزول وحی، ہجرت اور ایک ایک کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے تمام وفود کا مفصل تذکرہ کیا ہے اور اس کے بعد عہد رسالت ﷺ میں مفتیان مدینہ اور دیگر صحابہ وتابعین کے سوانح کا ذکر کیا ہے۔

کتاب کی اہم خصوصیات :

ا۔ ابن سعد خود ایک محدث تھے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تمام روایات سند کے ساتھ ذکر کی ہیں، اور سند کی وجہ سے روایت کی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔ اور محدثین کے اصولوں کے مطابق اس کی چھان پھٹک آسان ہو جاتی ہے۔

۲۔ اہل جرح وتعدیل کے نزدیک ابن سعد ثقہ راوی ہے اور اس بات پر سوائے یحییٰ بن معین کے سب کا اتفاق ہے۔ اور وہ خود اپنی روایات میں بھی کوشش کرتے ہیں کہ ثقہ راویوں سے حاصل کریں، لیکن اس کے باوجود ضعیف راوی مثلاً واقدی سے بھی ان کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایت موجود ہے، لیکن اگر تحقیق نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعد ان روایات میں پوری احتیاط سے کام لیتے ہیں، جہاں واقدی کی روایات بکثرت نقل کرتے ہیں، وہاں اپنے دوسرے شیوخ مثلاً عثان بن مسلم، عبید اللہ بن موسیٰ اور فضل بن وکین سے بھی روایت کرتے ہیں اور یہ تینوں حضرات اپنی جگہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

۳۔ طبقات ابن سعد میں جہاں صحیح سند سے روایات منقول ہیں، وہاں مقطوع اور مرسل روایات بھی پائی جاتی ہیں، اور یہ روایات لانا اس لئے ضروری ہو جاتا ہے تا کہ ایک موضوع کے بارے میں مکمل تصویر سامنے آجائے، اور سند کے ہوتے ہوئے اس کی جانچ پڑتال کرنا اہل علم کے لئے مشکل نہیں ہے۔

۴۔ اگرچہ طبقات ابن سعد روایات پر مشتمل ایک کتاب ہے اور نقد و تبصرہ کا وجود نہیں ہے۔ مگر کہیں کہیں تنقیدی توضیحات بھی نظر آتی ہیں۔

مثلاً ابن سعد نے ہشام کلبی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

بدر میں سائب بن مظعون نے شرکت کی تھی نہ کہ سائب بن عثمان بن مظعون نے۔ ابن سعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> اس جگہ کلبی سے غلطی سرزد ہوئی ہے، سیرت نگار جو مغازی سے بھی آشنا ہیں جانتے ہیں کہ ابن عثمان بن مظعون نے بدر واحد بلکہ تمام غزوات میں شرکت کی تھی۔

۵۔ طبقات ابن سعد میں اشعار نقل نہیں کیے گئے، البتہ خطبات میں کچھ اشعار منقول ہیں، خصوصاً وہ خطبات جو آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر دیئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ابن سعد محدثین کے طریقے کے مطابق روایت کرنے والا شخص ہے اور ادبا کی طرح تنقید کرنے کا عادی نہیں ہے۔

۶۔ تاریخ الطبری: ابو جعفر محمد بن جریر، الطبری، علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، ایک ممتاز عرب مورخ، مفسر وفقیہ ہیں۔ ۲۲۴ھ کے اواخر یا ۲۲۵ھ کے اوائل مطابق ۸۳۹ء کو صوبہ طبرستان کے پائے تخت آمل میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا۔ طلب علم کے لئے مختلف مقامات آئے، بصرہ اور کوفہ کی سیاحت کرتے ہوئے اس ارادہ سے بغداد میں مقیم ہو گئے کہ امام احمد بن حنبل سے تلمیذ حاصل کریں گے۔ لیکن ابھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بغداد آئے ہوئے کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ امام کا انتقال ہوگیا۔ امام کے انتقال کے بعد آپ کوفہ چلے گئے جہاں آپ نے عام حدیث ہناد بن السری اور اسماعیل بن موسیٰ سے حاصل کیا اور علم قرات میں خلاد الطلحی سے مہارت کی ان کے علاوہ آپ نے اس زمانہ کے ادب و عالم ابو کریب محمد بن العلاء الھمز ان سے کوفہ میں ایک لاکھ احادیث سنیں۔ پھر طلب علم کی خواہش و آرزو آپ کو مصر لے آئی۔ وہاں آپ نے فقہ شافعی کے عالم ربیع اور مزنی سے علم فقہ میں کسب فیض کیا۔ ایک روایت کے مطابق ۸۷۱ء یا ۸۷۴ء کو بغداد واپس آ گئے۔ علوم عالیہ و آلہ میں ان کی مہارت اور دنیا سے لاتعلق کو معجم الادباء نے اس طرح نقل کیا ہے۔

ابن جریر دنیا میں سے تعلق اور دنیا و اہل دنیا سے منقطع تھا۔ اپنے آپ کو دنیا میں انتقال سے بلند رکھتا تھا۔ وہ ایسا قاری تھا کہ گویا قرآن کریم کے علاوہ کچھ نہیں جانتا، ایسا محدث تھا کہ گویا حدیث کے سوا کچھ نہیں جانتا، ایسا فقیہہ تھا کہ گویا علم فقہ کے سوا اسے کسی علم پر دسترس نہیں، ایسا ماہر نحو تھا کہ جیسے ساری عمر فقط نحو ہی پڑھتا رہا، اور ایسا معاسب تھا کہ ساری زندگی حصول علم حساب ہی میں گزاری عبادات کی حقیقت کو جانتا تھا اور علوم عالیہ و آلہ کا ماہر تھا۔ اگر آپ اس کی کتابوں کو دوسرے مؤلفین کی کتب کے ساتھ رکھیں تو اس کی کتب دوسری مولفات پر یقیناً فضیلت کا درجہ رکھتی ہوں گی۔ (۴۳)

انہوں نے اپنی اس کتاب میں تخلیق عالم اور تحت آدم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء سابقین اوران کی امتوں کا اور بادشاہوں کا تذکرہ مرتب کیا اور پھر بغداد بعث سے اپنے زمانہ تک کی امت محمدیہ اور ملوک امت کی تاریخ حسن ترتیب کے ساتھ امت کے سامنے رکھ دی۔ ان کی اس کتاب کا نام باختلاف روایات "تاریخ والملوک" یا تاریخ الرسل والملوک" ہے۔ اس کتاب میں روایات محدثین کے طرز پر سند کے نقل کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔ ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک اس کے راوی ثقہ، صادق اور متقی ہیں اور ایک عادل راوی کی تمام صفات کے حامل و مالک ہیں۔ علامہ نے اپنے پیش رو مورخین، یعقوبی بلاذری، واقدی اور ابن سعد کی نسبت زیادہ جامعیت کے ساتھ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ علامہ طبری کی کتاب تاریخ اسلام پر پہلی جامع کاؤنٹر ہے جس نے تاریخ کے طالب علم کو امت اور خلفاء و ملوک امت کے حالات کی طرف صحیح رہنمائی کی ہے۔ تاریخ اسلام کی ابتداء سال ہجرت سے ہوتی ہے اور ۳۰۲ھ تک کی تاریخ علامہ نے امت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سامنے پیش کر دی ہے۔ اور بعد کے آنے والے مورخین کے لئے جن میں ابن اثیر، ابن مسکویہ اور ابن خلدون شامل ہیں، ایک عظیم رہنمائی فراہم کی ہے۔ کتاب میں تفسیر، حدیث، لغت، ادب، سیر و مغازی، ام سابقہ کی تاریخ اور تاریخ اسلام جیسے علوم پر جامع کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ اس کے بنیادی مصادر تفسیر میں عکرمہ، مجاہد اور صحابہ میں ابن عباس کی روایات، سیرو میں ابان بن عثمان، عروہ بن زبیر شرجیل ابن سعد موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحٰق کی روایت، معرکوں، فتوحات میں سیف بن عمر الاسدی جمل و صفین کے واقعات میں ابن محمد اور مدائنی، تاریخ امویہ کے بیان میں عوام ابن الحکم تاریخ دور عباسین کی تالیف میں احمد بن خیثمہ کی روایات ہیں۔ اکثر روایات محدثین کے نزدیک معتبر اور تحفہ ہیں۔ علامہ اس کتاب کو تین قسموں میں منقسم کیا ہے۔

قسم اول میں اسلام سے قبل کے حالات و نبی کریم ﷺ کی سیرت، خلفاء راشدین اور ۴۰ھ تک کے واقعات و احوال کا احاطہ کیا ہے۔

قسم ثانی میں ۴۱ھ تا ۱۳۰ھ تک کے تاریخی واقعات اور اہم شخصیات کا تذکرہ ہے۔

قسم ثالث میں ۱۳۱ھ تا ۳۰۲ھ تک کے تاریخی واقعات اور اہم شخصیات کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۔ الکامل فی التاریخ: 'ابوالحسن علی بن ابی الکریم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی المعروف بابن اثیر ، عزالدین،

علم تاریخ میں ابن اثیر کا نام ایک اساس اور بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ ابن اثیر جمادی الاولیٰ ۵۵۵ھ/ کو جزیرہ عمر میں پیدا ہوئے، بچپن میں موصل منتقل ہو گئے اور وہاں پر ابوالفضل عبداللہ بن احمد الخطیب، الطوسی اور ان کے ہم عصر علماء سے حصول علم میں خود کو مصروف کیا۔ حصول علم کے لئے آپ نے بار بار بغداد کا بھی سفر کیا اور وہاں وہ شافعی کے ماہر ابوالعاصم بن صدقہ اور بزرگ صوفی ابن احمد عبدالوہاب بن علی سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا۔ پھر علم کا یہ طالب شام وقدس بھی گیا اور وہاں پر علماء کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا۔ آپ کی تاریخ وفات الموسوعہ کے مطابق ۱۲۳۴ھ اور اردو دائرہ معارف کے مطابق

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۱۲۳۳ھ ہے۔ ادب اور علم حدیث پر گہری دسترس رکھتے تھے۔ جامع الاصول فی الاحادیث اور النہایہ فی عرب الحدیث والاثار آپ کی دو بلند پایہ تصانیف ہیں۔

ابن خلکان لکھتے ہیں: ابن اثیر حفظ، معرفت اور متعلقات حدیث کے امام تھے۔ قدیم و جدید تاریخ کے حافظ تھے اور اہل عرب کے انساب ادوار اور حوادث سے بخوبی واقف تھے۔ آپ نے علم تاریخ میں ایک عظیم کتاب ''الکامل'' کے نام سے مرتب کی جو تاریخ کی عمدہ ترین کتب میں سے ہے۔ (۴۴)

ابن اثیر کی کتاب الکامل جدید اسلوب پر مرتب شدہ علم تاریخ پر ایک بلند پایہ تالیف ہے۔ اس کتاب کا اہم بنیادی مصدر تاریخ الام و الملوک ہے اور انداز تالیف بھی طبری کی طرح ہے۔ یعنی تخلیق کائنات اور بعثت آدم سے اس کتاب کی ابتداء اور ۶۲۸ھ کے اخیر تک کے اہم تاریخی واقعات وحوادث کو جامع و حاوی ہے۔ الکامل قدیم و جدید کا ایک خوبصورت امتزاج ہے۔

۴۔ طبقات کی ایک اور ایک اہم کتاب خلیفہ بن خیاط (م ۲۴۰ھ) کی کتاب الطبقات ہے، یہ کتاب ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی تحقیق سے پہلی مرتبہ ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی۔

طبقات خلیفہ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب میں ذکر انساب کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ اور یہی اہتمام ان کی کتاب میں نمایاں نظر آتا ہے اور اس کتاب میں سیرت کے حوالے سے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف ملتا ہے، اس کے بعد صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا ذکر ان کے مقام سکونت کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔

کتب تاریخ میں سال بہ سال کے واقعات کی ترتیب سے مرتب، سب سے قدیم تالیف خلیفہ بن خیاط (ف ۲۴۰ھ) کی تاریخ ملتی ہے، یہ کتاب بھی ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی تحقیق سے پہلے مرتبہ ۱۹۶۷ء میں بغداد سے شائع ہوئی تھی۔

تاریخ خلیفہ بن خیاط اس لئے اہمیت کے حامل ہے کہ یہ کتاب ایک قدیم مصدر ہونے کے ساتھ ساتھ محدثین کے اصولوں کے مطابق اس کی تمام روایات سند سے مزین ہیں، خلیفہ بن خیاط نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ہر عہد کے والیان مملکت اور ان کے عہد داران کی فہرست بھی دی جائے، غزوات اور داخلی جنگ و جدال میں شہید ہونے والے افراد کے نام تحریر کئے جائیں، حرہ اور زاویہ کے واقعات کے بارے میں تفصیلات صرف تاریخ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ میں پائی جاتی ہیں۔

خلیفہ بن خیاط نے اپنی کتاب کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سن ولادت اور وفات سے کی ہے، اور اس کے بعد سن ایک ہجری سے واقعات بیان کرنا شروع کئے ہیں اور اس طرح اس کتاب کی ابتداء ہجرت سے ہوتی ہے اور اس کی وجہ مصنف کی وجہ ترتیب ہے کہ وہ اپنی کتاب کو واقعات کے بجائے تاریخی تسلسل اور سنوات پر مرتب کرنا چاہتے ہیں، اس طرح انہوں نے ہجرت سے شروع کرنے کے بعد ۲۳۲ھ تک کے واقعات اپنی کتاب میں جمع کئے ہیں، اس کتاب کی خصوصیات میں یہ اہم بات ہے کہ خلیفہ بن خیاط نے روایات ذکر کرتے ہوئے سند کا اہتمام کیا ہے، ہر سال میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات بتائے ہیں، ان میں غزوات اور سرایا کا بالخصوص ذکر کیا ہے، شہدا کے ناموں کی تفصیل اور غزوہ سے متعلق دیگر واقعات بیان کر دیئے ہیں، اس کے علاوہ ہر سال کے اہم واقعات میں مختلف شخصیات کے سن ولادت، سن وفات اور شادی بیاہ کے بارے میں بھی تذکرہ شامل ہے۔

اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ خلیفہ بن خیاط تاریخی تسلسل، مختلف واقعات کی توثیق کے لئے ایک اہم مرجع ہے اور اس کتاب سے مختلف عہدوں پر کام کرنے والے صحابہ کرام کی تفصیل بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔

۵۔ تاریخ الاسلام ذہبی: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد المعروف بہ علامہ ذہبی (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) کی تصانیف میں سب سے بڑی کتاب "تاریخ الاسلام" ہے جو مصر میں ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء ۔ ۱۹۴۸ء میں مصنف کی دوسری کتاب "طبقات المشاہیر والاعلام" کے ساتھ شائع ہوئی۔ اب مستقبل شائع ہو رہی ہے چالیس جلدیں چھپ چکی ہیں۔ یہ اسلام کی ایک ضخیم ومبسوط کتاب ہے جو آنحضرت ﷺ کے نسب نامے سے شروع ہو کر ۷۰۰ھ/ ۱۳۰۰ء ۔ ۱۳۰۱ء تک کے واقعات پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اس کا انداز ابن جوزی کی "المنتظم فی تاریخ الامم" سے ملتا جلتا ہے یعنی اس میں مختلف تاریخی ادوار قائم کر کے واقعات کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی وفات کا بھی ذکر ہے جنہوں نے زیر بحث سالوں میں وفات پائی۔ ساتھ ہی مختصر سوانح بھی دی گئی ہے۔ سات صدیوں کی اس تاریخ میں پہلی تین صدیوں کے واقعات مختصر ہیں اور تاریخ طبری سے ماخوذ ہیں۔ البتہ آخری چار صدیوں کے حالات

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مفصل ہیں اور یہاں ان واقعات کو بھی سمیٹ لیا گیا ہے جنہیں ابن الاثیر نے ''الکامل فی التاریخ'' میں نظرانداز کر دیا تھا یعنی اولاً سلجوقیوں، ایوبیوں اور مغلوں کے حملوں کی تاریخ، ثانیاً، اسلام کی اندرونی نشوونما، خاص کر باطنی اور شیعی فرقوں کی تفصیل اور ثالثاً، مغرب میں اسلام کی حالت، علامہ ذہبی حدیث، فقہ اور تاریخ میں امتیازی حیثیت کے مالک ہیں اور اختصار نویسی کا اسلوب ان کی ضخیم تاریخ اسلام کی جان ہے۔ اس کتاب کی ضخامت کے پیش نظر ذہبی نے خود ہی اس کے تین خلاصے بھی تیار کیے۔

۶۔ **البدایہ والنہایہ ابن کثیر**: اسمٰعیل بن عمر عماد الدین ابوالفدا ابن کثیر (۷۰۱ھ۔ ۷۷۴ھ) نے دس جلدوں میں ایک عالمی تاریخ ''البدایہ والنہایہ فی التاریخ'' کے نام سے لکھی، جو ابتدائے آفرنش سے اُن کے اپنے زمانے (۷۶۸ھ) تک کے واقعات پر مشتمل ہے(۴۵) اس کتاب میں بھی حضور اکرم ﷺ کے حالات نہایت تحقیق کر کے لکھے گئے ہیں، خصوصاً ہجرت نبوی سے لے کر آنحضرت ﷺ کی وفات تک کے حالات کا تذکرہ مربوط اور سن وار ہے۔(۴۶) صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ یہ کتاب صحیح اور غلط روایات میں امتیاز کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ ''البدایہ والنہایہ'' کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سابقہ انبیاء اور قدیم اقوام کے حالات مختصراً بیان ہوئے ہیں، گو یہاں سنین درج کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا، مگر جونہی ہجرت کا آغاز ہوتا ہے، اس کے بعد کے واقعات سنین وار بیان کئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں تمام تاریخی وقائع انتہائی محنت اور دیانت سے جمع کئے گئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر کا یہ بھی کارنامہ ہے کہ انہوں نے فن درائت کو تاریخ نویسی کی بنیاد بنایا۔(۴۷) اور تاریخی روایات کی تنقیح وتہذیب کے اس جدید اسلوب کی بنیاد ڈالی جسے بعد ازاں ابن خلدون نے نقطۂ عروج تک پہنچایا۔ براکلمان کی تحقیق کے مطابق اس کتاب کے ۷۳۸ھ تک کے واقعات البرزالی کی تاریخ سے ماخوذ ہیں۔(۴۸)

۷۔ **تاریخ ابن خلدون**: ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون المغربی (۷۳۲ھ۔ ۸۰۸ھ) کی شہرۂ آفاق تاریخ کا نام ''کتاب العبر و دیوان المبتدأ و الخبر فی ایام العرب و العجم و البربر و من عاصر ھم من ذوی السلطان الاکبر'' ہے۔ یہ کتاب جو مختصراً ''کتاب العبر'' کہلاتی ہے، قاہرہ سے ۱۲۸۴ھ میں ۷ جلدوں میں شائع

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ اس کتاب کے مختلف حصے قدر و قیمت کے اعتبار سے یکساں نہیں ہیں، لیکن بحیثیت مجموعی یہ اپنے زمانے کی ایک شاندار تصنیف ہے۔ بالخصوص اس کا مقدمہ، جس میں عربی علوم اور تہذیب کے تمام شعبوں اور ان کے فلسفوں سے بحث کی گئی ہے، خیالات کی گہرائی، بیان کی وضاحت اور رائے کی اصابت کے اعتبار سے اصل کتاب سے بھی زیادہ اہم ہے۔ مصنف نے یہ مقدمہ ۷۷۵ھ میں ختم کیا۔

تاریخ ابن خلدون کی اگرچہ سات جلدیں ہیں، لیکن مصنف نے اپنی کتاب کو ازخود تین حصوں (کتاب الاول، کتاب الثانی اور کتاب الثالث) میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ، مقدمہ ابن خلدوں ہے۔ جس میں انسانی معاشرے کے اجتماعی، تمدنی، جغرافیائی، اقتصادی، علمی، مذہبی اور ادبی پہلوؤں پر فلسفیانہ بحث کی گئی ہے۔ دوسرا حصہ عرب کے اخبار وروایات پر مشتمل ہے۔ یعنی عربوں کے عہد قدیم سے لے کر مصنف کے عہد تک کی سلطنتوں کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی دوسری متمدن اقوام کی تاریخ بھی ساتھ ہی ساتھ قلم بند کی گئی ہے۔ تیسرا حصہ اقوام بربر کے لئے وقف ہے اور اس میں شمالی افریقہ کی حکومتوں کی تاریخ درج کی گئی ہے۔

وسعت اور پھیلاؤ کے اعتبار سے تاریخ ابن خلدون اپنی پیش رو تصانیف سے بازی لے گئی ہے: چنانچہ جہاں طبری کی ''تاریخ الامم'' ۳۰۲ھ تک کے واقعات پیش کرتی ہے، مسعودی کی ''مروج الذہب'' میں ۳۱۳ھ تک کے حالات کا بیان ہے، ابن مسکویہ کی ''تجارب الامم'' ۳۶۹ھ تک کے تاریخی وقائع پر مشتمل ہے، ابوالفدا کی ''اخبار البشر'' میں ۷۲۹ھ تک کی اسلامی تاریخ تحریر کی گئی ہے، وہاں ابن خلدون کی ''کتاب العبر''، اسلام کی آٹھ صدیوں کی تاریخ پر محیط ہے۔ الفریڈ بیل کے بقول ''یہ کتاب پچاس سال کے براہ راست مشاہدے اور متعدد کتابوں، وقائع اور اپنے زمانے کی سفارتی اور سرکاری دستاویزوں کے گہرے مطالعے کا ثمرہ ہے'' مصنف نے اس کتاب کا آغاز حضرت نوح کے ذکر سے کیا اور اپنے زمانہ (۷۹۷ھ) تک آ کر ختم کیا۔

تاریخ ابن خلدون کی ایک جلد رسول ﷺ اور خلفائے رسول ﷺ کے حالات کے لئے وقف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح اگرچہ بہت زیادہ مفصل نہیں، لیکن تمام ضروری واقعات اس میں آ گئے ہیں۔ ولادت نبوی، بچپن، ابتدائی زندگی، جوانی، سفر

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شام، پہلی شادی، بعثت، معراج، تبلیغ اسلام، ہجرت حبشہ اول و دوم، مدینہ میں ابتدائی مسلمان، ہجرت مدینہ، غزوات، عام الوفود، فتنہ، ارتداد، حجۃ الوداع اور وفات کا اجمالی تذکرہ ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کا یہ حصہ مختصر ہونے کے باوجود اہم ہے کیونکہ یہ بعد کی تواریخ وسیرت کی کتابوں کا ماخذ ہے۔

خلاصہ بحث یہ کہ سیرت پر تاریخ سے استفادہ کئے بغیر لکھنا تو ممکن ہے لیکن وسعت و جامعیت تاریخ کے بغیر نہیں آسکتی ہے اسی لئے متعدد سیرت نگار محققین نے تاریخ کو اصول سیرت میں شمار کیا ہے۔

تمت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گیارھویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ فیروز الدین، مولوی، فروز اللغات فیروز سنز لاہور ۱۹۶۷ء، ص/۳۰۱

۲۔ الجوہری، اسماعیل بن حماد الصحاح ج/۱ص/۲۰۰

۳۔ ابن منظور، لسان العرب مطبوعہ قاہرہ ۱۳۰۰ھ ج/۱ص/۵۸

۴۔ غربال، محمد شفیق، الموسوعۃ العربیۃ قاہرہ ۱۹۵۹ء ص/۴۸۰

۵۔ ایضاً

۶۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مادہ History

۷۔ صدیقی، محمد سعد، مسلمان مؤرخین کا اسلوب تحقیق قائد اعظم لائبریری لاہور ۱۹۸۸ء ص/۳

۸۔ علی گل، ڈاکٹر صادق، فن تاریخ نویسی پبلشرز ایمپوریم لاہور ۱۹۹۳ء ص/۱۱۷۔۱۶۶

۹۔ ایس ایم شاہد، مطالعہ تاریخ نیوبک پیلس لاہور ۱۹۹۰ء ص/۴۱

۱۰۔ ایضاً ص/۱۸۲

۱۱۔ سورۃ یوسف/۱۱۱

۱۲۔ سورۃ الاعراف/۱۷۶

۱۳۔ سورۃ یوسف/۱۱۱، مثلاً "فبعث اللہ غراباً یبحث فی الارض لیرہ کیف یوراری سوأۃ اخیہ وقال یویلتی اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سوأ اخی فاصبح من الندمین. (سورۃ مائدہ/۳۱)
پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا کہ وہ زمین کھودتا تھا تاکہ اسے تعلیم کردے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طریقہ سے چھپا دے کہنے لگا افسوس میری حالت پر، کیا میں اس سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اس کوے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی روش چھپا دیتا، سو بڑا شرمندہ ہوا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت آدمؑ کے بیٹے کو پریشانی لاحق ہوئی کہ بھائی کی لاش کو کس طرح چھپاؤں؟ ماضی اس کے پاس تھا نہیں کہ وہ اس سے سبق وعبرت حاصل کر لیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک کوا بھیجا جس کی چونچ میں ایک دوسرے کوے کی لاش تھی، کوے نے زمین کھودی اور لاش دبا کر زمین برابر کر دی اور اڑ گیا۔ چنانچہ ابن آدم نے اس واقعہ سے عبرت حاصل کی اور نادم و شرمندہ ہوا کہ میری عقل اس کوے سے بھی ضعیف و کمزور ہے۔ یہ کہہ دینا شاید کوئی مبالغہ نہ ہو کہ انسانی تاریخ میں عبرت و سبق حاصل کرنے کا یہ پہلا واقعہ ہو۔

۱۴۔ سورہ یوسف/۱۱۱

۱۵۔ سورۃ النازعات/۲۶

۱۶۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ بیروت ص/۴

۱۷۔ صدیقی، محمد سعد، مسلمان مؤرخین کا اسلوب تحقیق ص/۱۰

۱۸۔ ایضاً ص/۱۱

۱۹۔ ازرقی، تاریخ مکہ ص/۹

۲۰۔ سزگین، محمد فواد، تاریخ علوم اسلامیہ ج/۲ ص/۲۹، بحوالہ الاکمال لابن ماکولا ج/۴ ص/۲۷۹

۲۱۔ ایضاً ج/۲ ص/۸۱

۲۲۔ ایضاً ج/۲ ص/۱۱۹۔۱۲۰

۲۳۔ کتاب الاغانی مطبوعہ دارالکتب ج/۱۸ ص/۱۴۴

۲۴۔ سزگین، تاریخ علوم اسلامیہ ج/۲ ص/۱۵۳

۲۵۔ الواقدی (المغازی) ۱۶۲۔۲۱۵، مسند ابن حنبل، ۵/۳۵۰، تاریخ الطبری (فہارس)، ابن حجر (لاصابہ) ۲/۷۸۰، ابن حجر التہذیب، ۵/۲۴۹، الزرکلی (الاعلام) ۴/۲۲۳، شتائن سیدر Steinschneider Arab : Lit der juden (التراث العربی لمؤلفین یہود، ص/۸۰۹، مقالہ یوسف ہارویز دائرہ معارف اسلامیہ (انگری) جلد اول، ص/۴۲

۲۶۔ سزگین، تاریخ علوم اسلامیہ ج/۲ ص/۸۲

۲۷۔ طبقات ابن سعد، ۱۵۶/۲/۷، ابن حجر (الاصابہ) ۶۳۵/۳۔۶۳۹، ابن حجر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(التہذیب) ۸/ ۴۳۸ـ ۴۴۰، بروکلمان (تکملہ) ۱/ ۱۰۱، مقدمہ ابن خلدون، ترجمہ ۱۰/ ۲۶، ۲۰۳، ۲۰۵، ۴۴۵

۲۸۔ المسعودی (مروج الذہب) ۵/ ۴۶۲ بعید، ابن الندیم (الفہرست) ۲۲، ۲۳، ابن قیم (حلیۃ الاولیا) ۴/ ۲۳، الزرکلی (الاعلام) ۹/ ۱۵۰، الکحالہ (معجم المولفین) ۱۳/ ۱۹۷۴، الدوری (علم التاریخ، بیروت ۱۹۶۰ء) ۱۰۲، ۱۱۷، بروکلمان/ ۶۵ مرآۃ الجنان ۱/ ۴۴۸، ابن حجر التہذیب ۱۱/ ۱۶۸، طبقات ابن سعد ج/ ۷ ص/ ۹۷

۲۹۔ سزگین، تاریخ علوم اسلامیہ ج/ ۲ ص/ ۸۴

۳۰۔ ابن خلکان (وفیات الاعیان) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۹، ٪/ ۶۵، ابن الجوزی (المنتظم، ۶/ ۳۷) السیوطی، حسن المحاضرہ، ۱/ ۳۱۹، حاجی خلیفہ، ۲۸۰، الکحالہ، معجم المولفین، ۷/ ۲۶۹، روزنتال، علم التاریخ عند المسلمین، ۶۶، بروکلمان، تکملہ ۱۰/ ۲۱۷

۳۱۔ سزگین، تاریخ علوم اسلامیہ ج/ ۲ ص/ ۱۰۴

۳۲۔ ایضاً ج/ ۲ ص/ ۱۰۵

۳۳۔ ابن الندیم (الفہرست) ۲۳۴، ۲۳۵، خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ۲/ ۱۶۲، ۱۶۹، یاقوت ارشاد الاریب، مطبوعہ لائیڈن، ۶/ ۴۲۳ ـ ۴۲۶، القفطی، ابنا الرواۃ، ۳/ ۸۹ـ ۹۰، ابن الاثیر، اللباب، ۲/ ۸۰، ابن الجزری، غایۃ النہایۃ، ۲/ ۱۰۶ـ ۱۰۸، ابن الجوزی، المنتظم، ۶/ ۱۷۰ـ۱۷۲، الذہبی، تذکرۃ الحفاظ طبع دوم، ۲/ ۲۵۰ـ ۲۵۵، الذہبی، میزان الاعتدال، ۳/ ۲۵، الذہبی، دول الاسلام، ۱/ ۱۴۷، الصفدی الوافی بالوفیات، ۲/ ۲۸۴ـ ۲۸۷، ابن حجر، لسان المیزان ۵/ ۱۰۲ ـ ۱۰۳، ابن کثیر البدایۃ والن......، ۱۱/ ۱۴۵ ـ ۱۴۷، الزرکلی، الاعلام، ۶/ ۲۹۴، الکحالہ، معجم المولفین، ۹/ ۱۴۷ ـ ۱۴۸، محمد ابوالفضل ابراہیم، مقدمہ تاریخ الطبری، بروکلمان، ۱/ ۱۴۲، وستن فیلت، مورخین العرب وحدود ص/ ۹۴، گولٹ تسیحر، مذاہب التفسیر القرآنی، ص/ ۹۵ـ ۹۸، پاریٹ Paret دائرۃ المعارف الاسلامیہ، انگریزی، ۴/ ۶۲۵ـ ۶۲۷

۳۴۔ سزگین، تاریخ علوم اسلامیہ ج/ ۲ ص/ ۱۰۶ـ ۱۰۷

۳۵۔ ایضاً ج/ ۲ ص/ ۱۰۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۶۔ بخاری، التاریخ الکبیر،۲/۱/۱۱۹، ابن حجر، تقریب التہذیب،۱/۲۰۹، ابن تغری بردی النجوم الزاہر،۱/۱۲۷، ۱۲۶، ۲۳۷، ۲۵۰، ۲۰۸

۳۷۔ طبقات ابن سعد، مطبوعہ لائیڈن، ۷/۱۹۷، الذہبی، تاریخ الاسلام، ۵/۱۸۴، الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۱۲۹، ۱۳۰۰، ابن حجر، تہذیب التہذیب، ۱۱/۲۱۸۔۳۱۹، ابن تغری بروی، النجوم الزاہرہ، ۱/۱۹، ۱۴۳، ۲۳۸، ۳۰۸، محمد کامل حسین، الادب المصری،۴۲، الزرکلی، الاعلام، ۹/۲۳۶، (Biographiex) A. Fischer بمواضع کثیرہ

۳۸۔ طبقات ابن سعد، ۶/۲۰۵، البخاری، تاریخ الکبیر، ۲/۱/۲۶۷، تاریخ الطبری، ۳/۲۵۲۰۰، القیروانی، الرجال، ۱/۱۳۲، ابن الاثیر، اللباب، ۳/۱۳۸، ابن حجر، تہذیب التہذیب، ۳/۲۱۸، ھشام بن کلبی، الجمہرۃ، مخطوطہ ۹۹۹، کتب خانہ راغب، ترکیہ

۳۹۔ ابن قتیبہ، کتاب الشعر والشعراء ۱۵۷، ۴۸۲، ۴۹۰، ابن قتیبہ، المعارف، ۲۷۸، ابن المعتز، طبقات الشعراء مطبوعہ لندن، ۲۲۴، ابن الندیم الفہرست، ۹۱۔۹۲، ابن عبدربہ، العقد الفرید، ۵/۳۰۷، ۲۰۸، ابن الانباری ذنزہۃ الالبار، ۴۳، ابن الندیم، الفہرست، ۹۱۔۹۲، ابن عبدربہ، العقد الفرید، ۵/۳۰۷، ۲۰۸، ابن الانباری نزہۃ الالبار، ۴۳، ابن عساکر، تاریخ دمشق، ۴/۴۲۷۔۴۳۱، ابن خلکان، وفیات الاعیان، ۱/۱۶۴، مطبوعہ قاہرہ، ابن حجر، لسان المیزان، ۲/۲۵۲۔۳۵۲، بغدادی، خزانۃ الادب، ۱/۱۲۹۔۱۳۲، ناصرالدین الاسد، مصادر الشعر الجاہلی، بمواضع کثیرہ، الزرکلی، الاعلام، ۴/۳۰۱۔۳۰۲، بروکلمان، ۱/۶۳، عدد ۱۳، تولدیکی، دراسات، یثر، موجز تاریخ الدب العربی، ۲۷۵۔۲۷۸، مقالہ فان ارندوک، دردائرہ معارف الاسلامیہ، ۲/۲۶۶۔۲۶۷، یورپی ایڈیشن

۴۰۔ سزگین تاریخ علوم اسلامیہ ج/۲/ص/۱۵۲

۴۱۔ سزگین، تاریخ علوم اسلامیج/۲/ص/۷۱

۴۲۔ ایضاً ج/۲/ص/۷۸

۴۳۔ حموی، شہاب الدین أبی عبداللہ یاقوت، معجم الادباء مطبوعہ بیروت، ج/۱۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۴۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان وابناء الزمان مطبوعہ بیروت ۱۹۷۷ء ج/۳ ص/ ۳۴۸

۴۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، ج/۱ص/۶۵۴ (مقالہ: ابن کثیر)

۴۶۔ ہفت روزہ توحید، لاہور، شمارہ ۱۴، جنوری ۱۹۶۶ء، مقالہ: عربی سیرت نگاری کا ارتقا: صلاح الدین قاضی قسط نمبر ۳، ص/۸

۴۷۔ مسلمان تاریخ نویس: شیخ سعید اختر، ص/۸۰، ۸۱، ابن کثیر

۴۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، ج/ ۱ص/۶۵۴، مقالہ: ابن کثیر از براکلمان،

تمت

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بارہواں اصول: علم تاریخ حرمین ہے

مسلمان ہر مذہب کی عبادت گاہ کا احترام کرتے ہیں، لیکن اسلام میں تین مقامات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، مکۃ المکرمۃ مدینۃ المنورہ اور بیت المقدس بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ دوم رہا ہے اور معراج و سیادۃ الانبیاء کا ذریعہ تھا اس حوالہ سے سیرت سے بھی اس کا تعلق ہے۔ مسلم مؤرخین نے ان تینوں مقامات مقدسہ پر بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، آپ نے اس سے قبل عام تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن کچھ کتابیں خاص علاقوں اور ان علاقوں کی جزئیات، جغرافیہ، وغیرہ کو پیش نظر رکھ کر لکھی جاتی ہیں، ایسی کتابیں عام کتب تواریخ کے مقابلہ میں زیادہ جزئیات کا احاطہ کرتی ہیں، زیادہ جامع ہوتی ہیں۔ مکہ و مدینہ کو حرمین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مکہ کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسان کی، یہ خصوصیت کسی اور خطہ کو حاصل نہیں، اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم کہتا ہے:

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین(۱)

یعنی سب سے پہلا گھر مکہ کی سرزمین پر کعبہ ہے جسے لوگوں کی ہدایت اور برکت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے میں نے اسے مستقل اصول سیرت کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اس موضوع پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں مکہ اور مدینہ منورہ کی تاریخ کے ساتھ بیت المقدس کی تاریخی مقامات مقدسہ حضور کی سیرت، آثار قدیمہ، اور قدیم تہذیب کا ذکر ملتا ہے۔

سیرت کا تاریخ حرمین سے تعلق: آپ ﷺ کی زندگی محترم مکہ و مدینہ وحرمین میں گزری ہے، اس کے مقابلہ میں بیت المقدس سے تعلق مختصر عرصہ کے لئے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے تینوں مقامات کے حوالہ سے جو بھی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ اس وقت تک نامکمل رہتی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جب تک آپ ﷺ کا ذکر نہ آئے کعبۃ اللہ اور بیت المقدس کی تاریخ قدیم ترین ہے۔ آپ ﷺ کے حوالہ سے جب بھی سیرت نگاری کی جائے گی کعبہ کا ذکر ضرور آئے گا، اور سیرت نگار جب تک اس موضوع پر لکھی گئی کتب سے استفادہ نہیں کرے گا نہ وہ کعبہ کی تعمیر بیان کرسکتا ہے نہ اس کا ارتقاء نہ عبادت کے اسلوب نہ زائرین کی روایات نہ زمزم کا ذکر، نہ حجر اسود کی آمد نہ سالانہ میلے نہ قدیم تہذیبی روایات بطور مثال ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔

قرآن کریم کی آیت ہے:

وليس البربان تاتو البيوت من ظهورها ولكن البرمن اتقى (۲)

نیکی یہ نہیں ہے کہ گھروں کے پیچھے سے داخل ہو بلکہ نیکی یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔

اس کا مفہوم نہ ہمیں قرآن کریم سے سمجھ میں آتا ہے نہ حدیث سے، یہ ہمیں حرمین پر لکھی ہوئی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے ایک جاہلی رسم سے منع کیا ہے جو ان میں رائج تھی کہ وہ لوگ جب احرام باندھ لیتے اور کسی کام سے گھر آنا پڑتا تو دروازہ سے نہیں آتے تھے، بلکہ گھر کے عقب سے کود کر اندر آتے تھے۔ (۳)

ان مخصوص کتب میں مقدس مقامات کے حوالہ سے کچھ تذکرے ملتے ہیں، مثلاً تاریخ بنو ہاشم، بت پرستی کا آغاز، کعبہ کی تعمیر بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان و دیگر انبیاء کا تعلق۔ بیت المقدس کی یہود پھر نصاریٰ کے ہاتھوں پامالی مدینہ کے منافقین قبیلہ اوس و خزرج کی تاریخ یہود کی مدینہ میں آمد و اخراج قصہ فیل وغیرہ ان مقامات مقدسہ پر لکھی ہوئی کتب میں جن جزئیات کا احاطہ کیا گیا ہے وہ عام تاریخی کتب میں دستیاب نہیں ہیں، سیرت نگار بیت المقدس کا ذکر کرتے ہیں، لیکن اسے سالم، شالم یروشلم کیوں کہا جاتا ہے؟ اسی طرح اس کا نام ہیوس وایلیاء کیوں ہے۔ (۴)

اس کی تاریخ خاص بیت المقدس پر لکھی گئی کتب سے ہی ممکن ہے۔ لہٰذا سیرت نگار کے لئے ضروری ہے وہ تینوں مقامات مقدسہ پر لکھتے ہوئے ان کتب سے استفادہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرے۔

تاریخ حرمین پر تصانیف: تینوں مقامات مقدسہ پر مطبوعہ غیر مطبوعہ کتب مؤلفین کی سنہ وفات کی ترتیب پر پیش خدمت ہیں تاکہ سیرت نگاران کتب کی رہنمائی و مطالعہ سے اپنی تحقیق کو جامع بنا سکے۔

۱۔ 'فضائل مکة والسکن فیها' للحسن البصری، المتوفی سنة ۱۱۰ھ مطبوعہ الکویت ۱۹۸۰ء (۵)

۲۔ 'اخبار المدینة' لمحمد بن الحسن بن زبالة، من اصحاب مالک، المتوفی سنه ۱۹۹ھ (٦)

۳۔ 'اخبار مکة شرفها اللّٰه تعالیٰ وما جاء فیها من الآثار، لمحمد بن عبدالله بن احمد الأزرقی، المتوفی سنة ۲۲۳ھ، مطبوعه ۱۲۷۵ھ، مطبوعه بتحقیق رشدی الصالح ملحس، المکتبة التجاریة،

۴۔ 'اخبار المدینة' للزبیر بن بکار، المتوفی سنة ۲۵٦ھ (۷)

۵۔ 'ذرع الکعبة والمسجد والقبر' لأبی بکر احمد بن عمرو بن مهیر الشیبانی، المعروف بالخصاف، المتوفی سنة ۲٦۱ (۸)

٦۔ 'اخبار المدینة' لعمر بن شبه، المتوفی سنة ۲٦۲ھ، (قطعة منه فی رباط مظهر فی المدینة المنورة)، مطبوعه بتحقیق الأستاذ فیهم شلتوت،

۷۔ 'اخبار مکة' لعمر بن شبه، المتوفی سنة ۲٦۲ھ،(۹)

۸۔ 'المتقی فی اخبار ام القری، لمحمد بن إسحاق الفاکهی، المتوفی سنة ۲۷۲ھ (ط: غوتنجن، بعنایة وستنفلد سنة ۱۲۷۴ھ) مطبوعہ ۱۲۷۴ھ

۹۔ 'اخبار مکة فی قدیم الدهر و حدیثه' لأبی عبدالله محمد بن إسحاق بن العباس الفاکهی، تحیق عبدالملک بن عبداللّٰه بن دهیش، مکتبة ومطبعة النهضة الحدیثة مکة المکرمة (۱۴۰۷ھ)(۱۰)

۱۰۔ 'تاریخ المدینة' لیحی بن الحسن الحسینی المدنی، المتوفی سنة ۲۷۷ھ (۱۱)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ 'فضائل المدینۃ' للمفضل بن محمد الجندی، المتوفی سنۃ ۳۰۸ھ المخطوطہ (۱۲)

۱۲۔ 'فضائل مکۃ' للمفضل بن محمد الجندی، المتوفی سنۃ ۳۰۸ھ(۱۳)

۱۳۔ 'اخبار المدینۃ' لمحمد بن یحییٰ العلوی، المتوفی سنۃ، ۳۱۰ھ(۱۴)

۱۴۔ 'فضائل مکۃ علی سائر البقاع' لأحمد أبوزید البلخی، المتوفی سنۃ ۳۲۲ھ(۱۵)

۱۵۔ 'مکۃ لأبی سعید بن الأعرابی، شیخ الحرم المکی، المتوفی سنۃ ۳۴۰ھ(۱۶)

۱۶۔ 'مکۃ لأبی القاسم عبدالرحمن بن أبی عبداللّٰہ بن مندہ، المتوفی سنۃ ۳۴۰ھ(۱۷)

۱۷۔ 'کتاب فی فضائل بیت المقدس' لأبی القاسم مکی بن عبدالسلام الرمیلی المقدسی المحدث، المولود سنۃ ۴۳۲ھ

۱۸۔ 'اخبار مکۃ والمدینۃ وفضلھما' لروین بن معاویۃ العبدری الرقطی، المتوفی سنۃ ۵۳۵ھ

۱۹۔ 'فضائل البیت المقدس' او 'فضایل بیت المقدس' لابی بکر محمد بن احمد الواسطی، المتوفی فی المنصف الأول من القرن الخامس السھجری، محقق إسحاق حون، مطبوعہ الدرسات الآسیویۃ والإ فریقیۃ الجامعۃ ، مطبوعہ الدراسات الآسیویۃ والإفریقیۃ الجامعۃ العبریۃ یا القدس سنۃ ۱۹۷۹ء

۲۰۔ 'فضل بیت القدس' للحسن بن ھبۃ اللّٰہ أبی العظائم بن محفوظ بن صصری الربعی التغلبی الدمشقی، المتوفی سنۃ ۵۸۶ھ

۲۱۔ 'مثیر الغرام الساکن إلی أشرف الأماکن' لابن الجوزی، المتوفی سنۃ ۵۹۷ھ طبع بتحقیقی، دارالحدیث، القاھرۃ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔ 'فضائل المدینة' لابن الجوزی، المتوفی سنة ۵۹۷ھ مطبوعه المدینة المنورة،

۲۳۔ 'فضائل القدس' تالیف أبی الفرج عبدالرحمن ابن الجوزی، المتوفی سنة ۵۹۷ھ، مطبوعه بیروت سنة ۱۹۷۹ء تحقیق الدکتور جبرائیل جبور، مطبوعه مکتبة جامعة برتستون، و مکتبة الثقافة، بالقاهرة،

۲۴۔ 'الفتح القسی فی الفتح القدسی' لعماد الدین محمد بن محمد بن حامد الأصفهانی، المتوفی سنة ۵۹۷ھ، وقد حقق الجزء الأول من الکتاب کارلودی لاندبرج Landberg de Carlo، مطبوعه لیدن سنة ۱۸۸۸م، بتحقیق محمد محمود صبیح، سنة ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی۔

۲۵۔ 'فضائل البیت المقدس والخلیل، و فضائل الشام' لأبی المعالی المشرف بن المرجی ابن إبراهیم المقدس مخطوطه (۱۸)

۲۶۔ 'فضائل المدینة ' للقاسم بن علی بن عساکر، المتوفی سنة ۶۰۰ھ(۱۹)

۲۷۔ 'فضائل مکة' لتقی الدین أبو محمد عبدالغنی المقدسی، المتوفی سنة ۶۰۰ھ(۲۰)

۲۸۔ 'الأنباء المبینة عن فضایل المدینة' للقاسم بن علی بن عساکر، المتوفی سنة ۶۰۰ھ(۲۱)

۲۹۔ 'الجامع المستقصی فی فضائل المسجد الأقصی' للقاسم بن علی بن الحسین بن هبة اللّٰه، أبی محمد بن عساکر، بهاء الدین الشافعی، المتوفی سنة ۶۰۰ھ، مخطوط

۳۰۔ 'الأنس فی فضایل القدس' للقاضی أمین الدین أحمد بن محمد بن الحسین بن هبة اللّٰه الشافعی، المتوفی سنة، ۶۱۰ھ

۳۱۔ 'مفتاح المقاصد و مصباح المراصد فی زیارة بیت المقدس' لعبد الرحیم بن علی ابن شیت القرشی، المتوفی سنة ، ۶۲۵ھ

۳۲۔ 'نزهة الوری فی أخبار أم القری' لابن النجار محمد بن محمود،

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المتوفی سنة ۶۴۳ھ

۳۳۔ 'الدرة الثمنية فی اخبار المدينة' لمحمد بن محمود بن النجار البغدادی، المتوفی سنة ۶۴۳ھ، مطبوع

۳۴۔ 'روضة الأولياء فی مسجد إيلياء' لمحمد بن محمود بن الحسن بن هبة اللّٰه بن محاسن بن النجار، الملقب بمحب الدين، البغدادی، الشافعی، المتوفی سنة ۶۴۳ھ

۳۵۔ 'إتحاف الزائر فی فضائل المدينة' لعبد الصمد بن عبدالوهاب بن عساكر، أبو اليمن، المتوفی سنة ۶۷۶ھ (۲۳)

۳۶۔ 'فضل بيت المقدس' لأبی سعد، عبداللّٰه بن الحسن بن نظام الدين بن عساكر، المتوفی سنة ،۶۴۵ھ

۳۷۔ 'فضائل بيت المقدس، و فضائل الشام' لشمس الدين محمد بن حسين الكنجی المتوفی سنة ۶۸۲ھ ، مخطوطه فی مكتبة توبنجن رقم ۲۶

۳۸۔ 'القری لقاصد أم القری لأبی العباس أحمد بن عبداللّٰه بن محمد أبی بكر محب الدين الطبری المكی، المتوفی سنة ۶۹۴ھ، (طبعة الحلبی ثانية ۱۳۹۰ھ

۳۹۔ "عواطف النصرة فی تفضيل الطواف علی العمرة" يلمب الطبری، المتوفی سنة ۶۹۴ھ

۴۰۔ 'استقصاء البيان فی مسالة الشاذروان' للمحب الطبری، المتوفی سنة ۶۹۴ھ

۴۱۔ 'تحقيق النصرة بتلخيص معالم دار الهجرة' لأبی بكر بن الحسين المراعی، المتوفی سنة ۷۱۶ھ

۴۲۔ 'باعث النفوس ألی زيارة القدس المحروس' تاليف برهان الدين أبی أسحاق ابراهيم بن عبدالرحمن بن أبراهيم الفزاری البدری، الملقب بابن الفركاح، المتوفی سنة ۷۲۶ھ، تحقيق تشارلزد، مائيو Matthews Charles D (۲۴)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۳۔ 'کتاب فیه فضائل بیت المقدس، و فضائل الشام' لأبی أسحاق أبراهیم بن یحیی ابن أبی الحافظ المکناسی، من رجال القرن السابع الهجری

۴۴۔ 'الروضة' لمحمد بن أحمد بن أمین الأقشهری، المتوفی سنة ۷۳۱ھ، فیه أسماء من دفن بالبقیع (۲۵)

۴۵۔ 'أخبار مکة المکرمة' لعبدالملک بن أحمد بن عبدالملک الأنصاری الأرمانتی، المتوفی سنة ۷۳۲ھ

۴۶۔ 'التعریف بما أنست الهجرة من معالم دار الهجرة' لمحمد بن أحمد المطری، المتوفی سنة ۷۴۱ھ

۴۷۔ 'تفضیل مکة علی المدینة' لابن القیم، المتوفی سنة ۷۵۱ھ(۲۶)

۴۸۔ 'سلسلة العسجد فی صفة الأقصی و المسجد' لتاج الدین احمد ابن الوزیر، آمین الدین أبی محمد، الحنفی، المتوفی سنة ۷۵۵ھ

۴۹۔ 'مسائل الأنس فی تهذیب الوارد فی فضایل القدس' لصلاح الدین أبی سعید خلیل بن کیکلدی العلائی، المتوفی فی القدس سنة ۷۶۱ھ

۵۰۔ 'الإعلام یمن دخل المدینة من الأعلام' لعبد اللّٰه بن محمد بن أحمد المطری عفیف الدین، المتوفی سنة ۷۶۵ھ(۲۷)

۵۱۔ 'کتاب مثیر الغرام ألی زیارة القدس و الشام' لشهاب الدین أبی محمود أحمد ابن محمد بن أبراهیم بن هلال بن تمیم بن سرور المقدسی الشافعی، المتوفی سنة ۷۶۵ھ

۵۲۔ 'تاریخ القدس' لمحمد بن محمود بن إسحاق المقدسی، المتوفی سنة ۷۷۶ھ

۵۳۔ 'تحصیل الأنس لزائر القدس' لعبد اللّٰه بن هشام، المتوفی سنة ۷۶۱ھ

۵۴۔ 'بهجة النفوس والأسرار فی تاریخ دار هجرة المختار' لعبداللّٰه بن عبدالملک المرجانی التونسی، المتوفی سنة ۷۸۱ھ تاریخ دہلوی(۲۹)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۵۔ 'إعلام الساجد بأحكام المساجد' لبدر الدين الزر كشي، المتوفى سنة ۷۹۴ھ صحیح مخطوطہ ، سلامیة بمصر

۵۶۔ 'عرف الطيب من أخبار مكة ومدينة الحبيب' لغيات الدين أبى العباس محمد بن محمد بن عبدالله العاقولى، المتوفى سنة ۷۹۷ھ اور ۷۹۷ھ دار الكتب المصرية

۵۷۔ 'تسهيل المقاصد لزوار المساجد' لشهاب الدين أبي العباس أحمد بن عماد الدين بن محمد الأقفهسي بن العماد المصرى الشافعي، المتوفى سنة ۸۰۸ھ

۵۹۔ 'إثارة الحجون إلى زيارة الحجون' للمجد الفيروز آبادى، المتوفى سنة ۸۱۷ھ(۳۰)

۶۰۔ 'الوصل والمنى في فضائل منى' للمجد الفيروز آبادى، المتوفى ۸۱۷ھ

۶۱۔ 'مهيج الغرام إلى البلد الحرام' للمجد الفيروز آبادى، المتوفى سنة ۸۱۷ھ(۳۱) (الضوء اللامع، للسخاوى ص/۱۳۳)

۶۲۔ 'المغانم المطابة في معالم طابة' للفيروز آبادى، المتوفى سنة ۸۱۷ھ مخطوط

۶۳۔ 'إثارة الترغيب والتشويق إلى المساجد الثلاثة والبيت العتيق' لمحمد بن إسحاق الخوارزمي، المتوفى سنة ۸۲۷ھ

۶۴۔ 'نزهة الكرام في مدح طيبة والبلد الحرام' لشعبان بن محمد القرشى الآثارى، المتوفى سنة ۸۲۸ھ(۳۲)

۶۵۔ 'تحفة الكرام بأخبار البلد الحرام' وهو مختصر شفاء الغرام، لمحمد بن أحمد الفاسي، المتوفى سنة ۸۳۲ھ(۳۳)

۶۶۔ 'الزهور المقستطفة من تاريخ مكة المشرفة' للفاسي، مطبوعہ بتحقيقى، المكتبة التجارية، مكة المكرمة ۱۴۱۸ھ

۶۷۔ 'شفاء الغرام باخبار البلد الحرام' لتقى الدين محمد بن أحمد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الفاسي، المتوفی سنة ۸۳۲ھ مطبوعه تحقیقی، مکتبة النهضة، مکة

۶۸۔ عجالة القری للراغب فی تاریخ ام القری، وهو مختصر العقد الثمین لمحمد بن احمد الفاسی، المتوفی سنة ۸۳۲ھ

۶۹۔ 'العقد الثمین فی تاریخ البلد الأمین' لمحمد بن أحمد الفاسی، المتوفی سنة ۸۳۲ھ، طبع فی القاهرة، ۱۹۵۹ء، ۸ مجلدات

۷۰۔ 'مختصر تاریخ مکة للأزرقی' لیحیی بن محمد الکرمانی المصری، المتوفی سنة ۸۳۳ھ،(مکتبة برلین)

۷۱۔ 'مثیر الغرام إلی زیارة الخلیل علیه الصلاة والسلام' تالیف تاج الدین إسحاق ابن الخطیب برهان الدین بن أحمد بن محمد بن کامل التدمری الشافعی، خطیب مقام الخلیل، المتوفی فی مدینة الخلیل سنة ۸۳۳ھ

۷۲۔ 'النبأ الأنبه فی بناء الحب' لابن حجر، أحمد بن محمود العسقلانی، المتوفی سنة ۸۵۲ھ، (کشف ۱۹۵۰ء)

۷۳۔ 'فضائل بیت المقدس' لعزالدین، حمزة بن أحمد بن علی الحسینی الدمشقی، المتوفی فی القدس سنة ۸۷۴ھ

۷۴۔ 'الروض المغرس فی فضائل البیت المقدس' لتاج الدین أبی النصر عبدالوهاب ابن علی بن الحسین بن أحمد الحسینی الشافعی، المتوفی سنة ۸۷۵ھ

۷۵۔ 'إتحاف الأخصاً بفضائل المسجد الأقصی' لشمس الدین أبی عبداللّٰه محمد بن شهاب الدین أحمد بن علی بن عبد الخالق المنهاجی السیوطی، المتوفی سنة ۸۸۰ھ، مطبوعه الهیئة العامة للکتاب، بمصر، (مجلدین)

۷۶۔ 'التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة' لمحمد بن عبدالرحمن السخاوی، المتوفی سنة ۹۰۲ھ

۷۷۔ 'اقتضاء الوفا بأخبار دار المصطفی' للسمهودی، علی بن عبداللّٰه،

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المتوفی سنة ۹۱۱ھ(۳۴)

۷۸۔ 'خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفی' لعلی بن عبداللّٰه السمهودی، المتوفی سنة ۹۱۱ھ مطبوعه بولاق ۱۲۸۵ء المدینة المنورة تمنکانی ۱۹۷۲ء

۷۹۔ 'ذروة الوفا بأخبار المصطفی' للمهودی، علی بن عبداللّٰه، المتوفی سنة ۹۱۱ھ

۸۰۔ 'وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی' للمهودی، المتوفی سنة ۹۱۱ھ، وهو مختصر کتاب: اقتضاء الوفا، مطبوعه القاهرة،

۸۱۔ 'النصیحة الواجبة القبول فی بیان موضع منبر الرسول' للموهدی، المتوفی سنة ۹۱۱ھ

۸۲۔ 'بلوغ القری فی ذیل إتحاف الوری' لعبد العزیز بن عمر بن فهد المکی، المتوفی سنة ۹۲۲ھ مخطوط

۸۳۔ 'الأخبار المستفادة فیمن ولی مکة من آل قتادة' لمحمد بن أبی لعود بن ظهیرة، المتوفی سنة ۹۴۰ھ(۳۵)

۸۴۔ 'التحفة اللطیفة فی عمارة المسجد النبوی وسور المدینة الشریفة' لمحمد بن خضر الرومی الحنفی، المتوفی سنة ۹۳۸ھ

۸۵۔ 'المستقصی فی فضل الزیارة للمسجد الأقصی' لنصر الدین الحلبی الرومی المتوفی سنة ۱۹۳۸ھ

۸۶۔ 'فضایل بیت المقدس' لمحمد بن علی بن طولون الصالحی الدمشقی، المتوفی فی دمشق سنة ۹۵۳ھ

۸۷۔ 'التحفة اللطیفة فی أنباء المسجد الحرام والکعبة الشریفة' لجار اللّٰه بن عبد العزیز بن فهد، المتوفی سنة ۹۵۴ھ(۳۶)

۸۸۔ 'الجوهر المنظم فی زیارة القبر المکرم' لابن حجر الهیتمی، المتوفی سنة ۹۷۴ھ(بولاق ۱۲۷۹ھ)

۸۹۔ 'الجامع اللطیف فی فضائل مکة والبیت الشریف' لمحمد جار اللّٰه

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بن امین بن ظهیرة المکی، المتوفی سنة ۹۸۶ ھ مطبوعه بیروت مصور ۱۹۶۴ء

۹۰۔ 'الإعلام بأعلام بلد اللّٰه الحرام' لمحمد بن أحمد القطب المکی النهر والی، المتوفی سنة ۹۸۸ھ الکتبة التجاریة مکة ۱۳۱۷ھ

۹۱۔ 'فضائل قدس شریف' لمحمد یحیی افندی، المتوفی سنة ۱۰۱۰ھ

۹۲۔ 'إخبار الکرام بأخبار المسجد احرام' لأحمد بن محمد الأسیذی، المتوفی سنة ۱۰۶۶ھ

۹۳۔ 'فضائل مکة والمدینة وبیت المقدس وشئ من تاریخها' لأحمد بن محمد بن سلامة أبی العباس، شهاب ادین القلیوبی، المتوفی فی مصر سنة ۱۰۶۹ھ

۹۴۔ 'الجواهر الثمینة فی محاسن المدینة' لمحمد کبریت بن عبد اللّٰه الحسنی المنی، المتوفی سنة ۱۰۷۰ھ

۹۵۔ 'النهنئة أهل الإسلام بیناء بیت اللّٰه الحرام، لإبراهیم بن محمد بن عیسی أبو إسحاق برهان الدین المیونی، المتوفی سنة ۱۰۷۹ھ(۳۷)

۹۶۔ 'رسالة فی الکلام علی الحجر الأسود' لأحمد بن أحمد الفیومی، المتوفی سنة ۱۱۰۱ھ

۹۷۔ 'منائح الکرم فی أخبار مکة والبیت وولاة الحرم' لعلی بن تاج الدین السنجاری، المتوفی سنة ۱۱۲۵ھ

۹۸۔ 'نتیجة الفکر فی خبر مدینة سید البشر' لزین العابدین محمد بن عبد اللّٰه المدنی الحلیفتی، المتوفی سنة ۱۱۳۰ھ(۳۸)

۹۹۔ 'تاریخ بناء البیت المقدس' لمحمد بن محمد بن شرف الدین الخلیلی المقدسی من علماء بیت المقدس، المتوفی سنة ۱۱۴۷ھ

۱۰۰۔ 'بلوغ المرام بالر حلة إلی البلد الحرام' لعبد المجید بن علی بن المؤذن المثالی الشهیر بالزبادی، المتوفی سنة ۱۱۶۳ھ

۱۰۱۔ 'حسن الاستقصا لما صح وثبت فی المسجد الأقصی' لمحمد بن

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محمد التافلانی زهری الخلوتی المولود فی المغرب، والمتوفی فی القدس سنة ۱۱۹۱ھ

۱۰۲۔ 'کنز المطالب فی فضل البیت الحرام والحجر والشاذر وان وما فی زیارة القبر الشریف من المآرب' لحسن العدوی المالکی، المتوفی سنة ۱۳۰۳ھ مطبوعہ حجر مصر ۱۲۸۲

۱۰۳۔ 'مرأة الحرمین' لأیوب صبری، مطبوعہ فی الأستانة ۱۳۰۶ھ

۱۰۴۔ 'مرآة الحرمین' لإبراھیم رفعت المتوفی، سنة ۱۳۵۳ھ مطبوعہ مصر ۱۳۴۴ھ

۱۰۵۔ 'الرحلة الحجازیة' لمحمد لبیب البتونی المتوفی سنة ۱۳۵۷ھ مطبوعہ القاھرة ۱۳۲۹

۱۰۶۔ 'روضة الأنس فی فضائل الخلیل والقدس' تالیف عارف بن عبدالرحمن الشریف، المتوفی سنة ۱۳۸۳ھ مطبوعہ ۱۹۴۶ء مطبعة اللواء التجاریة

آخر میں بطور نمونہ چند کتب کا تعارف پیش خدمت ہے۔

۱۔ ابتدائی کتب میں سے ابوالولید محمد بن عبداللہ ازرقی (ت۲۲۳ھ) کی ''اخبار مکہ'' ہے۔ یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں مکہ مکرمہ کی تاریخ اور کعبہ کی تعمیر کے مراحل بیان کئے گئے ہیں اس ضمن میں قرآن کریم کی آیات اور بعض احادیث سے استشہاد کیا گیا ہے۔ بطور مثال احرام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ لوگ احرام باندھنے کے بعد کسی کام کے لئے واپس آتے تو دروازہ سے داخل نہ ہوتے۔ اسلام نے اس بات کو ختم کیا۔ قرآن کریم کی یہ آیت اتری۔

ولیس البر بان تاتو البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقی (۳۸)

یہ نیکی نہیں ہے کہ آپ گھروں کو پیچھے سے داخل ہوں بلکہ نیکی تو تقویٰ ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت عمر سے متعلق ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ رکن شامی کو ایک آدمی کو استلام کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا؟ اس نے کہا ہاں آپ نے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں رکنوں کو چھوتے ہوئے دیکھا؟ اس نے کہا نہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اس سے دور رہ۔(۴۰)

دوسرے حصے میں خصوصی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔(۴۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

ان اللّٰہ قد شرفک و کرمک و حرمک والمؤمن اعظم حرمة عند اللّٰہ منک (۴۲)

بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی، اور کرامت دی لیکن مومن کی عظمت آپ سے بڑھ کر ہے۔

۲۔ اسی طرح عمر بن محمد بن فہد (ت ۸۸۵ھ) کی کتاب ''اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ'' ہے جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے پہلے حصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سیرت ہے۔ ابتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر ۵۴ سالہ مکہ کی زندگی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔(۴۳) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کے گیارہ سال کی مکمل تفصیل ہے۔(۴۴)

۳۔ ابتدائی کتب تاریخ میں ابو محمد عبداللہ بن مسلم المعروف ابن قتیبہ (ت ۲۷۶ھ) کی المعارف بہت معلوماتی کتاب ہے۔ اس کے شروع میں کائنات کی ابتداء کے متعلق معلومات ہیں۔ اور پھر انبیاء کی مختصر تاریخ درج کی گئی ہے۔(۴۵) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ، آپ ﷺ کی زندگی کے مختصر حالات وغزوات، آپ ﷺ کی رشتہ داریاں اور آخر میں آپ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کا ذکر ہے۔(۴۶) پھر عشرہ مبشرہ اور دیگر معروف صحابہ کرامؓ کے متعلق لکھا گیا ہے۔(۴۷) اس کتاب میں بہت سی اور معلومات ہیں۔ مثلاً صحابہؓ میں سے آخر میں فوت ہونے والے(۴۸) مولفة القلوب کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نام (۴۹) منافقین کے نام (۵۰) ان لوگوں کے نام جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے تھے۔ تاریخ حرمین سے استفادہ کو اگر یقینی بنا کر لکھا جائے ابتداء بعثت نبوی ﷺ کے بہت سے تشنہ پہلوؤں کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بارھویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورۂ آل عمران/۹۶
۲۔ سورۂ بقرہ/۱۸۹
۳۔ الازرقي، ابوالوليد محمد بن عبدالله، اخبار مكه مطبوعه دارالثقافة مكه،۱۹۸۴ء ج/۱ص/۱۲۵
۴۔ شراب، محمد حسن، بيت المقدس والمسجد الاقصىٰ دراسته تاريخيه موثقة دارالقلم دمشق الطبعة اولالىٰ ۱۹۹۴ء،ص/۳۳۔۳۵
۵۔ الخوارزمي، محمد بن اسحٰق واحد بن عبد الحليم بن تيسميه، إثارة الترغيب والتشريق إلى المساجد الثلاثة والبيت العتيق ويليه زيارة بيت المقدس تحقيق دكتور مصطفى محمد حسين النهبي، مكتبه نزار مصطفي مكته المكرمة الرياض ١٩٨٨ء ص/١٣
۶۔ حاجي خليفه كشف الظنون،ج/۱ص/۲۹
۷۔ كتاني، الرسالة المستطرفة ص/٦ اور سير اعلام النبلاء ج/۲ص/۳۱۲
۸۔ الذهبي، سير اعلام النبلاء ،ج/۱۳ص/۱۲۳
۹۔ ايضاً ج/۱۲ص/۳۷۱
۱۰۔ الخوازمي، إثارة الترغيب والتشويق ص/۱۴
۱۱۔ ايضاً
۱۲۔ ايضاً
۱۳۔ بلازری، معجم البلدان، ج/۹ص/۸
۱۴۔ السخاوی، محمد بن عبدالرحمن محمد شمس الدين اعلان التوبيخ لمن ذم اهل التاريخ مترجم الدكتور صالح احمد العلى محقق فرانز دوز نتال موسة الرسالة بيروت ١٩٨٦ء،ص/۱۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ الداؤدی،طبقات المفسرین ج/۱ص/۴۴
۱۶۔ السخاوی، اعلان التوبیخ ص/۱۳۳
۱۷۔ ایضاً
۱۸۔ الخوارزمی اثارۃ الترغیب و التشویق ص/۱۴۔۱۵
۱۹۔ طبقات الشافعیۃ،ج/۸ص/۳۵۲
۲۰۔ ذھبی، سیر اعلام النبلاء ج/۲۱ص/۴۴۷
۲۱۔ سخاوی، الضوء اللامع،ص/۱۲۹
۲۲۔ ایضاً ص/۱۳۲،اور کشف الظنون ص/۱۹۵
۲۳۔ السخاوی، الضوع اللامع،ص/۱۲۹
۲۴۔ الخوارزمی، اثارۃ الترغیب و التشویق،ص/۱۷
۲۵۔ السخاوی، الضوء اللامع،ص/۱۳۰
۲۶۔ الداؤدی طبقات المفسرین،ج/۲ص/۹۶
۲۷۔ السخاوی، الضوع اللامع،ص/۶۴۳
۲۸۔ ایضاً ص/۱۳۰
۲۹۔ الخوارزمی، اثارۃ الترغیب و التشویق،ص/۱۸
۳۰۔ السخاوی، الضوع اللامع،ص/۱۳۳
۳۱۔ ایضاً
۳۲۔ حاجی خلیفه هدیة العارفین ج/ ۲ ص/۳۱۵
۳۳۔ حاجی خلیفه کشف الظنون ج/ ۱ ص/۳۷۲
۳۴۔ ایضاً ج/۱ص/۲۰۱۶
۳۵۔ ایضاً ج/۱ص/۳
۳۶۔ ایضاً ج/۱ص/۳۷۳
۳۷۔ ایضاً ج/۱ص/۵۱۸
۳۸۔ ہدایۃ العارفین ج/۲ص/۳۵
۳۹۔ سورۂ بقرہ/۱۸۹

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۴۰۔ الازرقی، اخبار مکۃ ج/۱ص/۳۳۵
۴۱۔ ایضاً ج/۲ص/۱۸
۴۲۔ ایضاً ج/۲ص/۲۰
۴۳۔ ایضاً
۴۴۔ ایضاً
۴۵۔ ابن قتیبہ، المعارف ص/۶۔۵۰
۴۶۔ ایضاً ص/۳۵۱
۴۷۔ ایضاً ص/۱۴۸
۴۸۔ ایضاً ص/۱۴۸
۴۹۔ ایضاً ص/۱۴۹
۵۰۔ ایضاً

تمت

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تیرھواں اصول: علم جغرافیہ ہے

تاریخ کی دو اصناف سے ہم بحث کر چکے ہیں۔ تاریخ ہی کی تیسری صنف کتب جغرافیہ اور اقالیم ہیں، جن میں مختلف ممالک اور علاقوں کی تقسیم ان کے نام بحری بری راستوں کی رہنمائی ملتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کون سا خطہ کب کس ملک کے زیرنگیں رہا؟ ان کتب سے ہمیں جزیرۃ العرب کی اسلام سے پہلے کی پوزیشن اور عہد نبوی کے مدوجزر پھر فتوحات و بغاوتوں کے سلسلوں کو سمجھنے میں سہولت اور مدد حاصل ہوتی ہے۔ علم جغرافیا میں جدید اٹلس بھی شامل ہیں۔ اس کے بغیر نبی کریم ﷺ کے ہجرت کے لئے منتخب شدہ راستہ کو سمجھنا یا غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود کر مکہ کا دفاع کرنا یا غزوہ بدر الکبریٰ کے موقع پر مسلمانوں کا دشمن کو گھیرنا اور اس کا راستہ بدل کر بچ نکلنا یہ وہ مباحث ہیں جنھیں سیرت نگار انہی کتب کے ذریعہ سمجھ کر دوسروں کو سمجھا سکتا ہے۔ سیرت کے حوالہ سے بالعموم عرب کی سرزمین و جغرافیہ زیر بحث آتا ہے۔

عرب کی وجہ تسمیہ کے متعلق مختلف رائیں ہیں۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ عرب اور اعراب کے معنی فصاحت اور زبان آوری کے ہیں اور چونکہ اہل عرب اپنی زبان آوری کے سامنے تمام دُنیا کو ہیچ سمجھتے تھے، اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو ''عرب'' اور دنیا کی تمام قوموں کو عجم (ژولیدہ بیان) کہہ کر پکارا۔

بعض کی رائے ہے کہ عرب اصل میں عربتہ تھا۔ عربتہ کے معنی سامی زبانوں میں دشت اور صحرا کے ہیں اور چونکہ عرب کا بڑا حصہ دشت وصحرا ہے، اس لئے تمام ملک کو عرب کہنے لگے۔ عرب کے حدود اربعہ یہ ہیں:۔

مغرب: بحیرۂ قلزم، مشرق: خلیج فارس اور بحیرہ عمان، جنوب: بحر ہند، شمال کی حدود بہت مختلف فیہ ہیں۔ بعض مملکت حلب اور فرات تک اُس کی حدود کو وسعت دیتے ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سینا کا جزیرہ نما جس کا نام التیہ ہے۔ اکثر مصنفین (عرب و یورپ) اس کو مصر میں شمار کرتے ہیں، لیکن جیالوجی کی رو سے وہ عرب سے متعلق ہے۔

عرب کی پیائش باقاعدہ اب تک نہیں ہوئی۔ تاہم اس قدر یقینی ہے کہ وہ جرمن اور فرانس سے چوگنا زیادہ وسیع ہے، طول تقریباً پندرہ سو، عرض چھ سو میل اور مجموعی رقبہ بارہ لاکھ میل مربع ہے۔

ملک کا بڑا حصہ ریگستان ہے۔ پہاڑوں کا جال تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے، سب سے بڑا طویل سلسلہ پہاڑ جبل السراۃ ہے۔ جو جنوب میں یمن سے شروع ہو کر شمال میں شام تک چلا گیا ہے۔ اس کی سب سے اونچی چوٹی آٹھ ہزار فیٹ بلند ہے۔ بعض حصے زرخیز اور شاداب بھی ہیں۔(۱)

علم جغرافیہ کا ارتقاء: سکندر یونانی نے اپنے فتوحات کے دائرہ کو یورپ سے لے کر افریقہ اور ایشیا تک وسیع کیا تو یونانیوں نے ملکوں اور شہروں وغیرہ کے حالات قلمبند کرنا شروع کئے، لیکن یہ پراگندہ صحیفے تھے۔ اراٹسٹن یونانی نے جس کی وفات ۱۹۶ء ق م میں ہوئی، ان معلومات کو جمع کر کے بحیثیت ایک فن کے مدوّن کیا۔ اس کے بعد یونانیوں کے متعدد سیاحوں اور اہل علم نے اس فن میں کتابیں لکھیں۔ منجملہ ان کے بطلیوس کی کتاب مجسطی ہے جس کے چوتھے حصے میں روئے زمین کا جغرافیہ بیان ہے۔ بنی عباس کے زمانہ میں جو یونانی کتابیں عربی میں ترجمہ کی گئیں، ان میں مجسطی بھی تھی۔

لیکن مسلمان اس کتاب کے ترجمہ ہونے سے پہلے ہی جغرافیہ کی ابتداء کر چکے تھے، کیونکہ وہ ملکوں ملکوں طلب علم کے لئے سفر کرتے تھے۔ علاوہ بریں تمام دنیائے اسلام سے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے ان کو بیت اللہ کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ عربوں میں حج اسلام سے پہلے عہد ابراہیمی سے رائج تھا۔ اس لئے نہ صرف تجارت اور فتح کی غرض سے بلکہ علمی اور مذہبی ضرورت سے بھی جغرافیہ دانی ان کے لئے لازمی تھی۔

چنانچہ سب سے پہلے مقامات، راستے اور فاصلے وغیرہ کی تفصیل میں جو کتابیں اسلام میں لکھی گئیں وہ ان علماء کی تھیں جن کے کجاوے طلب علم میں ہر وقت کسے رہتے تھے۔ مجلسطی کے ترجمہ سے یہ فائدہ البتہ ہوا کہ مسلمانوں نے بھی جغرافیہ کو بحیثیت فن کے اختیار کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اس میں کتابیں لکھنے لگے۔

جغرافیہ کی تعریف: جغرافیہ کا لفظ یونانی ہے اور یہ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ جی جس کے معنی زمین کے ہیں اور گرافی یعنی صورت۔ اس لئے جغرافیہ کے اصلی معنی ''نقشہ زمین'' کے ہیں چنانچہ مجسطی میں بطلیموس نے ہر ہر شہر کا نقشہ دے کر پھر اس کا حال لکھا ہے۔ جغرافیہ کا مفہوم اس قدر وسیع ہے کہ اس میں چارٹ، نقشہ، سفر نامہ معدنیات، نہریں، پہاڑ، حیوانات، ماحولیات جنگلات سب شامل ہیں۔

متقدمین مسلمانوں کی تصنیف میں نقشہ کے لئے صورت، رسم اور مثال، تینوں الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔

متاخرین نے ''خارتہ'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو غالباً یونانی لفظ ''چارٹہ'' سے معرب کیا گیا ہے۔ بعض اہل قلم ''خریطہ'' بھی لکھتے ہیں۔ جدید اصطلاح اطلس استعمال کی جا رہی ہے۔ مختلف ممالک کے نقشے دراصل تاجروں اور ان سے زیادہ فرمانرواؤں کے لئے ضروری ہیں کیونکہ ان کے وسیلے سے ممالک کے فاصلوں اور حالتوں کا اندازہ لگا کر ان کے انتظام میں سہولت ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے بھی ابتداء ہی میں ممالک کے نقشوں کی طرف خاص توجہ رکھی۔ چنانچہ ابوزید بلخی کی کتاب نقشوں پر مشتمل تھی۔ اسی طرح خوارزمی کی تصنیف ''صورۃ الارض'' بھی شہروں اور ملکوں کے نقشہ کا مجموعہ تھی۔

خلفائے اسلام کو نقشوں کی طرف جو توجہ تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مامون نے علماء عراق کی ایک بہت بڑی جماعت کو دنیا کا نقشہ مرتب کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں نے نہایت محنت اور تحقیق کے ساتھ جہاں تک اس زمانہ کے علوم سے مدد مل سکتی تھی امداد لے کر ایک ایسا نقشہ تیار کیا کہ اس سے پہلے دنیا میں نہیں بنا تھا۔ اس میں آسمان، تارے، زمین، خشکی، تری اور پھر پہاڑوں، دریاؤں، ملکوں، شہروں، قوموں اور ان کے مقاموں کو تفصیل سے دکھایا تھا۔

مسلمانوں میں نقشوں کے رواج کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ المقدسی نے لکھا ہے کہ میں نے چین اور بحر ہند کے نقشے کاغذات کے صفحات پر امیر خراساں کے کتب خانہ میں دیکھے۔ پھر لکھتا ہے کہ یہی نقشے کپڑے کے پارچوں پر نیشاپور میں میری نظر سے گزرے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بعدازاں عضدالدولہ کے کتب خانہ میں بھی میں نے ان کو موجود پایا۔ یہ تینوں نقشے ایک ہی چیز کو ظاہر کرتے تھے لیکن باہم کسی قدر مختلف معلوم ہوتے تھے۔

سیرت کا جغرافیہ سے تعلق: جغرافیہ بھی تاریخ کی ایک قسم ہے۔ جس طرح کتب تواریخ میں سیرت طیبہ کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح کتب جغرافیہ میں بھی ہے۔ جیسے بلاذری نے اپنی علم جغرافیہ کی معروف کتاب فتوح البلدان میں آپ ﷺ اور دیگر انبیاء کا تذکرہ کیا ہے۔

سیرت کا علم جغرافیہ سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر کعبہ کا جغرافیہ نہ بیان کیا جائے تو کعبہ میں آپ ﷺ کی آمد حجر اسود کی تنصیب کا واقعہ سمجھ میں نہیں آتا۔ جغرافیہ کے بغیر یہ سمجھنا اور سمجھانا مشکل ہے کہ آپ ﷺ کا مکان ابوجہل کے مکان سے کس سمت میں تھا کہ آپ کے گھر سے نکلنے پر وہ ایذاء رسانی کے درپہ ہوتا تھا۔ ہجرت کے وقت آپ کے مکان کا گھیراؤ کس طرح کیا گیا تھا؟ ہجرت کے وقت آپ نے کون سا راستہ اختیار کیا؟ مسجد نبوی کے اردگرد ازواج مطہرات کے مکانات کس ترتیب سے تھے؟ کن صحابہؓ کے مکانات اردگرد تھے؟ آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے اردگرد تمام مکانات کی کھڑکیاں بند کرنے کا حکم دیا تھا۔ سوائے ایک کھڑکی کے آخر کیوں؟ مسجد نبوی اور مسجد حرام کی توسیع کب کس نے کی؟ کس سمت میں ہوئی، کتنی وسعت اختیار کی، کس کس کے مکانات اس میں شامل ہوئے؟ قدیم حرم، مدینہ، و مکہ کی حدود کیا تھیں؟ حبشہ کی سرزمین کہاں اور کتنے فاصلہ پر تھی۔

یہ تمام گتھیاں صرف اور صرف علم جغرافیہ کے ایک نقشہ، ایک چارٹ ایک اطلس ہی سے واضح ہو سکتی ہے، گھنٹوں کا لیکچر بھی ان پہلوؤں پر طلب علم کے ذہن کو نہیں صاف کر سکتا ہے، جبکہ صرف ایک چارٹ وخاکہ کی مدد سے چند منٹ میں سیرت کے ان پہلوؤں کو نکھارا اور سمجھایا جاسکتا ہے، بہت سے مقامات جن کا قرآن میں تذکرہ ہے، یا نبی کریم ﷺ نے تذکرہ کیا ہے، ان علاقوں کی نشاندہی واہمیت صرف علم جغرافیہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ ایسا پہلو ہے جسے بہت کم سیرت نگاروں نے پیش نظر رکھا ہے۔ سیرت کے ان مذکورہ بالا پہلوؤں پر بیشمار محققین نے لکھا ہے۔ لیکن محمد الیاس غنی کی ایک مختصر کتاب بیوت الصحابۃ (۲) پورے ذخیرہ سیرت پر بھاری ہے۔ اس لئے کہ اس میں اس علم کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس لئے میں نے سیرت نگاری کے لئے جغرافیہ کو بحیثیت اصول کے منتخب کیا ہے۔

علم جغرافیہ پر تصانیف: جغرافیہ پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اور جیسا کہ میں نے اوپر واضح کیا ہے جغرافیہ کا دائرہ بحث بہت وسیع ہے، لہٰذا فقط کچھ اہم کتب کے تذکرہ پر اکتفا کریں گے۔

۱۔ ابن حوقل، ابوالقاسم، کتاب صورة الارض، بیروت، دار مکتبة الحیاة ص/۴۳۲

۲۔ ابن درید، ابوبکر محمد بن الحسین، ت ۳۲۱ ھ کتاب وصف المطر والحساب وما نعته العرب الرواد من البقاع، تحقیق غر الدین التنوخی، دمشق، المجمع العلمی العربی، ۱۹۶۳ م

۳۔ ابن شاهین الظاهری، زبدة کشف الممالک و بیان الطرق والمسالک، تحقیق بولس راویس، باریس، ۱۸۹۳ م، ص/ ۱۵۷، اعادت مکتبة المثنی بغداد طبعه بالاوفست

۴۔ ابن شیخ الربوة الدمشقی، نخبة الدهر فی عجائب البروالبحر، تحقیق مهرن، بطرسبورغ ۱۸۵۵م، ص/۲۸۵

۵۔ الا صطخری الکرخی، ابواسحق، مسالک المالک، تحریر دی غویه، لیدن، بریل، ۱۹۲۷ م

۶۔ الا صطخری الکرخی، ابواسحق کتاب الاقالیم، یشتمل علی حدود الممالک وصور اقالیم الارض و مدنها و بحارها، تحقیق مولر، غوتا ۱۸۹۳ م

۷۔ الاصفهانی، الحسن بن عبداللّٰه، بلاد العرب، تحقیق حمد الجاسم وصالح أحمد العلی، بیروت

۸۔ البکری، ابوعبید عبداللّٰه بن عبدالعزیز، ت ۴۸۷ھ، معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع، تحقیق مصطفی السقا، القاهرة، لجنة التالیف والترجمة والنشر، ۱۹۴۵ م، ۴/ جلد میں شائع ہوئی ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٩۔ الحميرى، ابو عبدالله محمد، ت ٨٦٦ ه صفة جزيرة الاندلس، مستخبة من كتاب الروض المعطار فى خير الاقطار، تحقيق ليفى بروفنسال القاهرة، لجنة التاليف والترجمة والنشر، ١٩٣٧ م

١٠۔ الزمخشرى، محمود بن عمر، الجبال والامكنة والمياه، تحقيق ابراهيم السامرائى، بغداد، مطبعة السعدون ١٩٦٨ م، ص/٢٥٦

١١۔ سهراب، كتاب عجائب الاقاليم السبعة تحقيق هانس فوت عزيك، فبينا، ادولف هرلزهوزن ١٩٢٩ ھ

١٢۔ عبدالمومن بن عبدالحق صفى الدين، مراصد الاطلاع على أسماء الامكنة والبقاع، تحقيق ت ج ج يونبول، ليدن، بربل ١٨٦٣م ج/٣، الترتيب الفبائى مع فهارس و تعلقات

١٣۔ المرزوقى، ابوعلى الاصفهانى، كتاب الازمنة والامكنة، حيدر آباد الدكن، دائرة المعارف النظامية، ١٣٣٢ ھ ج/٢

١٤۔ الحروى، ابوالحسن على بن أبى بكر، كتاب الاشارات الى معرفة الزيارات، تحقيق جانين سورديل طومين، دمشق، المعهد الفرنسى للدراسات العربية، ١٩٥٣ م

١٥۔ الهمذانى، ابومحمد الحسن بن احمد، كتاب صفة جزيرة العرب، تحقيق دافيد هزيخ ميلر، ليدن، بريل، ١٨٩١م

١٦۔ ابن فضلان، احمد بن العباس، رسالة ابن فضلان فى وصف الرحلة الى بلاد الترك والخزر والروس والصقالبة سنة٣٠٩ھ تحقيق سامى الدهان دمشق، المجمع العلمى العربى، ١٩٥٩م

١٧۔ ابوحامد الغرناطى، رحلة أبو حامد الغرناطى، تحقيق قيصر روبلير، مدريد، ١٩٥٣ م

١٨۔ البغدادى، عبداللطيف، كتاب الافادة والاعتبار فى الامور المشاهدة والحوادث المعانية فى ارض مصر، تحقيق دو ساسى باريس ١٩١٠م

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۱۹۔ البغدادی، عبداللطیف، الموعظة والا عتبار، مخطوطه مصورة مع ترجمتها الانکلیزیة، تحقیق وترجمة کمال حافظ زند، لندن

۲۰۔ التجانی، رحلة التجانی فی البلاد التونسیة والقطر الطرابلسی تونس (۳)

۲۱۔ خوارزمی: ابوموسیٰ خوارزمی مامون اور واثق باللہ کے عہد میں تھے۔ انہوں نے بطلیموس کی کتاب کے طرز پر ایک نئی کتاب ''صورة الارض'' لکھی۔ بقول جیرا جیوری اس کتاب کا صرف ایک نسخہ دنیا میں موجود ہے۔ وہ جرمنی میں ہے۔(۴) اس کا صحیح نام صورة الاض من المدن والجبال والبحار والجزائر والانھار ہے ہانس مستشرق کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۲۶ء میں چھپی ہے۔(۵)

۲۲۔ ابن خرداذبہ: امام ابوالقاسم عبداللہ محمد بن خرداذبہ اک دادا مجوسی تھا۔ برامکہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ انہیں کی تربیت سے امام موصوف ڈاک کے محکمہ کے منتظم ہوگئے۔ اس سلسلہ میں چونکہ ان کو اکثر مقامات کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے شہروں، آبادیوں اور راستوں کے حالات سے بہت واقفیت ہوگئی، چنانچہ ''کتاب المسالک والممالک'' ۲۲۷ھ میں تصنیف کی، یہ کتاب مشہور ہے۔ اور لیڈن میں ۱۳۰۶ھ میں مع ترجمہ کے طبع ہوچکی ہے۔

۲۳۔ ابن فقیہ: ابوبکر احمد بن محمد الہمدانی معروف بہ ابن فقیہ، انہوں نے بھی تقریباً ۲۹۰ھ میں ''کتاب البلدان لکھی بقول جیراجیوری یہ کتاب مفقود ہوگئی، علی ابن جعفر شیرازی نے اس کا ایک اختصار لکھ لیا تھا وہ ۱۳۰۲ھ میں لیڈن میں طبع ہوا ہے۔(۶) حمادہ کے مطابق لیدن بریل سے ۱۸۸۵ء، ۱۹۴۹ء میں چھپی ہے۔(۷)

۲۴۔ ابن رستہ: ابوعلی احمد بن عمر بن رستہ نے تیسری صدی ہجری کے آخر میں متعدد علوم میں ایک مبسوط کتاب لکھی جس کی سات جلدیں ہیں۔ آخری جلد جغرافیہ میں ہے۔ اس کا نام ''اعلاق النفیسہ'' ہے۔ لیڈن میں ۱۸۹۱ء میں طبع ہوئی۔

۲۵۔ ابن فضلان، علی ابن فضلان کو مقتدر باللہ نے ۳۰۹ھ میں بلغاریہ میں سفیر بنا کر بھیجا تھا وہاں سے واپس آکر انہوں نے ایک کتاب ''احوال الامم الشمالیہ'' لکھی۔

۲۶۔ ابن جعفر: قدامہ بن جعفر مصنف ''کتاب الخراج'' اس میں عرب اور اس کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سرحدی ممالک کے جغرافیہ کا بھی بیان ہے۔

۲۷۔ الجیہانی: انہوں نے بھی ابن جعفر کی طرح کتاب الخراج لکھی، لیکن اب یہ کتاب غالباً ناپید ہے۔

۲۸۔ ابودلف: مشعر ابودلف مصنف کتاب ''عجائب البلدان'' اس میں اقصائے مشرق، چین، ہند اور جزائر ہندوغیرہ کے حالات ہیں۔

۲۹۔ ابوزید: علامہ ابوزید بلخی جغرافیہ میں خاص طور پر مشہورر ہوئے۔ انہوں نے کتاب مصور الاقالیم'' تصنیف کی تھی۔ مصنفین اسلام اس کتاب کی خوبی کے بہت معترف ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ باوجود تلاش اب تک اس کا پتہ کہیں نہیں لگا۔ ۲۴۰ء میں ابواسحاق فارسی اصغری نے اس کا خلاصہ کرکے اس کا نام ''مسالک الممالک'' رکھا تھا۔ وہ کولمبیا یونیورسٹی سے شائع ہوئی ہے۔

پھر ابن حوقل نے ۸۳۰ء میں اس خلاصہ کو نئے سرے سے ترتیب دے کر کسی قدر کمی بیشی کر کے درست کیا۔ ابن حوقل کا مجموعہ بھی ''کتاب المسالک والممالک'' کے نام سے شائع ہوگیا ہے۔

۳۰۔ المقدسی: ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن ابی بکر المقدسی البشاری، ان کی تصنیف احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم ہے۔ اس میں صرف اسلامی ممالک کا جغرافیہ ہے جن میں مصنف نے کامل بیس برس تک سیاحی کی تھی۔ لیڈن سے ۱۹۰۶ء میں شائع ہوئی۔ ۴۹۸ صفحات ہیں۔

۳۱۔ مسعودی: ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی نے جو بقول علامہ ابن خلدون تاریخ کے امام ہیں، سیاحت اور جغرافیہ میں بہت شہرت پائی۔ انہوں نے مغربی اور مشرقی ممالک کے سفر کیے اور متعدد کتابوں سے فن جغرافیہ میں لکھی گئی تھیں۔ مدد لے کر اپنی مشہور کتاب ''مروج الذہب ومعادن الجوہر'' لکھی جو مع فرنچ ترجمہ کے نو جلدوں میں پیرس سے شائع کی گئی۔

ان کی دوسری تصنیف تاریخ اور جغرافیہ میں ''کتاب التنبیہ والاشراف'' ہے۔ یہ لیڈن میں ۱۸۹۳ء میں چھپی۔

مسعودی نے جغرافیہ کی جن کتابوں کے حوالے اپنی کتاب میں دیئے ہیں، ان

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں سے اکثروں کا اب نشان نہیں ملتا۔ من جملہ ان کے حکیم کندی کی بھی ایک کتاب ہے جس کا نام ہے۔ ''رسم المعمور من الارض'' اس نام سے سمجھ میں آتا ہے غالباً اس میں دنیا کا نقشہ ہوگا۔

۳۲۔ البیرونی: ابوریحان متوفی ۴۴۰ء نے اپنی تصنیف ''کتاب الہند'' میں ہندوستان کے شہروں ان کے فاصلوں راستوں اور اس ملک کے باشندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں۔ یہ کتاب لندن میں ۱۸۸۷ء میں چھپی ہے۔

۳۳۔ البکری: ابوعبید البکری وزیر متوفی ۴۸۷ء مصنف کتاب "المسالک و الممالک" یہ کتاب بقول جرا جیوری اب تک نہیں چھپی ہے،(۸) لیکن صحیح یہ ہے عبدالرحمن جمی کی تحقیق کے ساتھ بیروت سے چھپ گئی ہے۔(۹) لیکن وزیر موصوف کی دوسری کتاب ''معجم ما استعجم'' غوطخین سے ۱۸۷۶ء میں شائع ہوگئی ہے۔ اس میں ان شہروں اور مقاموں کے نام اور حال لکھے گئے ہیں، جو اس زمانہ تک عربی شعراء کے اشعار میں واقع ہوئے تھے۔(۱۰) المسالک کا ایک حصہ المغرب فی ذکر بلاد افریقیا والمغرب کے نام سے ۱۸۵۷ء میں چھپ چکا ہے۔(۱۱) اس سے پہلے اسی عنوان پر ابوعبید سرانی نے کتاب "جزیرۃ العرب" زمخشری نے "الامکنتہ والجبال والیاۃ" اور محمد بن احمد الہمدانی متوفی'' ۳۳۴ء نے کتاب ''صفۃ جزیرۃ العرب" لکھی تھی۔ آخر الذکر کتاب ہمدانی کی ۱۸۸۴ء میں لیڈن میں چھاپی گئی ہے۔

۳۴۔ الزہری: محمد بن ابوبکر الزہری باشندۂ غرناطہ نے چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں ''کتاب الجعرافیہ'' تصنیف کی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اس کتاب کو انہوں نے الفزاری'' کی کتاب سے اقتباس کیا تھا۔ جس کا مرجع دراصل نقشہ ماموں تھا۔(۱۲) یہ عالمی نقشہ ہے اور حمادہ کے مطابق محمد حاج کی تحقیق کے ساتھ بیروت سے ۱۹۶۸ء میں چھپی ہے۔(۱۳)

۳۵۔ ابوعبداللہ محمد بن ادریس جو شریف ادریس کے نام سے مشہور ہیں۔ ادارسہ کے خاندان سے ہیں، جن کے ہاتھوں میں ۱۷۲ء سے ۳۷۹ء تک مراکش کے سلطنت کی باگ رہی۔ ان کی سب سے مشہور کتاب 'نزہۃ المشاق فی اختراق الآفاق' ہے۔ اس کتاب کا مقدمہ اور وہ حصہ جو اٹلی اور سسلی کے حالات سے متعلق ہے۔ روم سے مع ترجمہ کے ۸۷۷ء ۔۱۵۹۲ء، میں شائع کیا گیا۔ اور وہ ٹکڑا جس میں مغرب، سوڈان اور مصر کا بیان ہے۔ ۱۸۶۴ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں لیڈن میں چھپا۔ اس کا نام ہے وصف افریقة الشمالية والصحراوية (۱۴)
مورخین کہتے ہیں کہ شریف موصوف نے یہ کتاب ''شاہ رجار'' ثانی فرمانروائے سسلی وجنوب اٹلی کی درخواست پر ۵۴۸ء میں لکھی تھی۔ ان کی دوسری کتاب ''انس المہج وروض الفرج'' ہے ان دونوں کتابوں میں بخلاف دیگر اسلامی جغرافیہ دانوں کے شریف موصوف نے یورپ کے ممالک کے حالات زیادہ لکھے۔ خاص کر اٹلی کے چنانچہ اس کے بعد سے مسلمانوں نے جو کچھ یورپ کے متعلق لکھا ہے ان کا مرجع یہی دونوں کتابیں ہیں۔

۳۶۔ المازنی: محمد بن عبدالرحیم المازنی متوفی ۵۶۵ء کی تحفة الالباب ونخبة الاعجاب'' وتحبة الاذهان في عجائب البلدان'' و ''عجائب المخلوقات ہیں۔
یہ تینوں کتابیں کتب خانوں میں قلمی موجود ہیں لیکن اب تک ان میں سے کوئی چھاپی نہیں گئی۔

۳۷۔ یاقوت: ابوعبداللہ یاقوت رومی حموی بغدادی متوفی ۶۲۶ھ سب سے مشہور سیاح اور جغرافیہ کے ماہر گزرے ہیں، یہ بچپن میں کسی لڑائی میں گرفتار ہوکر غلامی میں آ گئے تھے۔ ان کے آقا نے جوہر قابل دیکھ کر آزاد کر دیا۔ طلب علم میں ملکوں ملکوں پھرے اور ایک مدت سیاحی میں گذاری، آخر میں مرد شاہجہاں میں مقیم ہوئے۔ وہاں بڑے بڑے کئی کتب خانے تھے۔ ان کو پڑھا اور متعدد تصنیفیں کیں، لیکن تاتاریوں کی یورش میں سب کچھ چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اس میں وہ تصنیفات بھی غارت ہوگئیں۔ بعدازاں انہوں نے کتاب ''معجم البلدان'' تصنیف کی۔ جغرافیہ میں عربی زبان میں کوئی دوسری کتاب اس سے بہتر اور مفصل نہیں ہے۔ اسلامی شہروں اور ان کے مشاہیر کے حالات جس قدر بھی ہو سکے ان کے فراہم کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور حروف تہجی پر مرتب کر دیا۔ ۱۸۶۶ء میں یہ کتاب چار جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد مصر والوں نے ۱۹۰۶ء میں اس کو اٹھ جلدوں میں شائع کیا اور جغرافیہ کی موجودہ معلومات کا کئی جلدوں میں اضافہ کر کے اس کا تکملہ کر دیا۔
علامہ ابوالفضائل صفی الدین عبدالمومن بن عبدالحق متوفی ۷۳۹ھ نے اس کا خلاصہ کر کے اس کا نام ''مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنة والبقاع'' رکھا۔ یہ خلاصہ لیڈن میں چھ جلدوں میں مع فہرست وغیرہ کے طبع ہوا ہے۔
یاقوت حموی کی دوسری کتاب ''المشترک وضعا والمختلف صقعا'' ہے۔ اس میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صرف ہم نام مقامات کے مواقع اور حالات ہیں۔ غوطنجن سے ۱۸۴۶ء میں شائع ہوئی۔ (ل۔م)

۳۸۔ ابن شداد: ابوعبداللہ بن شداد متوفی ۶۸۴ھ میں ایک مشہور سیاح گزرے ہیں۔ انہوں نے شام اور عرب دونوں ملکوں کا تفصیلی سفر کیا۔ اور اپنے سفرنامہ ''الاعلاق الخطیر ہ فی امراء شام والجزیرہ میں ان کے حالات لکھے۔

۳۹۔ قزوینی: زکریا بن محمد قزوینی متوفی ۶۸۶ھ کی کتاب ''عجائب المخلوقات و آثار البلاد'' بہت مشہور مصر سے علامہ دمیری کی کتاب الحیوان کے حاشیہ پر اور غوطنجن سے ۱۸۴۸ء میں جداگانہ طور پر شائع ہو چکی ہے۔ (۱۵) حمادی کے مطابق صحیح نام آثار البلاد و اخبار العباد ہے۔ ۱۹۶۴ء میں بیروت دارصادر سے چھپی ہے۔ دوسری عجائب المخلوقات و غرائب الموجودات ہے، شاید یہی کتاب الحیوان کے ساتھ چھپی ہو۔ (۱۶)

۴۰۔ مغربی: علی بن موسیٰ بن سعید مغربی، مصر، شام اور عراق کے ملکوں میں سیاحت کرتے رہے۔ ان کی کتاب ''بسط الارض فی طولہا والعرض'' ہے یہ جغرافیا کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ بطلیوس کی کتاب کی روش پر لکھی گئی ہے۔ جہاں تک معلوم ہے اس کا صرف ایک قلمی نسخہ پیرس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۴۱۔ دمشقی: ابوعبداللہ شمس الدین دمشقی متوفی ۷۲۷ء مشہور جغرافیہ داں تھے۔ ان کی کتاب ''نخبۃ الدہر فی عجائب البر والبحر'' ہے۔ آسٹریا میں چھاپی گئی ہے۔

۴۲۔ ابوالفداء: اسماعیل عماء الدین ابوالفدا بادشاہ حماۃ، فن تاریخ کے امام اور جغرافیہ کے ماہر تھے، ان کی کتاب ''المختصر فی احوال البشر'' پہلی تاریخ ہے۔ جو سلاطین اور خلفائے عرب کے حالات میں لکھی گئی۔ جغرافیہ میں ان کی ایک کتاب ''تقویم البلدان'' ہے۔ اس میں انہوں نے زیادہ تر ابن سعید مغربی کی کتاب سے اخذ کیا ہے۔ پہلی بار یہ کتاب مع لاطینی ترجمہ کے پیرس میں ۱۸۴۰ء میں ۵۲۹ص میں چھپی۔ (ل م) پھر دوبارہ ڈریسڈن (جرمنی) سے ۱۸۴۶ء میں شائع ہوئی۔

دوسری کتاب ابوالفداء کی جغرافیہ میں ''اوضح المسالک الی معرفۃ البلدان والممالک'' ہے۔ اس میں قدماء کی جہاں تک کتابیں ان کو مل سکیں۔ ان سب کا خلاصہ ترتیب حروف تہجی لکھا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۴۳۔ الحرانی: نجم الدین الحرانی متوفی ۷۳۲ھ جغرافیہ میں ان کی کتاب "جامع الفنون وسلوۃ المحزون" علماء میں مقبول تھی۔

۴۴۔ ابن بطوطہ: محمد بن عبداللہ طنجی متوفی ۷۷۹ھ جو ابن بطوطہ کے نام سے مشہور ہیں۔ سیاحت میں بہت نامور ہیں۔ ۲۲ سال کی عمر میں اپنے وطن طنجہ (مراکش) سے نکلے اور پچاس سال سے زیادہ سیاحی میں گزار کر پھر وطن کو واپس آ گئے۔ اور وہیں اپنا سفرنامہ **تحفة النظار في غرائب الأمصار و عجائب الاسفار** کے نام سے لکھا۔ اس میں مشرقی ممالک کے حالات زیادہ ہیں۔ یہ سفرنامہ مع ترجمہ کے پیرس سے دو جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ (ل م) ۱۹۸۷ء میں پھر ۱۹۳۸ء میں مصر میں چھپا۔ اس کا اردو میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔

۴۵۔ ابن خلدون: علامہ ابن خلدون مغربی امام تاریخ نے فن جغرافیہ میں کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی۔ لیکن اپنی مشہور تاریخ کے مقدمہ میں ہفت اقلیم کے مختصر حالات اور بعض شہروں کے تفصیلی بیانات لکھ دیئے ہیں۔

۴۶۔ ابن الوردی: عمر سراج الدین بن الوردی متوفی ۸۵۰ھ انہوں نے ایک کتاب "خریدۃ العجائب وفریدۃ الغرائب" تصنیف کی۔ اس کا وہ حصہ جو مصر سے متعلق ہے فرنچ میں ترجمہ کر کے پیرس سے شائع کیا گیا ہے۔ (ل م) مکمل کتاب مصر میں چھپی ہے۔ (ل م) یہ کتاب نجم الدین حرانی کی کتاب سے ماخوذ ہے۔ بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ وہی ہے۔

۴۷۔ ابن ایاس: مصر کے مشہور مورخ متوفی ۹۳۰ھ علامہ سیوطی کے شاگرد ہیں۔ جغرافیہ میں ان کی کتاب "**نشر الازهار نی عجائب الاقطار**" مشہور کتابوں میں سے ہے۔

اس کے علاوہ بھی جدید جغرافیہ اور قدیم علاقہ کے نئے ناموں پر جدید جغرافیہ/اٹلس کے عنوانات سے بہت سے کام ہوئے ہیں، بلکہ مکمل C.D تیار ہو چکی ہیں۔ ریسرچ اسکالرز کو ان سے مدد حاصل کرنی چاہیے، آخر میں بطور نمونہ بلاذری کی معرکۃ الآراء معروف کتاب کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

فتوح البلدان۔ بلاذری: "فتوح البلدان" کے بارے میں دائرہ معارف اسلامیہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے دونوں مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ یہ کتاب، اسی موضوع پر ایک سے زیادہ مبسوط کتاب کا اختصار ہے اور درحقیقت مسلم فتوحات کی تاریخ ہے۔ اس کتاب کا آغاز غزواتِ نبوی ﷺ سے ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد تاریخ ردہ، شام، الجزیرہ، آرمینیہ، مصر اور المغرب کی فتوحات کا ذکر کیا گیا ہے اور آخر میں عراق اور ایران پر قبضہ و تصرف کے حالات ہیں۔(۱۷) یہ کتاب درجہ اسناد کے اعتبار سے طبری کی ''کتاب الامم والملوک'' اور ابن سعد کی طبقات الکبریٰ ہم رتبہ تصور کی جاتی ہے۔ یہ کتاب خلیفہ المستعین کے زمانے میں مرتب ہونا شروع ہوئی اور خلیفہ المعتز کے عہد میں مکمل ہوئی۔

''فتوح البلدان'' اور ''انساب الاشراف'' کا موازنہ کرتے ہوئے دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ ''فتوح البلدان'' میں البلاذری نے تاریخی سوانح کو مختلف حصوں میں منقسم کر دیئے اور انہیں مختلف مقاموں پر پیش کرنے کا قدیم اصول جاری رکھا ہے اور اس کے برعکس ''انساب الاشراف'' میں اس نے طبقات ابن سعد کے انداز کی کتابوں، نیز قدیم تر تاریخوں (ابن اسحٰق، ابو مخنف، المدائنی) کے مواد کو ایک تیسری قسم کے اسلوب، یعنی انساب کی طرز کی ادبیات (ابن الکلبی) کے ساتھ ملا دیا ہے۔(۱۸) ان دونوں تاریخی کتابوں کو دیکھتے ہوئے مارگولیتھ نے رائے دی ہے کہ البلاذری، علم مغازی لکھنے والوں کا سرتاج ہے۔

خلاصہ بحث یہ کہ سیرت نگاری کے اصولوں میں سے ایک اصول علم جغرافیہ ہے جس پر محقق سیرت نگار حضرات کے توجہ کی ضرورت ہے۔

تمت

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تیرھویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ج/۱ص/۳/۷

۲۔ عبدالغنی محمد الیاس، بیوت الصحابة حول المسجد النبوی مرکز طیبة للطباعة فی المدینة المنوره الطبعة الثانیة ۱۹۹۸ء دیکھئے ص/۱۴، ص/۴۲، ص/۴۶، وغیرہ

۳۔ حمادہ، محمد ماھر، المصادر العربیة المعربة مؤسسة الرسالةبیروت ۱۹۸۰ء ص/۲۸۸ تا ۲۹۳

۴۔ جیراجپوری، اسلم۔ نوادرات طلوع اسلام اسلام لاہور ۱۹۸۹ء ص/۱۹۶

۵۔ حمادہ، المصادر العربیۃ ص/۲۸۸

۶۔ جیراجپوری، نوادرات ص/۱۹۶

۷۔ حمادہ، المصادر العربیۃ ص/۲۸۶

۸۔ جیراجپوری، نوادرات ص/۱۹۹

۹۔ حمادہ، المصادر ص/۲۸۸

۱۰۔ جیراجپوری، نوادرات ص/۱۹۹

۱۱۔ حمادہ، المصادر ص/۲۸۸

۱۲۔ جیراجپوری، نوادرات ص/۱۹۹

۱۳۔ حمادہ، المصادر ص/۲۸۹

۱۴۔ ایضاً ص/۲۸۲

۱۵۔ جیراجپوری، نوادرات ص/۲۰۱

۱۶۔ حمادہ، المصادر ص/۲۹۰

۱۷۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب لاہور ج/۴ ص/۴۲۴

۱۸۔ ایضاً ج/۴ ص/۷۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چودھواں اصول: علم الانساب ہے

یعنی ایسی کتابیں جس میں کسی شخص، خاندان، قبیلہ، قوم، یا نسل کے نسب، رشتہ، خون، کے تعلق سے بحث کی جائے، عربوں کے ہاں نسب بہت اہمیت رکھتا تھا، انسان تو انسان عرب اونٹ گھوڑوں اور دیگر حیوانات تک میں حسب نسب کا خیال رکھتے تھے، اسی بنیاد پر انسانوں، قوموں، قبیلوں سے سلوک و معاملات کرتے تھے، تاریخ کی اس نوع کو سمجھے بغیر اس معاشرہ کو جس میں ہمارے پیغمبر ﷺ مبعوث ہوئے، سمجھنا ممکن ہی نہیں اور معاشرہ و تہذیب اور رواجات حسب ونسب کی اہمیت کو سمجھے بغیر نبی کریم ﷺ کی معاشرتی مشکلات کو سمجھنا اور آپ کس طرح ان مشکلات سے نبرد آزما ہوئے، سمجھنا ممکن ہی نہیں، گویا علم الانساب کے بغیر سیرت کو نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ لہٰذا جو یہ نہیں جانتا لے پالک بیٹے کی اس معاشرہ میں کیا حیثیت تھی، وہ کیسے سمجھ سکتا ہے کہ آپ نے لے پالک بیٹے کی بیوی سے شادی کرکے کتنا اہم کام کتنی ہمت کے ساتھ انجام دیا، جو اس زمانہ کی قبائلی عصبیتوں کو نہیں جانتا وہ سیرت کے اس پہلو کو قطعاً نہیں سمجھ سکتا کہ آپ مکہ سے طائف کیوں گئے تھے؟ اور دوبارہ مکہ میں کس بنیاد پر آئے تھے؟ اہل مکہ نے جب ابوبکرؓ کو مکہ سے نکالدیا تھا تو وہ دوبارہ کس بنیاد پر مکہ میں رہتے تھے؟ شاہ حبشہ نے جعفر طیارؓ سے نبی کی تعلیمات سننے کے باوجود کیوں آپ ﷺ کے حسب نسب کی بابت سوالات کئے تھے؟ اور جب ابوسفیان نے بھی آپ ﷺ کے حسب نسب کی تصدیق کی تو شاہ حبشہ نے آپ ﷺ کی نبوت کی نہ صرف تصدیق کی بلکہ مہاجرین کو واپس کرنے سے انکار کردیا۔ اس زمانہ کا انسانی اسٹیٹس اسی علم الانساب کی بنیاد پر طے ہوتا تھا۔ ابوسفیان کے بیان کے بعد شاہ حبشہ نے کہا:

وکذالک الرسل تبعث فی احساب قومھا (۱)

اسی بہتر نسب کے ساتھ انبیاء اپنی قوم میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔

معروف لائبریرین اور محقق رابرٹ بی ڈاؤنس Robert B. Downs نے اپنی معروف کتاب Books That Changed the World میں انجیل مقدس کا تذکرہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے علم الانساب کو علم الٰہی میں سے ایک علم شمار کیا ہے۔(۲)

سیرت کا علم الانساب سے تعلق: آپ نے اوپر ملاحظہ کیا کہ عرب معاشرہ میں صاحب نسب ہونا انتہائی اہمیت کا حامل تھا، ابوجہل و دیگر دشمنان نے آپ کی نبوت کا انکار کیا، آپ کے حسب نسب کا نہیں اور یہی وہ اسٹیٹس ہے جس کی وجہ سے آپ نے مختلف مواقع پر اس کا فائدہ حاصل کیا، سیرت طیبہ کو اس علم کی اہمیت واثراندازی کا اندازہ لگائے بغیر سمجھنا مشکل ہے۔

انسان کا سیرت طیبہ سے گہرا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے ابتدائی عہد کی کتب انساب میں بھی آپ ﷺ کی سیرت کا تذکرہ ہے جیسے مسعودی کی التنبیہ والاشراف میں سیرت النبی ﷺ کا بیان ہے اور ابن قتیبہ نے اپنی کتاب المعارف کے دوسرے باب میں عربوں کے انساب کے ساتھ آپ ﷺ کی سیرت ونسب بیان کیا ہے۔

آپ ﷺ کا نسب نامہ اور علم الانساب کا ارتقائی و تقابلی مطالعہ: علم الانساب بھی تاریخ کی ایک قسم ہے۔ اگر کسی کو آپ ﷺ کی عالی نسبی پر شک ہوتا تو ابولہب ایسا متمرد اور اخوان فروش انسان جو تبلیغ دین اور دعوت حق کی تمام کوششوں کو ناکام بنانے کی قسم کھائے ہوئے تھا۔ دعوت اسلام سے پہلے آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بیاہ شادی کے ذریعے نجی تعلقات کو استوار کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ اسی طرح ابوجہل نے اخنس بن شریق سے جب خاندان نبوت سے اپنے اختلافات کا ذکر کیا تو اس نے اپنی نفرتوں اور حقارتوں کے باوجود آپ ﷺ پر کوئی اتہام نہیں باندھا۔ اگر جناب رسالتمآب ﷺ کے خاندانی شرف میں کسی قسم کا شک اسے نظر آتا تو وہ بلا جھجک آپ ﷺ پر ''خاندانی پستی'' کا الزام دھر سکتا تھا اور ایسی باتیں منسوب کرسکتا تھا جو بے سروپا تھیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔

ہمارے پاس کوئی ایسی شہادت موجود نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ عرب وعجم کے کسی سلیم العقل انسان نے آنحضور ﷺ کے خاندانی شرف وامتیاز پر انگشت نمائی کی ہے۔ قریش جس طرح آپ ﷺ کی صداقت کے قائل تھے، اسی طرح وہ آپ کی سیادت اور صیانت کے بھی معترف تھے۔ ذاتی وقار اور نسلی برتری کے جذبہ نے کئی روپ دھارے ہیں۔ یہی جذبہ باہمی منافرت اور سیاسی کش مکش کا باعث بنا رہا۔ مشرق کو جانے دیجئے، مغرب میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو جنگیں اس صدی میں لڑی گئی ہیں اور ان میں جو قتل و غارت ہوئی ہے، انسانی خون کی جو ہولی کھیلی گئی ہے اور انسانیت کی جو تذلیل ہوتی ہے، وہ اسی جذبہ تفوق اور نسلی منافرت ہی کا نتیجہ تھیں۔ آج بھی امن کے دنوں میں جو کچھ جنوبی افریقہ میں ہو رہا ہے وہ بھی نسلی منافرت Apartheid کا کرشمہ ہے۔ یہ ان قوموں کا حال ہے جو اسلام کو غلامی ختم نہ کرنے کا طعنہ دیتی ہیں۔ حالانکہ سیاہ فام اور زرد رُو اقوام کو غلامی کی زنجیریں جو سفید فام اقوام نے پہنائی ہیں وہ ابھی توڑی نہیں جا سکیں۔ اگر بہت سی قومیں جہد مسلسل کے بعد Political طور پر آزاد ہو بھی گئی ہیں تو کیا ہوا۔ ذہنی غلامی تو اسی طرح ہے۔ وہی نظام معاشرت اور وہی سرمایہ دارانہ نظام معیشت۔ تمدن و اخلاق کے سانچے بھی وہی اور نظام تعلیم کے خطوط بھی انہی کے عطا کردہ۔ سیاسی آزادی کے بعد جب تک سوچ کے دھارے نہ بدلیں گے اور تیسری دنیا کے ممالک ایک نئے اقتصادی نظام کی تخلیق نہیں کر پائیں گے موجودہ آزادی بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔

قریش کو اس بات کا علم تھا کہ اسلام کی کامیابی انہیں نہ صرف کعبہ کی تولیت سے محروم کر دے گی بلکہ انہیں اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے بھی مفلوج بنا دے گی۔ وہ یہ کیوں کر گوارا کر سکتے تھے کہ اسلام کی محبت لوگوں کے دلوں میں گھر کر لے، اس کی حیات بخش دعوتِ حق ان کے فاسقانہ کلچر میں شکست و ریخت پیدا کرتی رہے اور ان کی ساکھ ان تمام قوموں کے درمیان مجروح ہوتی رہے، جن سے ان کی تجارتی اور ثقافتی روابط تھے۔ (۳)

صلح حدیبیہ کے زمانے میں جب مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا تھا، ابوسفیان تجارتی کاروبار کے لئے شام گیا ہوا تھا۔ ہرقل، شاہ روم، نے اسے اپنے دربار میں طلب کیا اور بہت سے سوالات کے علاوہ، یہ بات خاص طور پر پوچھی کہ آنحضور ﷺ کا نسب کیسا ہے؟ ابوسفیان، جو اس وقت آپ کا بدترین دشمن تھا، یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ:

هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ

"چنانچہ ہرقل نے کہا:

انبیاء (علیہم السلام) ہمیشہ اپنی قوم کے بلند خاندان میں مبعوث ہوتے ہیں"

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ۔ (۵)

میں بنی آدم کی بہترین نسلوں میں نسلاً بعد نسل گزرتا ہوا مبعوث ہوا ہوں یہاں تک میں اس نسل میں پیدا ہوا جس میں میں اب ہوں۔

۳۔ جہاں تک آپ ﷺ کے شجرۂ طیبہ کا تعلق ہے۔ عدنان تک اس میں کسی نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ آپ ﷺ کے تمام آبائے کرام اور امہات علیا کے اسماء گرامی اور ان کے شعوب وقبائل کے نام صحت اور تفصیل سے درج ہیں۔ عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک دوسرے مرحلے میں تمام کڑیاں تفصیل سے بیان نہیں کی گئیں۔ عربوں کے ہاں یہ رواج قدیم سے چلا آ رہا تھا کہ قریبی بزرگوں کا ذکر تفصیل سے ہوتا اور دُور کے مشاہیر کو اختصار سے بیان کیا جاتا، موجودہ اختصار کا مطلب یہ نہیں کہ عدنان کا اولاد اسمٰعیل میں ہونا کسی لحاظ سے بھی مشکوک ہے تمام عرب ماہرین انساب اس بات پر متفق ہیں کہ عدنان بنی اسمٰعیل میں سے تھا۔ اور اہل عرب کا اتفاق اس کے صحیح ہونے کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔

معترضین کا یہ خیال کہ صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ختمی مرتبت ﷺ کا شجرۂ نسب اپنے تخیل سے اس طرح تیار کیا ہے کہ ’ان کی نسبت مظاہر فطرت سے قائم کی جائے۔ جیسا کہ دوسری قوموں میں رواج رہا ہے۔‘ نہ صرف غلط ہے بلکہ بے ہودہ اور گمراہ کن ہے۔ اگر قوموں کی تمدنی زندگی پر نگاہ ڈالی جائے تو پتہ چلے گا کہ انہوں نے تاریخ کے ابتدائی دور میں اپنے مذہبی پیشواؤں کو کبھی ”ابن اللہ“ کا درجہ دیا اور کبھی ”فرزند نور“ کا کبھی ان کا رشتہ ”سورج“ سے جوڑا اور کبھی ”چاند“ سے۔ اقتدار اور شہرت مل جانے کے بعد، ان مقتدر ہستیوں کو الوہیت کا تاج پہنایا گیا اور انہیں انسانوں کے زمرے سے نکال کر مافوق الفطرت ہستیوں میں شمار کیا گیا۔

اسکندرِ اعظم (مقدونی) جب ایران پر آخری حملے کی تیاریاں کر رہا تھا، تو وہ Ammon دیوتا کے مندر کی جاترا کو گیا۔ وہاں کے سردار کاہن نے اسے یہ خوش خبری سنائی کہ وہ ”امین“ دیوتا کی اولاد ہے جو سانپ کی شکل اختیار کر کے اس کی ماں ”اولپیاس“ کو اپنے تصرف میں لے آیا۔ (۶) اس زمانہ میں یہ خیال عام تھا کہ جو شخص اپنے خاندان یا نسل

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں غیر معمولی طور پر نمایاں ہوتا، وہ آسمانی نسل سے سمجھا جاتا۔ لہٰذا سکندر اعظم Ammon Jupiter کا بیٹا مشہور ہوا۔ اس قسم کی نسب فروشی کی قلعی جناب ڈریپر نے اپنی فاضلانہ تصنیف ''معرکۂ مذہب و سائنس'' میں جس عمدگی سے کھولی ہے، وہ بتاتی ہے کہ آج اس روشنی کے دور میں بھی یونانی، چینی، ہندی اور خود عیسائی قومیں اپنے بزرگوں کو کبھی ''سورج بنسی'' اور کبھی ''چاند بنسی'' ظاہر کر کے جس حماقت اور بے بصری کا ثبوت دیتی ہیں، وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ صرف ختمی مرتبت ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ جسے کمالاتِ عبدیت کا اتمام حاصل ہے۔

آپ ''متی'' کا مطالعہ کریں یا ''لوقا'' کی ورق گردانی، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ کا نسب نامہ بیان کرتے ہوئے دونوں کتابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لوقا نے یوسف (والدِ مسیح) سے زرد بابل تک بیس نسلیں گنوائی ہیں جبکہ متی نے صرف گیارہ کا ذکر کیا ہے۔ دونوں نسب ناموں میں آبائے کرام کے نام اس قدر مختلف ہیں کہ پورے نسب نامے میں صرف دو اشخاص پر اتفاق ہو سکا ہے۔ عیسائی علماء اس کی کیا تاویل کریں گے؟

هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا؟ (۷)

اب ان دونوں انجیلوں کا توراۃ سے مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت عیسیٰؑ کے شجرۂ نسب کے دوسرے حصے میں (سلاتی ایل سے لے کر حضرت داؤد تک) تمام معاملہ ہی چوپٹ نظر آتا ہے۔ لوقا نے سلاتی ایل سے لے کر حضرت داؤد علیہ السلام تک بائیس نسلیں گنوائی ہیں، متی نے سولہ اور توراۃ نے انیس۔ مزید برآں نسب نامے کے اس حصے میں کوئی نام دوسرے نام سے مطابقت نہیں رکھتا۔ کیا (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰؑ کو مجہول النسب قرار دیا جائے؟ یہ سوالات اس لئے نہیں اٹھائے گئے کہ حضرت عیسیٰؑ کی تنقیص مقصود ہے بلکہ کہنا یہ ہے کہ شجرہ نسب لکھنے کا طریقہ عربوں اور بنی اسرائیل کے ہاں ایک جیسا ہی تھا۔ دُور کے بزرگوں کا ذکر بالصراحت نہ کرنا کسی طرح بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ کیا عیسائی علماء، جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامے پر معترض ہیں، حضرت عیسیٰؑ کے سلسلۂ نسب کو یوسف نجار سے لے کر زرد بابل تک اور سلاتی ایل سے لے کر حضرت داؤدؑ تک مکمل کریں گے

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تا کہ تمام الجھنیں دُور کی جاسکیں اور اُسے ایک معیاری نسب نامہ قرار دیا جائے۔

یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ عیسائی علماء نے نسب نامہ لکھتے وقت ان مشاہیر کو قلم زد کر دیا ہے جن کے اعمال ناپسندیدہ اور عادات غیر ستودہ تھیں۔ کیا خزیاہ، یوآس اور امصیاہ کے نام اسی لئے ترک نہیں کئے گئے کہ عیسائی علماء نے ایسے پاک نسب نامے میں ان کا ذکر مناسب نہیں سمجھا؟ (۸)

قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصوری پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ہوں کہ انہوں نے انتہائی محنت اور تلاش سے ان اعتراضات کا شافی جواب دیا ہے جو معاندین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامے پر کئے تھے جبکہ ان کے اعتراضات کا جوانہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے موجودہ نسب نامے پر کئے ہیں، کوئی مثبت جواب نہیں مل سکا۔ اس لئے مارگولیس، سیل اور سرولیم میور کا یہ کہنا کہ ''آنحضور ﷺ کی عظمت کو دوبالا Glovity کرنے کے لئے آپ ﷺ کا نسب نامہ ''گھڑا گیا'' نہ صرف گمراہ کن ہے بلکہ ان کی علمی خیانت کا بھی پردہ چاک کرتا ہے۔

گبن، ایک عظیم مورخ اور مذہباً عیسائی، اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا کہ ''آنحضور ﷺ حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل میں سے تھے۔ مسیح علماء کا آپ ﷺ کے نسب نامے پر اعتراض محض بے ہودگی ہے۔ تاریخ زوال رومہ میں اُس نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ یہ ایک مسلمہ امر ہے اور عیسائیوں کا ردّ وکد بے معنی ہے۔ وہ کہتا ہے:

> محمد ﷺ کو مبتزل اور حقیر نسل سے دکھانے کی کوشش، عیسائیوں کا ایک احمقانہ فعل ہے۔ ایسا اتہام آپ ﷺ کی خوبیوں کو گھٹانے کی بجائے اُلٹا بڑھا دیتا ہے۔ آپ ﷺ کا حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل میں سے ہونا ایک تسلیم شدہ امر ہے اور عرب کی روایات سے ثابت ہے۔ (۹)

۴۔ رہان کا یہ اعتراض کہ ختمی مرتبت ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ وہ انہیں ''مولیٰ اور سیّد'' کے الفاظ سے نہ پکارا کریں۔ (۱۰) ایسے ہی ہے جیسے حضرت عیسیٰؑ نے ایک شخص کو، جو آپ کے پاس حصول برکت کے لئے حاضر ہوا تھا فرمایا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مجھے نیک نہ کہو، کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔

پوری عبارت مرقس کے تحت یوں درج ہوتی ہے:

> اور جب وہ باہر نکل کر راہ میں جا رہا تھا تو ایک شخص دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس سے پوچھنے لگا: کہ اے نیک استاد! میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے کہا: تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔(۱۱)

کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے نیک ہونے سے انکاری تھے یا آپ کو اپنی فطرت کی پاکیزگی پر شبہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ آپ نے نفس کے غرور اور تکبر سے بچنے کے لئے لوگوں کو ایسے القاب و آداب کے استعمال سے منع فرمایا تھا جو انسانی نفس کو تمرد و سرکشی پر اُبھارتے ہیں۔ اسی قسم کی ایک اور مثال حضرت یعقوبؑ کے تذکرہ میں ملتی ہے۔ آپ نے پیغام بر سے کہا۔

> تو کہنا یہ تیرے خادم یعقوبؑ کے ہیں۔ یہ نذرانہ ہے جو میرے خداوند عیسو کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس نے سب رکھوالوں کو حکم دیا کہ جب عیسو تم کو ملے تو تم یہی بات کہنا۔ اور یہ بھی کہنا کہ تیرا خادم یعقوبؑ خود بھی ہمارے پیچھے پیچھے آرہا ہے۔(۲۱)

حضرت یعقوبؑ جب ننھیال سے واپس لوٹے تو انہوں نے اپنے خاص آدمیوں کے ہاتھ اپنے بڑے بھائی عیسو کو کچھ تحفے بھیجے۔ آپ نے انہیں تاکید فرمائی کہ وہ تحفے پیش کرتے وقت احترام اور نرمی سے پیش آئیں۔ اوپر کی عبارت میں آپ نے اپنے لئے ''خادم'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور اپنے بزرگ بھائی کے لئے ''خداوند'' کا یہ بات آپ کے حسن خلق، فراخ حوصلگی اور بڑے بھائی کے لئے احترام پر شاہد عادل ہے۔ ورنہ حضرت یعقوبؑ (جو ایک برگزیدہ پیغمبر تھے) یقیناً نوکر یا مبتذل نہ تھے۔ یہی بات سرورِ عالم ﷺ کے بارے میں بھی درست ہے۔

وہ وجودِ قدسی جس نے ''محبت'' کو اپنی اساس ٹھہرایا تھا، ''عقل'' کو دین کی جڑ قرار دیا تھا۔ اور ''معرفت'' کو اپنی پونجی سمجھا تھا، اسی نے یہ بھی فرمایا تھا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"کہ عاجزی میرا فخر ہے۔(۱۳)

آپ کی عاجزی اور درماندگی اللہ تعالیٰ کے لئے تھی جو کارساز حقیقی ہے، فریادرس ہے اور جود وعطا کا مالک ہے۔ یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ وہ شاخ جو ثمر بار ہوتی ہے، اس شاخ کے مقابلے میں زیادہ جھکی ہوتی ہے جو بے ثمر اور نامراد ہوتی ہے۔ اس اظہار عجز و انکسار سے خاندانی شرافت کا ابطال کیوں؟

ان معاندین میں وہ لوگ بھی شامل ہیں، جنہوں نے اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے، جسے امام احمدؒ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے(۱۴) یہ کہنے کی جرات کی ہے کہ آپ کی حیثیت "اس درخت کی سی ہے جو مٹی کے ٹیلے پر اُگتا ہے" اس کی جڑیں زمین کے اندر پیوست نہیں ہوتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب قریش کی طرف سے ہر قسم کی ترغیب و ترہیب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن سے باز رکھنے میں ناکام ہوگئی تو انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق مختلف افواہیں پھیلانا شروع کر دیں، کبھی آپ کو جادوگر کہا گیا اور کبھی کاہن، کبھی مجنوں کے طور پر پیش کیا گیا اور کبھی شاعر کی حیثیت سے۔ جب جھوٹ کی یہ مہم بھی بے اثر ثابت ہوئی تو وہ انتہائی چھچھوری حرکات پر اُتر آئے۔ انہوں نے خدا خوفی اور انسان دوستی کے تمام تقاضے بالائے طاق رکھتے ہوئے، حضرت عبداللہ، طیب و طاہر، (آنحضور ﷺ کے صاحبزادے) کی وفات پر یہ کہنا شروع کر دیا" کہ محمد ﷺ کے کوئی بیٹا نہیں رہا جو اُن کا وارث بنے۔ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوں گے تو ان کا ذکر کرنے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔ اس طرح قریش کا ان سے پیچھا چھوٹ جائے گا"۔ اسی قسم کی واہی تباہی بکتے انہوں نے کہا:

اب تو وہ اس پودے کی طرح ہیں جو گھورے پر جمتا ہے۔(۱۵)

كَمَثَلِ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِنَ الْاَرْضِ ٥

اسی کے جواب میں سورۂ کوثر نازل ہوئی۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے:

عین اس وقت جب جوش مخالفت اور مخالفین کے اقتدار کا شباب ہے،

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ٥

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا پیغام جبریل امینؑ لے کر آتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ آج ان کور
باطنوں کو اپنی کثرت آل و اولاد پر غرہ ہے۔
اپنی اقبال مندی اور کامرانی کا دعویٰ ہے۔ اپنے پھلنے پھولنے پر ناز ہے۔ تیری اولاد کی وفات پر طعنہ زن ہیں کہ تو بے نام و نشان رہ گیا۔ بے نام و نشان رہ جانے والا تو نہیں بلکہ یہ خود ہیں، بے سلسلہ رہ جانے والا تیرا کام نہیں، خود اُن کا کام ہے۔ مٹ جانے والا نام تیرا نہیں، ان کا نام ہے، بجھ جانے والی روشنی تیری نہیں ان کی ہے۔
یہ ناموری کے بھوکے ہیں، انہیں گمنام و بے نشان کر دیا جائے گا۔ تاریخ ان کے نام پر لعنت بھیجے گی۔ انسانیت اپنا سلسلہ نسب ان سے جوڑتے شرمائے گی۔ ان کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

ختمی مرتبت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا طعنہ سن کر فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کی شاخیں بنائیں تو مجھے بہترین شاخ میں رکھا۔ پھر شعوب وقبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا۔ پھر گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں پیدا کیا۔ پھر گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں پیدا کیا۔ میں اصل و رُوح کے لحاظ سے ذاتی طور پر بھی ممتاز ہوں۔ (۱۶)

عاص بن وائل ہو یا ابوجہل، امیہ بن خلف ہو یا ابولہب، ولید بن مغیرہ ہو یا ابوسفیان، کسے خبر تھی کہ مکے کا وہ یتیم جس پر وہ آوازے کستے، جس کا مذاق اُڑاتے اور جس کے راستے میں وہ کانٹے بچھاتے، "دس ہزار قدسیوں کے ساتھ ایک دن فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوگا (۱۷) مشرکین مکہ کی گردنیں احساس گناہ سے جھکی ہوئی ہوں گی۔ ظلم و زیادتی اور جور و جفا، جو مسلمانوں پر روا رکھا گیا تھا، کے واقعات ایک متحرک فلم کی طرح ان کے سامنے گھوم رہے ہوں گے۔ ان کی اپنی جانیں، اور عزیز و اقارب کی جانیں آپ ﷺ کے چشم و ابرو کے اشارے کی محتاج ہوں گی۔ وہ چاہے گا تو بچ جائیں گے، نہ چاہے گا تو کٹ جائیں گی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کریں گی:

یارسول اللہ ﷺ! ابوسفیان (بن حارث آپ کے حقیقی چچا کا بیٹا ہے اور عبداللہ حقیقی پھوپھی (عاتکہ) کا لڑکا۔ اتنے قریبی عزیز تو رحمت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے محروم نہیں رہنے چاہئیں۔

آج انہیں کس کے حکم کا انتظار ہے؟ آج کس سے عفو و کرم کی بھیک
مانگی جارہی ہے؟ آج کسے اخ کریم وابن اخ کریم کہہ کر پکارا جا
رہا ہے؟ وہی نا جو رحمت بن کر آیا تھا۔ سلیم الفطرت تھا اور دخوئے دل
نوازی لئے ہوئے تھا۔

وَرِثْنَا الْمَجْدَمِنْ اٰباءِ　　نافَنمٰی بِنَا صُعُدا

ہم نے بزرگی ورثے میں پائی ہے۔ ہمارے ہاں پہنچ کر اسکا قد و
قامت اور بڑھ گیا ہے۔

آپ ﷺ کا سلسلہ نسب اس پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں پاتال تک پہنچی ہیں اور شاخیں فضائے بسیط میں پھیلی ہیں۔ اصلھا ثابت و فرعھافی السماء (۱۸) جڑیں زمین اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ آپ ﷺ کا گھرانہ ہی وہ گھرانہ ہے جہاں شرف و مجد کو نئی جہت ملی اور جہاں عزت و توقیر کو نیا ابعاد حاصل ہوا۔

شرفُکَ تامِک وَإقبالکَ سَامِک

آپ ﷺ کا شرف عالی ہے اور آپ ﷺ کے مقدر کا ستارہ ہم
اوج ثریا ہے۔

علم الانساب کا ارتقاء: ظہور اسلام سے قبل کی تاریخ کے بارے میں ہماری معلومات بہت محدود اور ناکافی ہیں۔ لیکن اعلیٰ تاریخی ذوق کے فقدان اور محدود دائرہ کار کے باعث ان میں زمانہ ظہور اسلام سے قبل کی تاریخی کتابوں کے بارے میں بعض اشارے ہی ملتے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق پہلی کتاب عبید بن شریۃ الجرھمی کی ''اخبار الیمن واشعار، وانسابھا'' ہے۔ جو ایام العرب کے بارے میں قدیم ترین کتاب نسب ہے۔ اس میں انساب کے علاوہ زمانہ جاہلیت کے قصص بھی ہیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کی اولین تاریخی کاوش ہے۔ دوسری کتاب وہب بن منبہ کی ''کتاب الملوک'' بھی اسی رنگ ڈھنگ کی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ مصنف کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے حمیریوں کی تاریخ لکھنے کا شوق دیا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ امر قابل ذکر ہے کہ مصنف کے بیان کے مطابق اس نے سابقہ کتابوں کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی کتاب میں شامل کرلیا۔

جنوبی عرب کے بارے میں مذکورہ بالا افسانوی کتب کے علاوہ ہمیں بہت سے علمائے عرب کے نام ملتے ہیں، جو انساب عرب، اشعار عرب، اخبار عرب اور ایام عرب کے واقف کار تھے۔ جاحظ نے کتاب البیان والتبیین اور کتاب الحیوان میں ان کے بہت سے اقتباسات دیئے ہیں۔ جاحظ نے مخرمہ بن نوفل، ابوالجہم بن حذیفہ، حویطب بن عبدالعزی اور حضرت عقیل بن ابی طالب کی بڑی تعریف وتوصیف کی ہے۔ اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ اکثر مشہور علمائے انساب کتب انساب کے مصنف تھے۔ جاحظ نے چودہ علمائے انساب کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے کتب انساب لکھی تھیں۔ ان میں سے اکثر زمانہ قبل از اسلام اور بعد از اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں قدیم ترین نام سطیح الذہبی (م۵۲ھ) کا ہے۔ جو بیک وقت حکیم فرزانہ اور جوتشی بھی تھا۔ اس لئے ہم یہ فرض کئے بغیر رہ نہیں سکتے کہ اس زمانے میں کتب انساب بھی موجود ہوں گی اور اس وقت اہل علم کی معلومات کا مدار صرف حافظے اور یادداشت پر نہ تھا۔

عبداللہ بن محمد عمارہ دوسری صدی ہجری کے ماہر انساب ہیں۔ انہوں نے نسب پر کتاب لکھی تھی۔ وہ ابنائے قرتی کو معزز نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے اس نے ان کا نام کتاب النسب میں نہیں لکھا۔ الفرزوق نے غفل المخضرم کی کتاب الانساب کی بڑی تعریف کی۔ الھمدانی نے اپنی کتاب الاکلیل میں اس کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ ایک ماہر انساب عبید بن شریہ نے امثال عرب پر بھی ایک کتاب لکھی تھی۔ جبکہ ابوالجلد، جیلان بن (ابی) فردہ نے "اخبار الملاہم" (جنگی واقعات) پر جامع کتابیں لکھی تھیں۔ ان کی طرف حضرت عبداللہ بن عباس لغوی مشکلات کے حل کے لئے رجوع کرتے تھے۔ ابوالجلد کا بیان ہے کہ میں نے کتب حکمت (دانائی) اور مسئلہ داود کا بھی مطالعہ کیا تھا۔

ولید بن زیادۃ الجرہمی اموی دور کے انساب العرب اخبار العرب اور ملوک العرب کے حالات کے بڑے عالم تھے۔ ان کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے ان کی کتابوں اور حضرت ھود وصالح اور حنظلہ کے صحیفوں کا مطالعہ کیا تھا۔ المسعودی کو نسب کی ایک قدیم کتاب ملی تھی جو حضرت ارمیا نبی کے کاتب باروخ بن ناریا سے منسوب تھی۔ بعض علمائے انساب تیسری چوتھی صدی میں حمیریوں کے بارے میں قدیم کتب انساب سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

استفادہ کیا کرتے اور یہ کتابیں الذہر کہلاتی تھیں۔ بعض معلومات کی بناء پر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قدیم علمائے انساب تاریخی ذوق سے بھی بہرہ ور تھے اور اس ذوق نے بڑھ کر علم الانساب کی صورت اختیار کرلی تھی۔ دغفل نے آگے بڑھ کر انساب کا ربط بہت قدیم آباؤاجداد سے قائم کر دیا تھا۔ قدامہ شاعر نے دغفل سے کہا تھا کہ وہ اس کا شجرہ نسب دیکھ کر اس کی موت کا دن بتلا دے۔ اس کے جواب میں دغفل نے کہا تھا کہ اسے ایسی باتوں کا علم نہیں۔ وھب بن منبہ کا بیان ہے کہ جبیر بن مطعم نے اپنے زمانے میں متداول قاصد سن کر تاریخی اسباب کی بنا پر ان کی عدم صحت کا اعلان کر دیا تھا۔

صدر اسلام میں حضرت عمر بن الخطاب علم الانساب کی قدر و قیمت کے شناسا تھے جس کی اس زمانے کے معاشرے میں بڑی اہمیت تھی۔ انہوں نے قریش کے علمائے انساب، مثلاً جبیر بن مطعم، عقیل بن ابی طالب مخرمہ بن نوفل کو اپنے لئے شجرہ نسب بنانے کا حکم دیا تھا۔ مخرمہ بن نوفل اس جماعت کے بھی رکن تھے جو حرم مکی کی حدود کے نشانات لگانے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ ان اکابر کے پوتے اور پڑپوتے بھی عالم انساب ہونے کے علاوہ تاریخ عرب کے بڑے واقف کار تھے۔ کتب طبقات اور متعدد مآخذ سے پتا چلتا ہے کہ مذکور بالا تینوں قریشی اکابر انساب قبائل اور ان کے ناموں کے علاوہ اشعار العرب اور اخبار العرب کے بھی عالم تھے۔

حضرت عمر بن الخطاب نے اپنی آدھی عمر زمانہ جاہلیت میں گزاری تھی، جبیر بن مطعم کو بادشاہ نعمان بن المنذر کی تلوار جو کپڑوں سمیت مال غنیمت میں آئی تھی، عطا کر کے اس کے حالات دریافت کئے تھے۔ نافع بن جبیر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جبیر اور ان کے بیٹے نقد تاریخ کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوبکرؓ الصدیق علم انساب کی معرفت میں ممتاز تھے۔ کہا جاتا ہے کہ علم انساب میں وہ جبیر بن مطعم کے استاد تھے۔ متاخرین صحابہؓ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ مشہور و معروف عالم انساب تھے۔

علم انساب اور قدیم تاریخ سے اشتغال عہد بنوامیہ تک جاری رہا۔ تاریخی حوالوں سے پتا چلتا ہے کہ مورخوں اور لغویوں کے دور سے قبل بہت سے عالم، علم انساب کا ذوق اور شغل رکھتے تھے۔ مشاہیر علماء کے حالات کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس زمانے میں عالم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے مراد مصنف کتاب لی جاتی تھی۔

ان کے علاوہ بہت سے علماء قابل ذکر ہیں، مثلاً عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر العذری (م۸۳ھ/ ۷۰۱ء)، سعید بن المسیب (م۹۴ھ/ ۷۱۳ء)، قتادہ بن دعامہ (م۱۱۸ھ/ ۷۲۶ء)، اور ابوبکر محمد بن مسلم الزہری (م۱۲۴ھ/ ۷۴۴ء)، عبداللہ بن ثعلبہ کی مجالس میں امام زہری نے اپنے قبیلے کے نسب کی معرفت حاصل کی تھی۔

قطعی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اموی دور میں لکھی جانے والی کتب انساب میں وارد اسمائے رواۃ کی صحیح فہرستیں بنالیں۔ اپنے بیان کی تائید میں ہم بعض کتابوں کے اقتباسات کا حوالہ دیں گے۔

طبقات ابن سعد میں ''کتاب نسب الانصار'' کا متعدد مرتبہ حوالہ آتا ہے۔ ابن سعد اور عبداللہ بن محمد الانصاری جو ابن اسحاق کے متاخر معاصر تھے، انصار کے صحیح حالات کی تحقیق کے لئے اس کتاب کو دیکھا کرتے تھے۔ ان کے ہاں یہ عبارت ملتی ہے: ہم نے کتاب نسب انصاری میں فلاں کا نسب تلاش کیا لیکن نہ ملا''۔ بعض اوقات ابن سعد کسی نامعلوم مصنف کی کتاب کتاب النسب البنیط کا حوالہ دیتے ہیں۔ مصری مورخ ابن یونس (۳۴۷ھ/ ۹۵۸ء) نے کتاب نسب قدیم سے استفادہ کیا تھا جسے عبداللہ بن لہیعۃ (م۱۷۴ھ/ ۷۹۰ء)، نے نقل کیا تھا۔ امام دارقطنی (م۳۸۵ھ/ ۹۹۵ء)، نے اموی دور کی ایک قدیم کتاب ''انساب بن ضبہ'' سے استفادہ کیا تھا، سب سے بڑھ کر حافظ ابن حجر نے عبداللہ بن عمرو یشکری (م۸۰ھ/ ۶۹۹ء) کی کتاب انساب سے استفادہ کیا تھا۔ وہب بن منبہ کی کتاب ''کتاب الملوک'' جو ابن ہشام کی تہذیب سے ہمیں ملی ہے، اس میں ''نسب ولد عدنان'' کا ایک حصہ شامل ہے۔ اسی طرح امام زہری کی کتاب نسب قریش کے بہت سے حصے مصعب الزبیری کی کتاب ''نسب قریش'' میں آ گئے ہیں۔

کتب انساب کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں زمانہ جاہلیت کے بہت کم حالات مذکور ہیں۔ ہم حتمی طور پر یہ کہہ نہیں سکتے کہ علمائے انساب قدیم عرب کے حالات سے واقف تھے، اور ان کے سامنے تحریری مواد بھی تھا۔ اسی طرح ہم یقینی طور پر یہ بھی کہہ نہیں سکتے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب، جو مثالب عرب کے عالم تھے، نے اس باب میں کچھ لکھا ہے کیونکہ اس وقت مثالب بھی علم انساب کا جز ہوا کرتے تھے۔ ''کتاب بنی تمیم'' میں تاریخی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واقعات ہیں۔ ہمارے پاس ''کتاب اشعار الانصار'' (مولفہ بعہد حضرت عمرؓ بن الخطاب) اور ''کتاب المثالب''، مولفہ زیاد بن ابیہ کے بارے میں براہ راست معلومات ہیں۔ زیاد بن ابیہ امیر معاویہ کا الحاقی بھائی تھا۔ اس نے ایک کتاب لکھی تھی۔

شعر وشاعری اور متعلقہ شعراء کے تذکروں کی تصنیف کے علاوہ عہد بنی امیہ میں علوم مغازی، حدیث اور تفسیر کی تدوین پر بھی مرکزی توجہ رہی اور ان علوم نے بہت جلد فروغ پالیا۔

آئندہ چل کر تاریخ اور انساب کے موضوع میں باہمی ربط پیدا ہوگیا۔ ابن الندیم نے کتاب الفہرست (ص ۱۰۸) میں محمد بن سائب الکلبی (م ۱۴۷ھ/ ۷۶۲ء)، کے استاد (خراش بن اسماعیل الشیبانی کی) کتابوں ''کتاب ربیعہ وانسابہا'' اور کتاب النسب لعقیق فی اخبار بنی ضبہ'' کا ذکر کیا ہے۔

ان متحد عنوانات اور مضامین کے سبب اسحاق الموصلی نے اپنے دوست الزبیر بن بکار کی ''کتاب الانساب'' کو ''کتاب الاخبار'' کہا ہے۔ آمدی نے ''المؤتلف والمختلف'' میں کتب القبائل کی ۶۰ کتابوں کا ذکر کیا ہے جو اسی زمانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ آمدی نے شعرو شاعری اور شعراء کے دواوین سے جو عبارتیں نقل کی ہیں وہ تاریخی واقعات کو مضمن ہیں اور متعلقہ اشعار کے سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ ماہرین علم الانساب کی تعداد بہت زیادہ ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ حضرت جبیر بن مطعم

ابو عدی جبیر بن مطعم بن عدی القرشی، عربوں کے ہاں مشاہیر علمائے انساب سے ہیں۔ وہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے انہیں عقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل، جو معتبر اور ثقہ ماہر نساب تھے، کے ساتھ مل کر انساب عرب کی تدوین کا حکم دیا تھا۔ الزبیر بن بکار کی رائے میں حضرت جبیر نے انساب کا علم حضرت ابوبکرؓ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت جبیر کے تلامذہ میں حضرت سعید بن المسیب (م ۹۴ھ/ ۷۱۳ء) اور ان کے بیٹے محمد اور نافع تھے۔ انساب میں معلومات ان سے نقل درنقل ہوتی آئی ہیں۔ حضرت جبیر نے (م ۵۹ھ/ ۶۷۹ء) میں انتقال کیا۔ (۲۰)

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تصانیف: ان کی روایات مندرجہ ذیل کتابوں میں ہیں۔ ۱۔تاریخ الطبری ۱/ ۷۴۸۔۱۶۶۳، ۲۔طبقات ابن سعد ۱/۱۰۴، ۵، ۱۲۹، ۳۔الواقدی (المغازی)، ۳۵، ۴۔ابن قتیبہ (المعارف) ۳۱۷، ۵۔یاقوت (معجم البلدان) علاوہ ازیں بخاری ومسلم نے ان سے ساٹھ حدیثیں روایت کی ہیں۔

۲۔ حضرت عقیل بن ابی طالب

ابو یزید عقیل (بن ابی طالب) عبد مناف الہاشمی حضرت علی بن ابی طالب کے بھائی تھے اور عمر میں ان سے بڑے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں انکا نام مشہور ومعروف تھا۔ جنگ بدر میں کفار کے ہمراہ تھے اور مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے، صلح حدیبیہ سے تھوڑی دیر پہلے مشرف باسلام ہوئے، مسجد نبوی میں لوگ ان سے علم انساب سیکھا کرتے تھے اور وہ ایام عرب اور مثالب قریش لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے۔ وہ ان تین علمائے انساب میں ہیں جن سے حضرت عمر بن الخطاب نے انساب العرب کی تدوین کی فرمائش کی تھی، آخر عمر میں وہ نابینا ہوگئے تھے۔ انہوں نے ۶۰ھ/۶۸۰ء میں انتقال کیا۔ (۲۱)

تصانیف: امام نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے (مسند ابن حنبل، ۱/۲۰۱) عقد الفرید میں حضرت عقیل بن ابی طالب کے حوالے سے بہت سے قصے اور کہانیاں ہیں۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں ان کی زبانی ایک طویل واقعہ نقل کیا ہے۔ (۱۱/۲۵۰۔۲۵۴)

www.KitaboSunnat.com

۳۔ مخرمہ

ابو صفوان مخرمہ بن نوفل بن اھیب الزہری القرشی، ہجرت سے تقریباً چھ سال قبل پیدا ہوئے، فتح مکہ کے بعد اسلام لائے، مخضرمین میں ان کا شمار کبار تابعین اور قدیم عربی اشعار کے راویوں میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے ان سے فرمائش کی تھی کہ وہ دوسرے دو ماہرین انساب سے مل کر انساب عرب کی تدوین کریں۔ وہ ان علماء میں شامل تھے جنھوں نے حرم مکی کی حدود متعین کی تھیں۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں وہ آنکھوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے معذور ہوگئے تھے۔ انہوں نے ۵۴ھ/۶۴ء۷ میں وفات پائی۔(۲۲)

علم الانساب پر تصانیف: اس موضوع پر مستقل کتابوں کے ساتھ عام تاریخ پر لکھی جانے والی کتب میں بھی مواد موجود ہے۔ یہاں خاص اسی موضوع پر کچھ کتب کی فہرست پیش خدمت ہے۔

۱۔ الأرحام التی بین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ لعیہ وسلم و بین أصحابه سوی العصبة۔ لمحمدبن حبیب ۲۴۵ھ

۲۔ الاعتبار فی نسب المختار، والتعریف بأزواجه وأولاده ۔ لأحمد بن محمد بن أبی القاسم العشماوی المکی، کان موجود اسنة ۱۱۴۲ ھ

۳۔ أنساب بنی عبدالمطلب۔ للحسن بن سعید السکونی

۴۔ بلوغ الأرب والسول بالتشرف بذکر أنساب الرسول۔ لعبد البر بن عبد القادر الفیومی ۱۰۷۱ھ

۵۔ التبیین فی أنساب القرشیین ۔ لموفق الدین عبداللّٰہ بن محمد ابن قُدامة

۶۔ التحقیق فی النسب الوثیق والاعتبار فی نسب النبی المختار، والتعریف بأزواجه وأوده الأطهار ۔ لأحمد بن محمد العشماوی المکی (کان موجود اسنة ۱۱۳۲ھ

۷۔ الجوهرة فی نسب النبی وأصحابه العشرة ۔ لکمال الدین عبدالرحمن بن محمد ابن الأنباری ۵۷۷ھ

۸۔ الخبر عن البشر فی القبائل أنساب النبی۔ لتقی الدین أحمد بن علی المقریزی ۸۴۵ھ

۹۔ الروض المعطار وکتاب الأنوار فی النسب آل النبی المختار ۔ لأحمد بن محمد المقری التلمسانی ۱۰۴۱ ھ

۱۰۔ الشجرة الشما التی أصلها ثابت و فرعها فی السما، فی نسب النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم و عشیرته ۔ لمحمد الرکی بن هاشم العلوی ۱۲۷۰ھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ الشجرة الحمدية۔ لمحمد بن أسعد الحوانی النسابة ۵۸۸ھ
۱۲۔ شجرة النسب النبوی۔ لابراهيم بن يحيى الحسينی ق۸
۱۳۔ شجرة النبی۔ لعمر المتدسی
۱۴۔ العرق الذکی فی النسب الزکی ۔ لشمس الدين محمد بن علی الحافظ الحسينی ۷۶۵ھ
۱۵۔ مختصر فی معرفة نسب رسول اللّٰہ صلی اللّٰه عليه وسلم۔ لأحمد بن فارس اللغوی ۳۹۵ھ
۱۶۔ مطالع النور النبی المنئ عن طهارة نسب النبی العربی۔ لعبدی أفندی، عبدالرحمن الروی ۱۱۰۳ھ
۱۷۔ منهاج المناقب و معراج الحاسب الثاقب فی نسب رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ۔ لابن أبی الحصال محمد بن مسعود الغافقی الأندلس ۵۴۰ھ
۱۸۔ نسب رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم وصفته فی خلقه و خلقه، وسيرته۔ لمحی الدين ابن عربی ۶۳۸ھ
۱۹۔ نسب النبی، ومولده وهجرته، ووفاته ۔ لمحمد بن سلامة القضاعی ۴۵۴ھ
۲۰۔ نسب النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ۔ للطبرانی، سليمان بن أحمد ۳۶۰ھ
۲۱۔ نظم النسب الشريف النبوی۔ لعبد اللّٰه بن محمد الناشی
۲۲۔ النفحة العتبرية فی أنساب خير البرية۔ لمحمد الكاظم بن أبی الفترح الموسوی ق ۹
۲۳۔ النور الجلی فی النسب الشريف النبوی۔ لحسن ابن عبداللّٰه البخشی ۱۱۹۰ھ
۲۴۔ أسماء القبائل من قريش وأصولها، وفروعها، و خلفاؤها ومن كان معها من العرب۔ لمحمد بن محمد بن علی الخراز النسابة ھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۵۔ أنساب الأشراف۔ لأحمد بن يحيى البلاذرى ۲۷۹ھ

۲۶۔ أنساب قريش و أخبارها۔ لأحمد بن محمد الجهى

۲۷۔ جمهرة نسب قريش و أخبارها۔ للزبير بن بكار ۲۵۶ھ

۲۸۔ جمهرة أنساب العرب۔ لعلى بن أحمد ابن حزم الأندلسى ۴۵۶ھ

۲۹۔ حذف من نسب قريش۔ لأبى فيد مؤرج بن عمرو السدوسى ۱۹۵ھ

۳۰۔ فضائل قريش۔ لقاسم بن أصبغ الأندلسى ۳۴۰ھ

۳۱۔ المنتخب مِن نسب قريش خيار العرب۔ لعبد الله بن عيسى المرادى الا شبيلى بعد ۵۸۲ھ

۳۲۔ نسب عدنان وقحطان۔ لمحمد بن يزيد المبرد النحوى ۲۸۵ھ

۳۳۔ مصعب الزبيرى، نسب قريش، تحقيق ليفى بروفنسال، القاهرة دار المعارف

بطور نمونہ ایک کتاب پر تبصرہ پیش خدمت ہے۔

انساب الاشراف بلاذری: بلاذری کی اس موضوع پر بہت اہم کتاب ہے اگرچہ یہ مکمل نہیں ہوسکی۔ اس کی ترتیب انساب وار کی گئی ہے اور اس کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور آپ کے اعزہ واقارب کے حالات زندگی سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد علوی اور عباسی آتے ہیں۔ بنوہاشم، بنوامیہ وغیرہ قریش کے مختلف قبائل اور بنومضر کے دیگر قبائل کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار بیکر اور روزن تھال کہتے ہیں کہ گو اپنی ظاہری شکل وصورت میں کتاب الانساب شجروں کا مجموعہ ہے لیکن انساب دراصل ابن سعد کے انداز کے طبقات ہیں، جنہیں نسب کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد، جو سیرت النبی ﷺ پر مشتمل ہے، ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے دارالمعارف مصر سے ۱۹۵۹ء میں شائع کی۔ (۲۳)

حاصل مطالعہ یہ بات واضح ہوئی کہ سیرت کے دیگر اصولوں بالخصوص تاریخ کی دیگر اصناف کے مقابلہ میں انساب کی صنف سیرت طیبہ کے فہم کے لئے انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ لیکن مجھے اس بات پر بہت حیرت ہے کہ کسی بھی محقق سیرت نگار نے اسے اصول و مصدر سیرت قرار نہیں دیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چودھویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ النووی، محی الدین أبی زکریا یحیی ابن شرف شرح صحیح مسلم دارالقلم بیروت ۱۹۸۷ء کتاب الجھاد حدیث نمبر ۷۴ ج/۱۲ ص/۳۳۹ اور البخاری کتاب الجھاد /۱۰۲

۲۔ Down, Robert B. Books that changed the world ii ed chicago American library association 1987 p.27

۳۔ سلیمان محمد احسان الحق رسول مبین۔ مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۹۳ء ص/۱۰۲۔۱۰۴

۴۔ الصحیح البخاری، ج/۱، باب کیف کان بدالوحی، الصحیح المسلم، باب کتب النبی الی ہرقل ملک الشام یدعوہ الی الاسلام

۵۔ الصحیح البخاری، ج/۲، کتاب المناقب (عن ابی ہریرہؓ)

۶۔ معرکہ مذہب و سائنس، ولیم ڈریپر، ص/۹۰۷، و ترجمہ اُردو از مولانا ظفر علی خاں، ص/۱۲،

۷۔ قرآن مجید، سورۃ الانعام ۶:۱۴۸، آپ ﷺ کہیے کہ آیا تمہارے پاس ہے کوئی دلیل؟ (ہو) تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو۔

۸۔ توراۃ، تاریخ، ابواب ۲۲: ۲۰۳، ۲۴، ۱۸، ۲۵: ۲، ۱۴

۹۔ تاریخ زوال رومہ، ایڈورڈ گبن، ج/۳، ص/۷۵۔۷۶

۱۰۔ محمد (ﷺ)، ڈیوڈ سیموئل مارگولیس، ص/۴۷

۱۱۔ مرقس باب ۱۰، عبارت ۱۷۔۱۸

۱۲۔ توراۃ، کتاب پیدائش، باب ۳۲: ۱۸۔۲۰

۱۳۔ رحمۃ للعلمین (ﷺ)، قاضی محمد سلیمان منصور پوری۔ ج/۳ ص/۱۹۹۔۲۴۰، الشفاء قاضی ابی الفضل عیاض، ص/۸۵۔۸۶

۱۴۔ مسند احمد بن حنبل، ج/۴ ص/۱۶۶

۱۵۔ محمد (ﷺ)، ڈیوڈ سیموئل مارگولیس، ص/۴۷، جامع ترمذی ۲، ابواب المناقب، مارگولیس کی عبارت درج ذیل ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"They compared him to a palm springing out of a dung-bill"

۱۶۔ مشکوۃ المصابیح، باب فضل سید المرسلین (ﷺ) جامع ترمذی، ج/۲، ابواب المناقب، اسلام کا عروج اور ترقی، ڈاکٹر ہنری سٹب، ص/۳ ۷

۱۷۔ استثناء ۳۳:۲ و یسعیاہ ۴۲۔۱۔۴،

۱۸۔ سورۂ ابراہیم/۲۴

۱۹۔ سزگین، تاریخ علوم اسلامیہ ج/۲/ص/۱۷

۲۰۔ مصعب الزبیری (نسب قریش) ۱۔۲، حبیب (کتاب المحبر) ۶۷، ۶۹، ۸۱، الجاحظ (کتاب البیان والتبیین)، ۱/۳۰۲، ۳۱۸، ۲۵۶، ابن قتیبہ (المعارف) ۳۴، ۹۹، ۱۴۵، ۱۴۷، ۲۶۴، البلاذری (انساب الاشراف)، ۱/۲۳، ۱۵۳، ۲۰۶، ۳۱۲، ۳۰۹، ۵۱۷، تاریخ الطبری، ۱/۲۳۰، ۳۸۵، ۲۳۵۵، ۲۶۴۵، ابن ابی حاتم، ۱/۵۱۲، المسعودی، (مروج الذہب) ۴/۲۸۳، لقیرانی (الرجال) ۷۶، ابن عبدالبر (الاستیعاب) ۱/۸۸۔۸۹، ابن حجر (الاصابہ) ۱/۴۶۱، ابن حجر (التہذیب) ۲/۶۳، الرزکلی (الاعلام) ۲/۱۰۳، ابن خلدون (مقدمہ) مترجمہ روزسال ۲/۲۱،

۲۱۔ طبقات ابن سعد (لائیڈن) ۴/۲۸، ابن حبیب (المحبر)، ۴۵۲، الجاحظ (البیان والتبیین) ۱/۳۲۲، ابن الفرج الاصفہانی (مقاتل الطالبین) ۷، البلاذری (انساب الاشراف) ۱/۳۰۱، ابن قتیبہ (المعارف) ۵۸، ۷۷، ۱۰۲، ۱۸۷، ابن عبدربہ (عقدالفرید) ۲/۳۵۶، ۳/۲۰۴، ۴۰۲، ۶۰۵، ۲۰۹،۷، ۶/۹۹، الصفدی (نکت الہمیان) ۲۰۰۔۲۰۱، ابن حجر (الاصابہ) ۲/۱۱۷۵۔۱۱۷۶، ابن حجر (التہذیب) ۷/۲۵۴، الزرکلی (الاعلام) ۵/۳۹، مقدمہ ابن خلدون (انگریزی ترجمہ) ۲/۲۱۔۲۲، وسن فیلٹ (المورخین)

۲۲۔ ابن ہشام (السیرت) ۱/۴۲۷، طبقات ابن سعد (بیروت) ۱/۸۹، مصعب الزبیری (نسب قریش) ۳۶۲۔۳۶۳، الجاحظ (کتاب البیان والتبیین) ۲،

۲۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج/۴/ص/۲۴۷

تمت بالخیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پندرھواں اصول: علم اصول حدیث ہے

سیرت طیبہ ﷺ بھی حدیث نبوی کی طرح ہے۔ دونوں کا مصدر ایک ہی ذات ہے۔ لہٰذا دونوں کے اصناف کو پرکھنے کے اصول بھی ایک ہی ہونے چاہئیں۔ دونوں قسم کی روایات کو پرکھنے کے لئے دو پیمانے مقرر نہیں کئے جاسکتے۔ اس لئے کہ حکم:

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار ،

جس نے بالقصد میری طرف کسی ایسی بات کو منسوب کیا جو میں نے نہیں کہی تو ایسے شخص کو چاہئے اپنے لئے جہنم کو ٹھکانہ بنالے۔

حدیث وسیرت دونوں کے لئے یکساں ہے۔

اصول حدیث کی تعریف وارتقاء: حدیث لغوی اعتبار سے جدید کے معانی میں استعمال ہوتی ہے۔ ابوالبقاء کے بقول یہ حدث سے اسم ہے جس کے معنی خبر دینا ہے اصطلاحاً اس سے مراد قول، فعل یا تقریر ہے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو۔ (۱) ابن حجرؒ کا قول ہے:

عرف شرع میں حدیث سے مراد وہ ہے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو گویا اس سے مراد قرآن کریم کے مقابل ہے چونکہ وہ قدیم ہے۔ (۲)

دوسری صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز (۳) کی مساعی سے تدوین حدیث کا کام شروع ہوا تو امام المحدثین محمد بن مسلم بن شہاب الزہریؒ (۴) نے جمع احادیث اور تنقیح روایات کے سلسلے میں اصول قواعد ضبط کئے۔ حتی کہ بعض علماء نے انہیں علم مصطلح الحدیث کا موجد قرار دیا ہے۔ صحابہؓ اور تابعینؒ کے دور تک اسناد مختصر اور واضح تھیں۔ لیکن دوسری صدی کے اواخر میں یہ سلسلہ طویل بھی ہوگیا اور اس میں غیر محکم عناصر بھی در آئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حدیث کے رواۃ کی معرفت کا مکمل علم اور متن حدیث کی صحیح پہچان ایک مشکل مسئلہ بن گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس عہد میں خصوصی ضوابط بنتے گئے اور احادیث کی صحیح حیثیت متعین کرنے کے لئے اصول وضع کرنے کو وسعت دی گئی۔

اصول حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعے راوی اور روایت کے حالات معلوم ہوتے ہیں، پھر اس کی روشنی میں حدیث کو قبول کرنے یا رد کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے، دوسرے لفظوں میں علم اصول حدیث سے مراد ایسے قواعد وضوابط کا جاننا ہے جن کے ذریعے سند ومتن کی معلومات ہوں یا راوی ومروی کے ان احوال کا علم ہو سکے جن کی بنیاد پر حدیث کے مقبول یا مردود ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔(۵)

اس علم سے مقصود بالذات روایت ہے۔ اور راوی کا ذکر روایت کی نسبت سے ہوتا ہے۔(۶) چنانچہ وضع حدیث کے خلاف علماء نے جس مبارک تحریک کا آغاز کیا تھا، اس کے نتیجے میں ایسے قواعد وضوابط تیار کئے گئے، جن کے مطابق حدیث کی اقسام اور اس سے متعلق تمام چیزیں بیان کی گئیں۔ اس طرح اصطلاحات کا فن وجود میں آیا، جس کے ذریعے ہم احادیث اور اخبار کی صحت معلوم کر سکتے ہیں۔ روایت اور خبر کے سلسلے میں جو قواعد اور ضوابط بنائے گئے وہ صحیح ترین قواعد ہیں۔ علماء حدیث نے صحیح وسقم میں تقسیم کے لئے جو قواعد مقرر کئے دوسرے علماء بھی اسی راہ پر گامزن ہو گئے۔ مثلاً تاریخ، فقہ، تفسیر، لغت اور ادب اسی طرح دیگر علوم کے قواعد بھی علماء حدیث کے قواعد کے مرہون منت ہیں۔ چنانچہ قرون اولیٰ میں جو علمی تصانیف مرتب کی گئیں۔ ان میں ہر مسئلہ اور ہر بحث کو اس کی سند کے ساتھ متصل کرکے اس کے قائل کی طرف منسوب کیا جاتا تھا، جیسا کہ شاگرد اپنے استاد کی تصانیف نسل درنسل سند کے ساتھ متصل کرکے روایت کرتے تھے۔ آج ہم کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ صحیح بخاری کا جو نسخہ ہمارے ہاں دستیاب ہے وہ درست ہے۔ کیونکہ یہ کتاب بسند متصل امام بخاری سے منقول ہوتی چلی آئی ہے۔

علماء حدیث نے علمی بنیاد پر قواعد وضع کرنے کے سلسلے میں اولیت کا شرف حاصل کیا، یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو دیگر اقوام کے علماء کی تصانیف میں نہیں پائی جاتی۔ یہاں تک کہ ان کی کتب مقدسہ میں بھی یہ صفت موجود نہیں ہے۔ چنانچہ بیروت یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کے پروفیسر اسد رستم نے تاریخی روایات کے اصول وقواعد پر ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں اصطلاحات حدیث سے متعلق قواعد پر اعتماد کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اخبار وروایات

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی چھان بین کے لئے یہ صحیح ترین اور جدید علمی طریقہ ہے۔(۷)

علم اصول حدیث کا موضوع: مقبول و مردود ہونے کے اعتبار سے سند و متن اس کا موضوع ہے۔ راوی اور روایت کو قبول کرنا یا رد کرنا، صحیح، حسن، ضعیف اور حدیث کی اقسام و شروط سے بحث کی جاتی ہے جن کا راوی اور مروی میں پایا جانا ضروری ہے۔(۸) اس کے تحت حسب ذیل اہم مباحث آتے ہیں:

۱۔ حدیث کی نقل کی صورت و کیفیت اور یہ کہ وہ کس کا قول و فعل ہے۔
۲۔ حدیث نقل کرنے کی شرائط اور یہ کہ اس کے حصول کی کیا صورت رہی ہے۔
۳۔ سند و متن کے اعتبار سے حدیث کی اقسام
۴۔ حدیث کی تمام اقسام کے احکام
۵۔ راویان کے احوال کہ وہ لائق اعتبار و اعتماد ہیں یا نہیں
۶۔ راویان حدیث کے حق میں معتبر شرائط
۷۔ حدیث کی تصنیفات
۸۔ جرح و تعدیل کے ضوابط
۹۔ فن حدیث کی اصطلاحات(۹)

مصطلح الحدیث کے فن میں بتایا جاتا ہے کہ کس حدیث میں علت یا اضطراب ہے؟ حدیث کو رد کس لئے کیا جاتا ہے؟ اور دوسری روایات سے شواھد حاصل کرنے کی ضرورت کن احادیث میں ہوتی ہے؟ اور حدیث کے سماع اور اس کے ضبط و تحمل کی کیفیت کیا ہے؟ محدث و طالب حدیث کے کون سے آداب ضروری ہیں؟

یہ قواعد تین صدیوں تک غیر منضبط رہے۔ بعد میں جب دیگر علوم اسلامیہ مدون ہوئے تو ان کو بھی جداگانہ تصانیف میں جگہ دی گئی۔(۱۰)

علم اصول حدیث کے فوائد: ۱۔ صحیح اور غلط میں امتیاز کیا جا سکتا ہے۔
۲۔ مقبول و مردود کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔
۳۔ لائق عمل اور غیر لائق عمل احادیث میں فرق کیا جا سکتا ہے۔(۱۱)

جن مقاصد و فوائد کے حصول کے لئے اصول حدیث وضع کئے گئے وہی مقاصد و

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فوائد سیرت طیبہ میں بھی مطلوب ہیں اس لئے اصول سیرت میں اصول حدیث کو بھی شامل ہونا چاہئے اور اصول حدیث کی روشنی میں روایات سیرت کو بھی پرکھا جانا اور کھوٹا کھرا الگ کیا جانا چاہئے۔

وضع اصول حدیث کی جو دلیل بحوائے قرآنی:

یا ایھاالذین آمنوان اذاجاء کم فاسق بنباءٍ فتبینوا (۱۲)

لوگو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو۔

پیش کی جاتی ہے وہی دلیل سیرت کے لئے بھی ہے اور لفظ ''خبر'' کا اطلاق جسے محققین نے استعمال کیا ہے حدیث وسیرت دونوں کے لئے یکساں مستعمل ہے۔

حافظ ذہبی (ت ۷۴۸ھ) نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے احوال میں لکھا ہے:

وکان اول من احتاط فی قبول الاخبار۔ (۱۳)

وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قبول اخبار میں احتیاط سے کام لیا۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وھو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل وبما کان یتوقف فی خبر الواحد اذا ارتاب۔ (۱۴)

انہوں نے محدثین کے لئے روایت میں جانچ پڑتال کا طریقہ وضع کیا اور جب انہیں شک ہوتا تو خبر واحد کو قبول کرنے میں توقف سے کام لیتے، حضرت علیؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ذہبی لکھتے ہیں: حضرت ابوہریرہؓ کا یہ قول معروف ہے:

ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذونہ۔ (۱۵)

یہ علم دین ہے آپ غور کریں کہ آپ یہ کس سے حاصل کررہے ہیں۔

یہی قول ابن سیرین سے بھی منقول ہے۔ ان حضرات کی احتیاط صحابہؓ پر کسی عدم اعتماد کا نتیجہ نہیں تھی کیونکہ یہ سب لوگ صحبت رسول ﷺ کے فیض یافتہ تھے۔ یہ احتیاط پسندانہ روش تھی کہ آنحضور ﷺ کی طرف سماع وفہم کی غلطی سے کوئی غلط بات منسوب نہ ہو جائے۔ اکثر صحابہ روایت کرتے وقت حضور اکرم ﷺ سے مروی یہ قول پیش نظر رکھتے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔ (۱۶)
جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے اسے اپنا
ٹھکانہ دوزخ میں بنالینا چاہیے۔

صحابہ کرامؓ تو آنحضور ﷺ کے بہت قریب تھے۔ چنانچہ تمام صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔(۱۷) اور ان کی عدالت پر کسی کو شبہ نہیں، ان کی عظمت اور شرف کے باعث انہیں جرح و تعدیل کا موضوع نہیں بنایا جاسکتا، جہاں تک تابعین کا تعلق ہے، وہ محترم ضرور ہیں، لیکن ان کی روایات کی جانچ پڑتال کی جاسکتی ہے۔ (۱۸)

علم الحدیث جو روایت سے مختص ہے ایسا علم ہے جو نبی ﷺ کے اقوال و افعال، ان کی درایت، ان کو ضبط کرنے اور ان کے الفاظ کو تحریر کرنے پر مشتمل ہے اور علم الحدیث جو درایت سے مختص ہے وہ ایسا علم ہے جس کے ذریعے روایت کی حقیقت، اس کی شرائط، اس کی انواع، اس کے احکام، راویوں کے احوال اور ان کی شرائط، مرویات کی اقسام اور ان کے متعلقات کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ سو روایت کی حقیقت یہ ہے کہ سنت اور اسی کی بات کو نقل کیا جائے اور حدیث و خبر کے ذریعے اس تک پہنچایا جائے جس کی طرف اس کی نسبت ہے۔ اس کی شرائط راوی کی ادائیگی اور ادائیگی کی مختلف انواع مثلاً سماع، عرض اور اجازہ وغیرہ میں سے کس نوع سے روایت کرنا ہے۔ اس کی اقسام اتصال اور انقطاع وغیرہ ہیں اور اس کے احکام قبول و رد ہیں۔ اور راویوں کے حالات سے مراد ان عادل و مجروح ہونا اور تحمل اداء ان کی شرائط اور مرویات کی اقسام یعنی مسانید اور معاجم اور اجزاء وغیرہ کی تصنیفات احادیث و آثار اور اس کے متعلقات وغیرہ۔ اور وہ اہل فن کی اصطلاح کی معرفت ہے۔ شیخ عزالدین بن جماعہؒ نے کہا: علم الحدیث ان قوانین کا علم ہے۔ جن کے ذریعے سند اور متن کے احوال کی معرفت حاصل ہو اور اس کا موضوع سند اور متن ہے اور اس کی غرض و غایت صحیح اور غیر صحیح کی معرفت ہے۔ شیخ الاسلام ابوالفضل ابن حجرؒ نے کہا کہ سب سے بہتر تعریف یہ ہے کہا جائے کہ ان قواعد کی معرفت جو راوی اور مروی کے احوال کا پتہ دیں تم چاہو تو ''معرفت'' کے لفظ کو حذف کر سکتے ہو۔ کرمانیؒ نے شرح بخاری میں کہا: جاننا چاہیے کہ علم الحدیث کا موضوع رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے بدیں حیثیت کہ وہ اللہ کے رسول

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ علم ہے، جس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے احوال و افعال کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ تعریف باوجودیکہ علم الاستنباط کو شامل ہے کسی اور سے منقول نہیں اور یاد رہے کہ، علم حدیث کا موضوع ذات رسول اللہ ہے۔ (۱۹)

سیرت کا اصول حدیث سے تعلق: سیرت اور حدیث دونوں کا مصدر آپ ﷺ کی ذات ہے، دونوں اصناف کا مقصد آپ ﷺ کی تعلیمات کو صحیح حالت میں امت تک پہنچانا ہے، حدیث کے لئے جو اصول ہیں وہی سیرت کے لئے ہونے چاہئے، لیکن عجیب بات ہے حدیث کے حوالہ سے تو بہت کام ہوا، لیکن اصول سیرت پر توجہ نہیں دی گئی، ممکن ہے اصول حدیث ہی کو اصول سیرت تسلیم کیا جاتا ہو اس لئے جدا حیثیت میں ضوابط سیرت الگ لکھنے کا خیال کسی کو نہ آیا ہو۔

حدیث کا اصول حدیث سے جتنا قریبی و گہرا تعلق ہے، اتنا ہی سیرت کا اصول حدیث سے تعلق ہے۔ اس لئے میں نے سیرت نگاری کے اصولوں میں سے ایک اصول اصول حدیث کو قرار دیا ہے تاکہ سیرت نگاری اصول حدیث کی روشنی میں کی جائے اور زیادہ سے زیادہ مستند روایات سے سیرت نکھر کر لوگوں کے سامنے آئے۔

روایات سیرت کو قبول کرنے کے اصول: روایات سیرت کو پرکھنے اور قبول کرنے کے وہی اصول ہیں جو حدیث کے لئے مرتب کئے گئے ہیں۔ مولانا ادریس کاندھلویؒ لکھتے ہیں:

> محدثین نے جرح و تعدیل کے جو قواعد مقرر کئے اور صحیح و سقیم کے پہچاننے کا جو معیار قائم کیا وہ بلا کسی تفریق اور تخصیص کے سب جگہ ملحوظ رکھا گیا اور تمام حدیثیں خواہ احکام سے متعلق ہوں یا مغازی اور مناقب سے سب اسی معیار سے جانچی گئیں۔ البتہ جن حدیثوں پر دین کا دارومدار تھا جیسے عقائد اور حلال و حرام محدثین نے اُن کے قبول کرنے میں زیادہ تشدد سے کام لیا اور جن حدیثوں پر دین کا دارومدار نہ تھا۔ جیسے فضائل اور مناقب وہاں کسی قدر وسعت اور سہولت سے کام لیا گیا اس لئے کہ وہاں کوئی عمل مقصود نہیں محض علم

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مقصود ہے۔ اس لئے ایسے مقام پر توسیع ہی مناسب ہے۔ چنانچہ
امام احمد بن حنبلؒ سے مروی ہے۔

اذار وينافي الحلال و الحرام تشدد ناواذا روينا في
الفضائل تساهلنا۔

جب ہم حلال وحرام کے بارے میں روایت کرتے ہیں تو تشدد کرتے
ہیں اور جب فضائل و مناقب کے بارے میں روایت کرتے ہیں تو
نرمی کرتے ہیں۔

۱۔ الحاصل صحت اور ضعف کا جو معیار اور جو ضابطہ احادیث احکام میں ہے وہی مغازی اور سیر میں ہے۔ اسی ضابطہ سے سب احادیث کو جانچا جاتا ہے، اور اسی کے مطابق بلاتفریق صحیح اور ضعیف کا حکم لگایا جاتا ہے۔

۲۔ جن محدثین نے اپنی کتاب میں صحت کا التزام کیا، انہوں نے ہر قسم کی حدیثوں کو خواہ احکام کی ہوں یا مغازی اور مناقب کی، سب کو صحیح طور پر جمع کیا جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور صحیح ابن خزیمہ اور منتقی ابن جارود اور صحیح ابن حبان، ان کتابوں میں سیرت اور مناقب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور سب صحیح ہے۔

۳۔ اور جن محدثین نے اپنی کتاب میں صحت کا التزام نہیں کیا اُن کا مقصد یہ تھا کہ حدیث کا ذخیرہ جمع ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی منقول ہوا ہے وہ سب ایک بار محفوظ ہو جائے بعد میں اس کی تنقیح کر لی جائے گی، اس لئے کہ جب سند موجود ہے تو پھر اُس کو جرح و تعدیل کی کسوٹی پر، پرکھنا کیا مشکل ہے۔ الغرض ان حضرات نے حدیث کے جمع کرنے کا پورا اہتمام کیا اور اس کی کوشش کی کہ کوئی حدیث جمع ہونے سے رہ نہ جائے۔

۳۔ حضرات محدثین نے جہاں ایک طرف جرح و تعدیل کے اصول مقرر فرمائے تاکہ کوئی غلط بات ذات نبوی ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو جائے کذب علی النبی اگرچہ عمداً نہ ہو تب بھی کذب اور خطا ضرور ہے۔

۴۔ اسی طرح محدثین نے دوسری طرف یہ احتیاط کی کہ جو روایت اُن کو ملی بلاکم و

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کاست سند کے ساتھ اُس کو درج کتاب کر دیا تا کہ ذات نبوی ﷺ کے متعلق کوئی علم مخفی نہ رہ جائے اور کوئی کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا ہو وہ گم نہ ہونے پائے اور یہ سند اگر چہ مستند نہ ہو لیکن ممکن ہے کہ یہ روایت کسی دوسری سند سے منقول ہو جائے تو تعدد وسند اور اختلاف طرق کو دیکھ کر آئندہ کے اہل علم اس کا خود فیصلہ کرلیں گے کہ یہ روایت کس درجہ مستند ہے۔ بہت سی صحیح رُوایتیں متعدد طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے حد تواتر اور شہرت کو پہنچ گئیں۔

۵۔ لہٰذا جن محدثین نے رطب دیابس روایات کو جمع کیا وہ بے احتیاطی نہیں بلکہ:

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰيَةً۔

یعنی مجھ سے جو سنو وہ پہونچاؤ اگر چہ وہ ایک آیت اور ایک کلمہ ہی ہو کے اعتبار سے غایت درجہ کی احتیاط ہے۔

۶۔ نیز بسا اوقات ضعیف روایتوں میں کوئی لفظ ایسا نکل آتا ہے جس سے صحیح حدیث کی مراد واضح ہو جاتی ہے اور حدیث صحیح میں جو متعدد معانی کا احتمال تھا۔ وہ اس لفظ کی زیادتی سے زائل ہو جاتا ہے اور مراد نبوی ﷺ متعین ہو جاتی ہے۔ پھر یہ کہ حضرات محدثین نے اُن روایات کے درج کتاب کرنے میں اپنی عقل اور درایت کو دخل نہیں دیا اگر متعارض روایتیں ملیں تو اسی تعارض کے ساتھ اُن کو درج فرما دیا۔ اس لئے کہ بسا اوقات ظاہر نظر میں دو آیتیں یا دو روایتیں متعارض معلوم ہوتی ہیں، مگر جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ دی وہ اُس کی نظر میں تعارض نہیں ہوتا، وہ اُن دونوں روایتوں کو خدا داد نور فہم اور فراست سے علیحدہ علیحدہ دیکھتا ہے، بلکہ وہی شخص جو ایک زمانہ تک ان دونوں روایتوں کو متعارض سمجھتا تھا اس کے قلب پر من جانب اللہ کسی نور کا پرتو پڑتا ہے تو اسی وقت آنکھیں کھل جاتی ہیں اور دونوں روایتوں کا فرق نظر آ جاتا ہے اور سمجھ میں آ جاتا ہے کہ یہ تمام اختلافات اور تعارض میرے فہم میں تھا۔ حدیثوں میں کوئی تعارض اور اختلاف نہ تھا۔

۷۔ محدثین کو غزوات اور سرایا کے اسباب وعلل کے متعلق اگر کوئی روایت ملی تو اس کو بھی ضرور لے لیا، مگر اپنی رائے اور قیاس کو اس میں داخل نہیں کیا تا کہ روایت کے ساتھ رائے مخلوط نہ ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ یہ حضرات بھی یورپین مورخوں کی طرح اسباب وعلل

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے بحث کرتے تو وہ روایت، روایت نہ رہتی بلکہ اُن کی خیالی اور قیاسی تحقیقوں کا مجموعہ ہو جاتا۔ علماء متاخرین نے اس جمع شدہ ذخیرہ کی تحقیق اور تنقیح کر کے یہ بتلا دیا کہ فلاں روایت صحیح ہے اور فلاں موضوع۔

۸۔ جو شخص عیون الاثر اور زاد المعاد اور زرقانی شرح مواہب کا مطالعہ کرے گا۔ اُس کو بخوبی یہ معلوم ہو جائے گا کہ محدثین نے اپنی تحقیق اور تنقیح کو سب جگہ یکساں طور پر جاری رکھا۔ اپنی تحقیق اور تنقیح کو احادیث احکام کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔(۲۰)

لہٰذا ہمیں بھی اصول حدیث کو اصول سیرت سمجھ کر سیرت نگاری کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔

علامہ شبلی نعمانی نے قبول روایت کے لئے اختصار کے ساتھ ۱۲/ اصول بیان کئے ہیں (جن میں سے کچھ یقیناً قابل تحقیق ہیں) ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ جو روایت عقل کے مخالف ہو۔

۲۔ جو روایت اصول مسلمہ کے خلاف ہو۔

۳۔ محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو۔

۴۔ قرآن کریم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو، اور اس میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو۔

۵۔ جس حدیث میں معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو۔

۶۔ معمولی کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو۔

۷۔ وہ روایت رکیک المعنیٰ ہو، مثلاً کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ۔

۸۔ جو راوی کسی شخص سے ایسی روایت کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی، اور یہ راوی اس شخص سے نہ ملا ہو۔

۹۔ جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو، بایں ہمہ ایک راوی کے سوا کسی اور نے اُس کی روایت نہ کی ہو۔

۱۰۔ جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سینکڑوں آدمی اُس کو روایت کرتے باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے اس کی روایت کی ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملا علی قاری نے جو موضوعات کے خاتمہ میں حدیثوں کے نامعتبر ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں اور اُن کی مثالیں نقل کی ہیں، ہم اس کا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں۔

۱۔ جس حدیث میں فضول باتیں ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نہیں نکل سکتیں، مثلاً یہ کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے، خدا اس کلمہ سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کے ستر زبانیں ہوتی ہیں، ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہوتے ہیں۔

۲۔ وہ حدیث جو مشاہدہ کے خلاف ہو، مثلاً یہ حدیث کہ بینگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے۔

۳۔ وہ حدیث جو صریح حدیثوں کے مخالف ہو۔

۴۔ جو حدیث واقع کے خلاف ہو مثلاً یہ کہ دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ وہ حدیث جو انبیاء علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو، مثلاً یہ حدیث کہ تین چیزیں نظر کو ترقی دیتی ہیں، سبزہ زار، آبِ رواں، خوبصورت چہرہ کا دیکھنا۔

۶۔ وہ حدیثیں جن میں آئندہ واقعات کی پیشین گوئی بقید تاریخ مذکور ہوتی ہے، مثلاً یہ کہ "فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔"

۷۔ وہ حدیثیں جو طبیبوں کے کلام سے مشابہ ہیں، مثلاً یہ کہ "ہریسہ کے کھانے سے قوت آتی ہے، یا یہ کہ مسلمان شیریں ہوتا ہے اور شیرینی پسند کرتا ہے۔"

۸۔ وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہوں، مثلاً عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز کا تھا۔"

۹۔ وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہو، مثلاً "دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے"۔ کیونکہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دے گا کہ قیامت کے آنے میں اس قدر دیر ہے، حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔

۱۰۔ وہ حدیثیں جو خضر علیہ السلام کے متعلق ہیں۔

۱۱۔ جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں۔

۱۲۔ وہ حدیثیں جو قرآن مجید کی الگ الگ سورتوں کے فضائل میں وارد ہیں۔ حالانکہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیثیں تفسیر بیضاوی اور کشاف وغیرہ میں منقول ہیں۔

ان اصول سے محدثین نے اکثر جگہ کام لیا اور اُن کی بناء پر بہت سی روایتیں رد کر دیں، مثلاً ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو جزیہ سے معاف کر دیا تھا اور معافی کی دستاویز لکھوادی تھی۔ ملا علی قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے۔

۱۔ اس معاہدہ پر سعد بن معاذؓ کی گواہی بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ غزوۂ خندق میں وفات پا چکے تھے۔

۲۔ دستاویز میں کاتب کا نام معاویہ ہے حالانکہ وہ فتح مکہ میں اسلام لائے۔

۳۔ اس وقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں آیا تھا۔ جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے۔

۴۔ دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائے گی، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا۔

۵۔ خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی، اُن سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا۔

۶۔ عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا، حالانکہ ان لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی، تو خیبر والے کیونکر معاف ہو سکتے تھے۔

۷۔ اگر جزیہ ان کو معاف کر دیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے خیر خواہ اور دوست اور واجب الرعایۃ ہیں، حالانکہ چند روز کے بعد خارج البلد کر دیے گئے۔(۲۱)

شبلی نعمانی کی متعدد شرائط متنازعہ ہیں، جس میں بالخصوص عقل اور درایت کا مفہوم مولانا عبدالرؤف داناپوری نے تفصیلی تعاقب کیا ہے۔ لیکن میں یہاں مختصراً صرف عقل پر نقطہ نظر پیش کر رہا ہے۔

عقل ایک نعمت ہے۔ اور بلاشبہ کسی چیز کے حق یا ناحق ہونے کا ثبوت براہین و دلائل ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ مگر عقلیں متفاوت نہ ہوتیں تو عقلا کے اندر اختلافات ہی کیوں ہوتے۔ تم غور کرو گے تو دنیا کا ہر کندۂ ناتراش اپنی عقل کو سارے جہاں سے بڑھ کر جانتا ہے۔ ایک احمق بھی ایک بڑے فلسفی کے خلاف آوازے کستا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جن لوگوں نے عقلی تحقیقات میں عمریں صرف کر دیں۔ وہ بھی کسی ایک عقلی بحث پر متفق نہ ہو سکے، فیثا غورس نے ایک زمانہ میں پرزور تقریر اور قوت استدلال سے تمام دنیا کو نظام شمسی کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اُس کے بعد جب بطلیموس کی باری آئی، تو اس نے فیثا غورس کے تمام نظام کو اُلٹ کر رکھ دیا اور ساری دنیا سے اپنی بات منوالی۔ اب یورپ نے بطلیموس کے تمام تحقیقات کو باطل ثابت کر دیا۔ اور وہی فیثا غورس کے فرسودہ نظام کو حق سمجھ کر قبول کیا۔

اخلاقیات کا بھی یہی حال ہے۔ ہندوستان کے بت پرستوں کی اتنی بڑی قوم یہ پسند نہیں کرتی کہ جس عورت و مرد میں خون کا کچھ بھی لگاؤ ہو۔ اُن میں ازدواج کا تعلق اور شادی بیاہ ہو اس کے برعکس آتش پرست پارسی ہیں۔ جو عقل میں کسی طرح اِن بت پرستوں سے کم نہیں کہی جا سکتے، وہ اپنے خاص عزیزوں اور حقیقی بہن سے بھی زن وشوئی کے تعلقات میں برائی نہیں سمجھتے۔ یورپ جس نے عقلی ترقی کے دعووں سے آج آسمان وزمین ایک کر دیا ہے اور وہ ہر قسم کے اخلاقی قید سے بھی نجات حاصل کر کے آزادی میں حیوانیت سے بھی بڑھے جا رہے ہیں۔ وہ تو بیاہ وشادی کے قید ہی کو اُٹھا دینا چاہتے ہیں تا کہ عورت و مرد بلا قید جس کا جس سے دل چاہے مل سکیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا تم اسلام کو ان میں سے کسی ایک کی عقل کے موافق بنا دینا چاہتے ہو۔ یا خود اسلام کی تعلیم کو سمجھنا چاہتے ہو۔ اسلام کو سمجھنے کے لئے عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے اس کی تحقیق کی جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تعلیم دی اور اسلام نے کیا بتایا۔ اور یہ محض نقلی بحث ہے اپنی رائے ملا دینے سے وہ خاص رسول اللہ ﷺ کی تعلیم باقی نہ رہے گی۔ ہاں اس کے بعد اگر خدا نے عقل وفہم عطا فرمایا ہے۔ تو غور کر سکتے ہو کہ دلائل و براہین عقلی اسلامی تعلیم کے موافق ہیں۔ اُن گم کردہ راہ کفار کو موافق ہیں۔ قرآن کریم نے ہر جگہ کفار کو مخاطب کیا ہے اور یہی کہا ہے کہ تم پہلے میری تعلیم سن لو۔ پھر مظاہر قدرت پر تدبر اور تفکر کی نگاہ ڈالو۔ خداداد عقل سے کام لو۔ تو اسی تعلیم کو حق پاؤ گے۔ اور تمہاری عقلیں بھی انہیں باتوں کے حق ہونے کی ہدایت کریں گی۔ مگر غلطی یہ ہے کہ ہمارے نوجوان پہلے بطور خود کسی بات کے اچھی یا بری ہونیکا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ اور اس کو عقل کے موافق سمجھتے ہیں تو اس کو اسلام یا رسول اللہ ﷺ کی طرف بھی منسوب کر دیتے ہیں یا اُنہوں نے کسی فلسفی کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قول سنا۔ یا ڈارون کی تھیوری اُن کے کان میں پڑی اور پسند آ گئی، تو کہہ دیا کہ یہی اسلام کی تعلیم بھی ہے۔ یہ دین میں تحریف ہے۔ انبیاء متقدمین کی تعلیم میں جو تحریف ہوئی وہ بھی اسی طرح ہے، اور مسلمانوں میں جس قدر بدعات۔ مکروہات اور خرافات رائج ہو گئی ہیں اس کا بھی زیادہ حصہ اسی طرح آیا ہے۔(۲۲)

اصول حدیث پر تصانیف: اصول حدیث پر کئی سو کتب لکھی گئی ہیں، جن کی تفصیل ابن حجر اور حاجی خلیفہ نے فراہم کی ہیں، ان تفصیلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر خالد علوی اور ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب نے نئی فہرست تیار کی ہے۔ جس میں سے استفادہ کرتے ہوئے مختصراً کچھ اہم کتابوں کی فہرست دے رہا ہوں۔ مصنف الرامہرمزی (م ۳۶۵) کی ہے۔

۱۔ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی کے مولف قاضی ابو محمد الرامہرمزی م ۳۶۰ھ ہیں۔ علامہ ذہبی کے بقول یہ بہت اچھی کتاب ہے۔ حافظ ابن حجر کی رائے میں یہ کتاب نا تمام تھی۔(۲۳) مشہور محقق عجاج الخطیب کی تحقیق کاوش سے بیروت سے ۱۹۷۱ء میں چھپی۔

۲۔ معرفۃ علوم الحدیث ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری م ۴۰۵ھ کی تالیف ہے حافظ ابن حجر کے بقول یہ کتاب غیر منقح اور بے ترتیب تھی لیکن اس کے باوجود یہ کتاب اہل علم کے حلقوں میں مقبول رہی۔ اب بھی اسے ایک بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ سید معظم حسین کی تحقیق سے ۱۹۳۷ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔ بیروت سے آفسٹ پر دوبارہ شائع ہوئی۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

۳۔ المستخرج کے مولف ابونعیم الاصفہانی م ۴۳۹ھ ہیں۔ جو مسائل حاکم سے رہ گئے تھے، ابونعیم نے اپنی اس کتاب میں انہیں سمونے کی کوشش کی جو ابن حجرؒ کے بقول نا تمام ہے۔(۲۴) کتاب کا ایک مخطوطہ مکتبہ بریلی میں موجود ہے۔

۴۔ الکفایۃ فی معرفۃ علم الروایۃ کے مولف الحافظ ابوبکر احمد علی الخطیب البغدادی م ۴۶۳ھ ہیں۔ الکفایۃ اہل علم کے ہاں مقبول و متداول رہی۔ ۱۳۵۷ھ میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔

۵۔ الجامع لاخلاق الراوی و آداب المسامع خطیب بغدادی کی اصول

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر یہ دوسری کتاب ہے۔ محمود الطحان کی تحقیق کے ساتھ الریاض سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوگئی ہے۔

۶۔ الالماع الی معرفة اصول الروایة وتقیید السما قاضی عیاض الیحصبی م ۵۴۴ھ کی اس فن پر مفید کتاب ہے۔ استاذ سید احمد صقر کی تحقیق سے قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔ تیونس سے بھی چھپ چکی ہے۔

۷۔ مالا یسمع المحدث جهله کے مولف ابو حفص المیانجی م۵۸۱ھ ہیں۔ صبحی السامرائی کی تحقیق سے ۱۳۸۷ھ میں بغداد سے شائع ہوگئی ہے۔

۸۔ کتاب علوم الحدیث (المعروف مقدمة ابن الصلاح) ابو عمرو عثمان بن الصلاح الشہر زوری م ۶۴۳ھ کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کے مصر اور ہندوستان سے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

۹۔ التقیید والایضاح لما اطلق وأغلق من کتاب ابن الصلاح کے مولف الحافظ زین الدین عبدالرحیم العراقی م ۸۰۶ھ ہیں۔ یہ کتاب مقدمۃ ابن الصلاح کی تشریح و تعبیر پر مبنی ہے۔ پہلے حلب میں چھپی اور پھر مصر میں المکتبۃ السلفیہ مدینہ منورہ کے ذریعہ اشاعت پذیر ہوئی۔

۱۰۔ النکت علی ابن الصلاح حافظ ابن حجرؒ العسقلانی م۸۵۲ھ و ربیع بن ہادی عمیر کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں مدینہ منورہ سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی۔

۱۱۔ محاسن الاصطلاح فی تضمین کتاب ابن الصلاح الحافظ البلقینی م ۸۰۵ھ تالیف ہے۔ یہ کتاب دارالکتب المصریہ قاہرہ سے چھپ گئی ہے۔

۱۲۔ التقریب والتیسیر الی حدیث البشیر النذیر تالیف امام النووی انہوں نے الارشاد کو مزید مختصر کرکے ''تقریب'' مرتب کی۔ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔ مکتبہ خاور لاہور سے بھی ۱۹۷۸ء میں چھپی۔

۱۳۔ المنہل الروی فی الحدیث النبوی بدر الدین ابن جماعہ م ۷۳۳ھ نے اپنی اس کتاب میں مقدمۃ ابن الصلاح کے اختصار کے ساتھ کچھ اہم اضافے بھی کئے۔ محی الدین عبدالرحمن رمضان کی تحقیق کے ساتھ دمشق سے ۱۹۷۵ء اور ۱۹۸۶ء میں چھپ چکی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ الخلاصة فی معرفة اصول الحدیث مؤلفه الطیبی م ۷۴۳ھ صبحی سامرائی کی تحقیق سے ۱۹۷۱ء میں بغداد سے شائع ہوئی۔

۱۵۔ نظم الدررفی علم الاثر حافظ عبدالرحیم العراقی م۸۰۵ھ نے مقدمۃ ابن الصلاح کو نظم کیا۔ شیخ محمد حامد الفقی کی عمدہ تحقیق کے ساتھ مصر سے شائع ہوئی۔
فتح المغیث حافظ العراقی ہی نے اس منظوم کی دو شرحیں لکھیں ایک طویل دوسری مختصر، مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

۱۶۔ فتح المغیث فی شرح الفیة الحدیث الحافظ السخاوی م۹۰۲ھ یہ کتاب سب سے پہلے ہندوستان میں اعظم گڑھ سے طبع ہوئی، مدینہ منورہ کے مکتبہ السلفیہ کے زیر اہتمام مصر میں چھپی۔ کتب مصطلح الحدیث میں یہ کتاب وسیع تر معلومات کی حامل ہے۔

۱۷۔ قطر الدرر جلال الدین السیوطی م۹۱۱ھ الفیہ کی اچھی شرح ہے۔ شیخ احمد محمد شاکر کی تحقیق سے مصر میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۸۔ فتح الباقی فی شرح الفیة العراقی کے مولف زکریا الانصاری م۹۲۸ھ ہیں۔ مصر اور فاس سے چھپ چکی ہے۔

۱۹۔ الفیة لجلال الدین السیوطی م ۹۱۱ھ انہوں نے مصطلح الحدیث پر مستقل منظوم تصنیف الفیہ کے نام سے بھی مرتب کی۔ محمد محی الدین عبدالحمید کی تحقیق سے قاہرہ سے ۱۳۳۲ھ میں شائع ہوئی۔

۲۰۔ تقریب الراوی بھی امام سیوطی کی تالیف ہے۔ یہ امام النووی کی تقریب کی شرح ہے، پہلے مصر سے چھپی پھر اسے مدینہ منورہ کے المکتبۃ العلمیہ نے عمدہ طریق پر شائع کیا۔

۲۱۔ منہج ذوی النظرفی شرح منظومة الاثر محمد بن محفوظ الترمسی م ۹۲۸ھ کی تالیف ہے۔ یہ علامہ السیوطی کے الفیہ کی شرح ہے۔ اور مصر سے ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔

۲۲۔ علوم الحدیث المعروف مقدمہ ابن الصلاح، یہ ابوعمرو عثمان بن الصلاح الشہر زوری (۵۷۷۔۶۴۳/ ۱۱۸۱۔۱۲۴۵م) کی کتاب ہے۔ (۲۵) اس کتاب کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ حافظ ابن حجر مقدمہ ابن الصلاح کے متعلق فرماتے ہیں۔ ابن الصلاح جب مدرسہ اشرفیہ میں منصب تدریس حدیث پر فائز کئے گئے تو انہوں نے معروف کتاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''مقدمہ'' تالیف کر کے اس میں فنون حدیث کی اچھی تنقیح کی۔ لیکن چونکہ یہ کتاب حسب ضرورت وقتاً فوقتاً لکھی گئی تھی۔ اس لئے اس کی تربیت مناسب انداز پر نہ ہو سکی۔ تاہم ابن الصلاح نے چونکہ خطیب وغیرہ کی تصانیف میں جو متفرق مضامین تھے ان کو مجتمع کر کے اس کتاب میں اضافہ کر دیا اس لئے یہ کتاب جامع المتفرقات سمجھی جاتی ہے، علوم حدیث کی تمام انواع واقسام اس میں آ گئی ہیں۔ بعض اہل علم نے اس کو نظم میں لکھا بعض نے اس کا اختصار لکھا بعض نے اس میں اضافے کئے اور بعض نے اس پر اعتراضات کئے، تو بعض نے جوابات لکھے۔ (۲۶) اس کے بعد ایسی کئی کتب تالیف کی گئی جو کسی نہ کسی اعتبار سے ''مقدمہ ابن الصلاح'' کے زیر اثر لکھی گئیں، ان کا ذکر ہوگا۔ ابن الصلاح نے علوم الحدیث کی ۶۵ انواع کو ذکر کیا ہے۔ ان میں زیادہ معروف درج ذیل ہیں۔

صحیح، حسن، ضعیف، مسند، معضل، مرفوع، موقوف، مقطوع، مرسل، منقطع، متصل، معنعن، معلق، تدلیس، شاذ، منکر، الاعتبار، المتابعات، الشواھد، زیادات الثقات، مفرد، معلل، مضطرب، مدرج، موضوع، مقولب، کیفیت سماع، انواع اجازۃ، کتابۃ الحدیث، کیفیت روایۃ، الحدیث، معرفت آداب المحدث، آداب انطالب، عالی، نازل، مشھور، غریب، عزیز، غریب الحدیث، الاسماء والکنی، القاب المحدثین، المؤتلف و المختلف، المبھمات، معرفۃ الثقات، الضعفاء اور معرفۃ اوطان الراوۃ.

۲۳۔ ارشاد طلاب الحقائق الی معرفه سنن خیر الخلائق اس کے مولف مشہور محدث امام محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف نووی ۶۳۱۔ ۶۷۶ھ/۱۲۳۳۔ ۱۲۷۷ء (۲۷) ہیں۔ اس کے مخطوطات مکتبہ سلیمانیہ اور مکتبہ الظاہریہ (دمشق) میں موجود ہیں۔ یہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کتاب ابن الصلاح کی کتاب ابن الصلاح کی کتاب علوم الحدیث کا اختصار ہے اور اس میں نووی کے اضافے ہیں۔ مقدمہ میں النووی نے لکھا ہے۔

قصدت اختصار هذا الكتاب و رجوت ان يكون هذا المختصر، احياء لذكره وطريقا الى حفظه زيادة الانتفاع به ونشره و ابالغ انشاء الله تعالىٰ في ايضاحه باسهل العبارات۔

اس کتاب میں امام نووی نے علوم الحدیث کی ۶۵ انواع ذکر کی ہیں جو ابن الصلاح نے لکھی ہیں، صرف ان میں آسانی پیدا کی ہے ترتیب میں قدرے ردوبدل کی ہے۔ لیکن اصل اقسام اسی طرح ہیں تشریح کرنے کے لئے ایسا کیا۔

۲۴۔ التقريب والتيسير لمعرفه سنن البشير والنذير اس کتاب کے مولف بھی امام نووی م۶۷۶ھ ہیں (۲۸) یہ مندرجہ بالا کتاب کا خلاصہ ہے جیسا کہ نووی نے خود ذکر کیا ہے:

هذا الكتاب اختصرته من كتاب الارشاد الذى اختصر ته من علوم الحدث للشيخ الامام الحافظ المتقن ابى عمرو عثمان بن عبدالرحمن المعروف ابن الصلاح۔

اس کتاب میں بھی علوم الحدیث کی ۶۵ انواع ہی ذکر کی گئی ہیں۔ لیکن یہ تمام نہایت مختصر ہیں۔

۲۵۔ الخلاصه في اصول الحديث: مولف: ابوعبداللہ شرف الدین الحسین بن عبداللہ بن محمد الطیبی م۷۴۳ھ۔ الخلاصہ کو الطیبی نے چار محدثین کی کتب سے استفادہ کر کے ترتیب دیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے مقدمہ میں لکھا ہے:

فهذه جمل في معرفة الحديث ممالا بدمنه لطالب لا سيما من تصدى للتحديث، لخصته من كتاب الامام مفتي الشام شيخ الاسلام ابن الصلاح و مختصر الامام

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المنقن محی الدین النووی و القاضی بدر الدین یعرف بابن جماعة رضی اللّٰه عنهم، فهذبته تهذیباً، ونقحته تنقیحا، ورصفته ترصیفا انیقاً ...... واضفت الی ذلک ذیادت مهمة من جامع الاصول وغیره الخ۔

اس کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں بہت اہم باتیں ہیں پھر چار باب ہیں اور آخر میں ایک مقدمہ ہے ان تمام کی الگ الگ تفصیل ہے۔ مقدمہ میں علم حدیث کی فضیلت، اصطلاحات حدیث، متن، سند، متواتر، اور احاد وغیرہ کو زیر بحث لائے ہیں باب اول میں حدیث صحیح کی تعریف اور اس کے اوصاف کو مفصل بیان کیا ہے اس میں حسن، ضعیف، متصل، مرفوع، معنعن، معلق، شاذ اور منکر وغیرہ ہیں دوسرا باب اوصاف رواۃ پر ہے۔ تیسرا باب تحمل حدیث، طرق، نقل اور ضبط سے متعلق ہے۔ چوتھا باب اسماء الرجال اور طبقات علماء سے متعلق ہے۔ خاتمہ میں آداب شیخ و طالب وحدیث کا بیان ہے۔

۲۶۔ **الموقظه فی علم مصطلح الحدیث** اس کتاب کے مولف، ابوعبداللہ شمس الدین محمد ابن احمد الذہبی م ۷۴۸ھ ہیں۔ محقق ابوغدہ کے بقول یہ کتاب دراصل ''الاقتراح'' کا خلاصہ ہے المقطوع کو مؤلف بھول گئے حالانکہ ''اقتراح'' میں موجود ہے اور بھی بعض چیزوں کا ذکر نہیں کیا جو کہ ''اقتراح'' میں ہیں، شاید اختصار کی وجہ سے ایسا کیا ہو اس کتاب میں بعض بڑے علمی نکات ہیں۔

۲۷۔ **نخبة الفکر و شرحها نزهة النظر** کے مولف ابن حجر العسقلانی م ۸۵۲ھ یہ کتاب مصر اور پاک وہند سے متعدد بار چھپ چکی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ سے پہلے اصول حدیث کی کتابوں پر ابن الصلاح کے افکار وانداز کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ اور اسی کتاب کو نظم کیا جاتا رہا اور اسی کی تشریح وتعبیر کے مظاہر دکھائی دیتے ہیں۔ ابن حجر کی تصنیف کے بعد کا دور ''شرح نخبۃ الفکر'' کا دور کہا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب اہل علم کے درمیان بڑی مقبول ہوئی اور داخل نصاب ہوئی علماء نے اس کی شرحیں اور حواشی لکھے۔

۲۸۔ **اختصار علوم الحدیث** مولف: عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر المعروف ابن کثیر م ۷۷۴ھ ۱۳۷۲م یہ بھی بعض مفید اضافوں کے ساتھ مقدمہ ابن الصلاح کا

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ ہے۔ ابن کثیر کی کتاب کی شرح احمد محمد شاکر نے الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث کے نام لکھی جو نہایت ہی اعلیٰ علمی شہ پارہ ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مقدمہ ابن الصلاح کا خلاصہ بعض اضافوں کے ساتھ لکھا ہے فرماتے ہیں:

وکان الکتاب الذی اعتنی بتھذیبه الشیخ الامام العلامة، ابو عمرو بن الصلاح تغمده اللّٰه برحمته من مشاهیر المصنفات فی ذلک بین الطلبة لهذا الشان وربماعنی بحفظه بعض المهرة من الشبان، سلکت وراءه ، واحتذیت حتذائه واختصرت مابسطه، ونظمت مافرطه۔

اس میں کل ۶۵ انواع ابن الصلاح کی طرح اختصار سے ذکر کی گئی ہیں۔

۲۹۔ **توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار محمد بن اسماعیل الامیر الحسنی صنعانی** م۱۱۸۲ھ نے اس کے مقدمہ میں لکھا ہے جو عالم اس کتاب کو پڑھے گا اس کو معلوم ہوگا:

ان هذا الکتاب توضیح الافکر العظیمه التی اشتمل علیهما۔

کتاب "تنقیح الانظار" انہوں نے صاحب توضیح الافکار کے متعلق لکھا ہے:

وکان مع ذلک کله رجلا حرالرای، یوافقُ المصنف ما وافق الحق فی نظره ویخالفه ما انحرف عما یعتقده صوابا و یبین مافی عبارة المئولف من قصور عن تادیه المعنی الذی یحوم حوله

اس کا ذکر پہلے تنقیح الانظار کے ساتھ ہو چکا ہے۔ اس کا یہاں اس لئے دوبارہ ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس مؤلف کا ذکر ترتیب کے لحاظ سے یہاں ہونا چاہئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۰۔ قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث مولف: محمد جمال الدین قاسمی (۱۲۸۳ھ۔۱۳۳۲ھ/ ۱۸۶۶ء۔۱۹۱۴ء م) اصول حدیث کی بہت اچھی کتاب ہے۔ جدید ترتیب سے نہایت مناسب عنادین دیکر اس کو لکھا گیا ہے۔ پچھلی تمام کتب کو سامنے رکھ کر اس کی تکمیل کی گئی ہے۔ اس کتاب میں علم اور علم حدیث کی فضیلت، حدیث، خبر، اثر، حدیث قدسی، صحابہ میں زیادہ حدیث بیان کرنے والے علوم حدیث کی تمام اقسام، حدیث کی اصلاحات کے متعلق محدثین کی الگ الگ آراء لکھی ہیں یہ کتاب نہایت ہی مفید ہے۔

۳۱۔ الحدیث والمحدثون محمد ابوزہرہ، اس کتاب میں مولف نے حدیث رسول کی عظمت واہمیت منکرین حدیث کے جوابات لکھے اور مختلف ادوار میں سنت پر تبصرہ کیا ہے دور نبوی ﷺ سے لے کر موجودہ دور تک سات ادوار میں تقسیم کیا ہے، بعد ازاں علم حدیث کی اصطلاحات کو زیر بحث لائے ہیں۔

۳۲۔ منہج النقد فی علوم الحدیث نورالدین عتر اس کتاب میں اصطلاح حدیث، اس کے مختلف ادوار، رواۃ الحدیث، تاریخ الرواۃ، مقبول و مردود، علوسند، انقطاع، تفرد الحدیث اور پھر اس کے نتائج وغیرہ پر بحث کی ہے۔

۳۳۔ الدراسات فی الحدیث النبوی ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی کی کتاب ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے پی ایچ ڈی تھیسز کا عربی ترجمہ ہے۔ جو انہوں نے کیمبرج یونیورٹی سے کی تھی اس کا عنوان Studies in early hadith Literature تھا۔

۳۴۔ اصول الحدیث النبوی علومہ ومقاییسہ الدکتور الحسینی عبدالمجید ھاشم دارالشرق ۱۹۸۶ء سماع حدیث، نقل حدیث کے طریقے۔ صحابہ کا مقام اہم محدثین کی خدمات بیان کی گئی ہیں۔

جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں، اس موضوع پر کئی سو کتب لکھی جا چکی ہیں۔ یہاں ان تمام کتب کا احاطہ مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف اہم کتب کی طرف رہنمائی مقصود تھی تا کہ سیرت نگار ان کتب سے استفادہ کر کے اپنی تحریر کو مستند و معیاری بنا سکے اور من کذب علی متعمداً کا مصداق نہ بنے۔

تمت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پندرھویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ کلیات ابوالبقاء ص/۱۵۲

۲۔ سیوطی، جلال الدین تدریب الراوی تحقیق احمد عمر ہاشم درالکتاب العربی بیروت ۱۹۸۵ء ج/۱ص/۲۳

۳۔ حلیۃ الاولیاء ج/۵ ص/۲۵۳

۴۔ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب دارالفکر بیروت ۱۹۸۴ء ج/ ۹ ص/ ۳۴۵

۵۔ السیوطی، عبدالرحمن جلال الدین تدریب الراوی ج/ ۱ص/ ۵

۶۔ ابن حجر نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فاروقی کتب خانہ ملتان ص/۱۶

۷۔ اسد رستم مصطلح التاریخ مطبوعہ بیروت ص/۶۸

۸۔ السیوطی، تدریب الراوی ج/ ۱ ص/۵

۹۔ ایضاً ج/ ۱ص/ ۵

۱۰۔ سباعی، ڈاکٹر مصطفی، السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی مطبوعہ بیروت

۱۱۔ السیوطی، تدریب الراوی ج/ ۱ ص/ ۵

۱۲۔ سورۃ الحجرات/۶

۱۳۔ الذھبی، تذکرۃ الحفاظ دائرۃ المعارف العثمانیۃ۔ حیدر آباد دکن ۱۹۵۶ء ج/ ۱ص/ ۲

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ البخاری، محمد بن اسماعیل الجامع الصحیح ج/ ۱ص/ ۲۱

۱۷۔ ابن الصلاح، علوم الحدیث ص/۲۶۴

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ ایضاً
۱۹۔ علوی ڈاکٹر خالد، اصول الحدیث و مصطلحات و علوم الفیصل اردو بازار لاہور ۱۹۷۷ء ص/۲۳
۲۰۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفیٰ مکتبہ عثمانیہ بیت الحمد جامعہ اشرفیہ لاہور ۱۹۸۵ء ۱۱ج/۱ص/۲۔۷
۲۱۔ نعمانی، علامہ شبلی سیرت النبی ج/۱ص/۴۲
۲۲۔ ابو البرکات، عبدالرؤف داناپوری اصبح السیر ص/۳۰۔۳۱
۲۳۔ نزھۃ النظر ص/۳۴
۲۴۔ ایضاً ص/۳۴
۲۵۔ وفیات الاعیان ۳۱۲/۱، شذرات الذہب ۲۲۱/۵، مقدمہ الصلاح کے مصر، ہندوستان، بیروت سعودی عرب اور پاکستان سے کئی ایڈیشن شائع ہوئی ہے۔ حلب سے نورالدین عتر کی تحقیق ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی۔
۲۶۔ شرح نخبۃ الفکر ۵۔۶
۲۷۔ یہ کتاب ڈاکٹر نورالدین عتر کی تحقیق ہے۔ ۱۹۸۸ء میں دمشق سے شائع ہوئی یہ کتاب دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ عبدالباری فتح اللّٰہ السلفی کی تحقیق سے ۱۹۷۸ء میں مکتبہ الایمان المدینہ المنورہ سے شائع ہوئی۔
۲۸۔ امام نووی کی کتاب ہے۔ پہلی کتاب سے مختصر ہے۔ محمد عثمان کی تحقیق سے دارالکتاب العربی بیروت نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا اس کے ۱۲۷ صفحات ہیں۔ مکتبہ خاور

تمت

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سولہواں اصول: علم الناسخ والمنسوخ ہے

آپ ﷺ جب تک حیات تھے اسلامی احکامات کے نزول کا سلسلہ جاری تھا اور آخری لمحات تک یہ امکان موجود تھا کہ کسی بھی سابقہ حکم کو بلکلیہ ختم کر دیا جائے یا اس کے مطلق حکم کو مشروط کر دیا جائے۔ یہ امکان وحی جلی یعنی قرآن کریم اور وحی خفی یعنی حدیث و سیرت دونوں جگہ یکساں تھا۔ لیکن جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تو یہ امکان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی عہد میں ناسخ و منسوخ کا علم خواہ قرآن کریم سے متعلق ہو یا حدیث و سیرت سے بہت اہمیت کا حامل تھا۔ جیسا کہ ابن شاہین بغدادی نے صراحت کی ہے۔(۱)

نسخ کی لغوی و اصطلاحی تعریف: نسخ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔(۲) کبھی ازالہ کے معنی میں (۳) جیسے سورہ حج میں:

فینسخ اللہ مایلقی الشیطان۔ (۴)

اور کبھی نقل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(۵) جیسے سورۂ جاثیہ میں:

انا کنا نستنخ ماکنتم تعلمون۔ (۶)

پھر ازالہ اور نقل کی کون کون سی صورتیں ممکن ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے۔(۷) یہی وجہ ہے نسخ کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ جامع اور مختار تعریف یہ کی گئی ہے:

ھو رفع الحکم الشرعی بدلیل شرعی متاخر۔ (۸)

کسی سابقہ شرعی حکم کو ختم کرنا ہے کسی بعد میں آنے والی شرعی دلیل کی بنیاد پر بقول ڈاکٹر عبدالمجید السوسۃ اس تعریف میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے بلکہ واضح ہے۔(۹) البتہ ناسخ کے لئے شرط ہے۔ کہ وہ شرعی خطاب کی شکل میں ہو(۱۰) اور ناسخ منسوخ کے ہم پلہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو(۱۱) اس سے کم درجہ کا نہ ہو، مثلاً خبر متواتر خبر واحد سے منسوخ نہیں ہو سکتی ہے۔ جبکہ خبر واحد خبر مشہور اور متواتر سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ تیسری شرط یہ ہے، منسوخ ہونے والا حکم بھی کسی شرعی دلیل کی بنیاد پر ہو عقلی بنیاد پر نہ ہو(۱۲) چوتھی شرط حکم ناسخ منسوخ کے بعد آیا ہو۔(۱۳) پانچویں شرط ہے منسوخ ہونے والا حکم جزئی ہو(۱۴) چھٹی شرط یہ ہے حکم منسوخ ابدی نہ ہو(۱۵) یعنی اس میں کسی عمل کے کرنے یا نہ کرنے کا ہمیشہ کے لئے نہ دیا گیا ہو۔ ساتویں شرط یہ ہے ناسخ اور منسوخ میں حقیقی تعارض ہو(۱۶) تطبیق کی صورت ممکن نہ ہو تو ناسخ ومنسوخ کے احکامات کا اجراء ہوتا ہے۔ ورنہ پہلی کوشش ترجیح کی اختیار کی جاتی ہے یعنی ایک حکم کو راجح دوسرے کو مرجوح قرار دے دیا جاتا ہے۔ اگر فقہ سے اس مسئلہ کا تعلق ہو تو فقیہ اس عمل کو انجام دیتا ہے۔ اگر تفسیر سے اس مسئلہ کا تعلق ہو تو مفسر اس کا فیصلہ کرتا ہے اگر سیرت سے اس مسئلہ کا تعلق ہو تو سیرت نگار اس مسئلہ کا فیصلہ کرے گا۔

علم الناسخ والمنسوخ کا زیادہ تعلق حدیث وسیرت کے مقابلہ میں قرآن کریم سے ہے اس لئے کہ نسخ کا تعلق عقائد اخلاق عبادات معاملات اور قصص سے نہیں ہوتا جیسا کہ ابن شاہین کی رائے ہے۔(۱۷)

سیرت کا ناسخ ومنسوخ سے تعلق: ناسخ ومنسوخ کا قرآن حدیث وسیرت سے یکساں تعلق ہے حدیث کی طرح سیرت کا مصدر بھی نبی کی ذات ہے۔ حدیث کے حوالہ سے اس موضوع پر جو کتب لکھی گئی ہیں اس میں بہت سے پہلوؤں کا تعلق سیرت طیبہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اصول سیرت میں سے علم الناسخ والمنسوخ کو بھی شمار کیا ہے۔ ضرورت ہے اس حوالہ سے سیرت طیبہ پر کام کیا جائے، میرے علم کے مطابق اس پہلو پر اب تک کسی نے سیرت کے حوالہ سے نہیں لکھا ہے۔

علم الناسخ والمنسوخ کا ارتقاء: اس علم کے ذریعہ حکم کی نوعیت میں مقید ومتضاد تبدیلی آجاتی ہے اس لحاظ سے اس علم کو قرن اول میں بہت اہمیت حاصل رہی اور یہ نسخ قرآن وحدیث دونوں میں ہے۔ یہی وجہ ہے اس موضوع پر بہت لکھا گیا ہے۔ قرآنی نسخ پر کئی سو کتب لکھی گئی ہیں۔ جبکہ حدیث کے نسخ پر بہت محدود تصانیف سامنے آئی ہیں۔ ابن شاہین کے مطابق امام زہری کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ یہ مشکل ترین علوم میں سے ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(۱۸)

۱۔ بقول ابن شاہین اس علم پر سب سے پہلے امام شافعی (م۲۰۴ھ) نے تحریری کام کیا(۱۹)اور تلامذہ کی خصوصی تدریس کی(۲۰)

۲۔ جن حضرات کی ابتدائی تصانیف نسخ قرآن کریم کے حوالہ سے ہمارے سامنے ہے۔ان میں قتادہ بن دعامہ السدوسی (۲۱) کا نام سرفہرست ہے(م۱۱۷ھ)ان سے منقول ناسخ ومنسوخ کی روایات (۲۱) کو زرکشی نے البرہان میں (۲۲) بن قتیبہ نے المعارف میں نقل (۲۳) کیا ہے،اصل مسودہ غالباً ابھی تک مخطوطہ کی شکل میں محفوظ ہے۔(۲۴)

۳۔ محمد بن مسلم شہاب زہری (م۱۲۴ھ) نے بھی بقول ذہبی اس علم پر ایک کتاب لکھی تھی۔(۲۵)

۴۔ اسماعیل بن عبدالرحمن بن أبی کریمة السدی نے ایک کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔(۲۶)

۵۔ عطاء بن أبی مسلم الخراسانی (م ۱۳۵ھ) نے الناسخ والمنسوخ فی کتاب اللہ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔(۲۷)

۶۔ محمد بن سائب الکلبی (م۱۴۶ھ) نے الناسخ والمنسوخ فی القرآن کے نام سے کتاب لکھی۔(۲۸)

۷۔ مقاتل بن سلیمان الزدی (م ۱۵۰ھ) نے بھی الناسخ والمنسوخ فی القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔(۲۹)

ڈاکٹر کریمہ بنت علی صاحبہ نے صرف قرآن کریم پر ناسخ ومنسوخ کے حوالہ سے ۲۷ کتابوں پر تذکرہ کیا ہے،(۳۰) ابن خیر اشبیلی نے اپنی کتاب فہرست مطبوعہ (دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۸ء) میں ص/۴۹ پر کچھ کتب نقل کی ہیں۔کچھ کتابیں وہ ہیں جو صرف حدیث کے حوالہ سے ناسخ ومنسوخ پر لکھی گئی ہیں۔ اور کچھ کتابیں وہ ہیں جو قرآن کریم و حدیث دونوں پر مشتمل ہیں۔ پہلے حدیث کے حوالہ سے کتب کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں اور یہی کتب ہمارے موضوع سیرت کے حوالہ سے زیادہ مفید ہیں جن سے سیرت نگار کو استفادہ کرنا چاہیے۔

۱۔ اس حوالہ سے پہلی کتاب بقول کتانی کے احمد بن حنبل (م۲۴۱ھ) کی الناسخ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والمنسوخ فی الحدیث کے نام سے ہے۔(۳۱)

۲۔ ابوداؤد کی الناسخ والمنسوخ فی الحدیث کا تذکرہ بھی کتانی نے کیا ہے۔(۳۲)

۳۔ احمد بن اسحٰق (م ۳۱۸ یا ۳۱۹ھ) کی الناسخ والمنسوخ فی الحدیث کا حاجی خلیفہ اور کحالہ نے ذکر کیا ہے۔(۳۳)

۴۔ محمد بن بحر ابو مسلم اصفہانی (م ۳۲۲ھ) نے کتاب الناسخ والمنسوخ فی الحدیث کے نام سے لکھی تھی۔(۳۴)

۵۔ محمد بن عثمان ابوبکر الشیبانی (م ۳۲۶ھ) نے الناسخ والمنسوخ فی الحدیث کے عنوان سے لکھا۔(۳۵)

۶۔ إخبار أهل الرسوخ في الفقه والحديث بمقدار المنسرخ من الحديث لابن الجوزی، مختلف محققین کی تحقیقات کے ساتھ بیروت دارابن حزم، دارالتراث اور المکتب الاسلامی سے شائع ہوچکی ہے۔(۳۶)

۷۔ الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار أبی بکر محمد بن موسیٰ الحازمی الهمدانی (م ۵۸۴ھ) تحقیق محمد احمد عبدالعزیز۔ القاہرۃ، مکتبہ عاطف، ۱۳۸۰ھ، ۴۱۷۹، صفحات یہ اس موضوع پر مفصل کتاب ہے۔ حیدرآباد دکن، شام، بیروت سے شائع ہوچکی ہے۔(۳۷)

۸۔ اعلام العالم بعد رسوخه بحقائق الحديث و منسوخه عبدالرحمن بن الجوزی (م ۵۹۷ھ) عبداللہ الزہرانی کی تحقیق کے ساتھ سعودی عرب سے چھپی ہے۔(ایم اے کا مقالہ تھا)

۹۔ رسوخ الاخبار فی منسوخ الأخبار لأبی إسحاق برهان الدين إبراهيم بن عمر الجعبری (ت ۷۳۶ھ) دراسة و تحقيق حسن محمد مقبولی الأهدل إشراف محمد أحمد ميرة ، بيروت مؤسة الكتب الثقافية ۱۴۰۹ھ، ص/۵۷۶ پی ایچ ڈی مقالہ سعودی عرب سے شائع ہوا ہے۔ الجامعة الاسلامية ۱۴۰۵ھ میں لکھا گیا۔

۱۰۔ مختصر الناسخ والمنسوخ فی حدیث رسول اللہ ﷺ تالیف

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عزالدین حسین الشیخ۔ بیروت: دارالکتب العلمیة ۱۴۱۳ھ

۱۱۔ قاسم بن اصبغ کی الناسخ والمنسوخ فی الحدیث ہے۔(۳۸)

۱۲۔ عمر بن احمد بن عثمان کی کتاب الناسخ الحدیث ومنسوخ (م ۳۸۵ھ) ڈاکٹر کریمہ بنت علی کی اعلیٰ تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیۃ بیروت سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہوئی ہے۔ (یہ بھی ایم اے کا مقالہ ہے۔) ۶۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۳۔ محمد بن اسحٰق بن احمد اصفہانی (م ۳۹۵ھ) المعروف بن مندہ کی الناسخ والمنسوخ فی الحدیث کے نام سے ہے۔(۳۹)

۱۴۔ عبدالکریم بن ہوازن کی ناسخ الحدیث و منسوخہ کے نام سے ہے۔(۴۰)

۱۵۔ محمد بن ھانی کی الناسخ والمنسوخ فی الحدیث ہے۔(۴۱)

۱۶۔ احمد بن محمد ابوحامد الرازی کی کتاب الناسخ والمنسوخ فی الحدیث ہے۔(۴۲)

۱۷۔ ابن حبان کی ناسخ الحدیث و منسوخہ ہے(۴۳)

کچھ کتابیں وہ ہیں جو قرآن و حدیث دونوں سے متعلق ناسخ و منسوخ کے احکامات پر مشتمل ہیں۔

۱۔ احکام النسخ فی الشریعة الاسلامیة محمد وفا دارالطباعة المحمدیة قاهرہ ۱۴۰۴ھ ۱۷۹ صفحات پر (ایم اے کا مقالہ)

۲۔ الادلة المطمئنة علی ثبوت النسخ فی الکتاب والسنة: بحث فیما ثبت نسخه من الأحکام والأحادیث

۳۔ النسخ فی دراسات الأصولیین: دراسة مقارنة نادیة شریف العمری، بیروت، مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۵ھ، ص/۵۸۶.

۴۔ النسخ فی السنة المطهرة وأشهر ماصنف فیه عبدالله بن محمد الحکمی، إشراف محمد أدیب الصالح، الریاض، جامعة الإمام محمد بن محمود الإسلامیة، کلیة أصول الدین، ۱۴۰۴ھ (مقالہ ایم اے)

۵۔ نسخ الکتاب والسنة بالکتاب والسنة فاطمة صدیق نجوم، إشراف

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أحمد فهمي أبو سنة، مكة المكرمة، جامعة أم القرى، كلية الشريعة والدراسات الإسلامية، ۱۴۰۰ھ (مقالہ ایم اے)

۶۔ النسخ و موقف الصلحاء منه، ثريا محمود عبدالفتاح، القاهره دارالضيا، ۱۴۰۸ھ، ۱۶۲/ ص (۴۴)

ناسخ ومنسوخ پر مندرجہ بالا کتب میں بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ بعض کتب ایسی بھی شائع ہو چکی ہیں جن میں ناسخ ومنسوخ کے فقہی احکامات پر اثرات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ مثلاً الدکتور عبدالمجید کی منهج التوفيق والترجيح بين مختلف الحديث و اثره فى الفقة الاسلامی مطبوعہ دارالنفائس اردن ۱۹۹۷ء،

ضرورت اس بات کی ہے ناسخ ومنسوخ کے اصولوں کی روشنی میں سیرت طیبہ کے واقعات کا جائزہ لیا جائے اور سیرت نگاری میں اس علم سے مدد لی جائے۔

تمت بالخیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سولھویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن شاهين البغدادی، أبی حفص عمر بن احمد بن عثمان (م ۳۸۵) کتاب ناسخ الحدیث و منسوخه دارالکتب العلمية بيروت لبنان تحقيق الدکتوره کریمه بنت علی ص/۳۸

۲۔ القاموس المحيط ج/۱ ص/۲۷۱ ، لسان العرب ج/۲ ص/۳۲۰۷، مصباح المنير ج/۲ص/۸۲۷،تاج العروس ج/۲ص/۲۸۲

۳۔ الکشاف ج/۳ص/۱۶

۴۔ سورۃ الحج/۲

۵۔ الکشاف ج/۴ص/۲۹۴

۶۔ سورۃ الجاثیہ/۲۹

۷۔ دیکھئے تفصیل فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ج/۲ ص/۵۳، الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ لابن جوزی ص/۸، مناھل العرفان فی علوم القرآن للزرقانی ج/۲ ص/۱۷۵، اور البرهان فی علوم القرآن للزرکشی ج/۲ص/۲۹ وغیرہ

۸۔ زرقانی، مناهل العرفان ج/۲ص/۱۷۶، المختصر لابن حاجب ج/۲ ص/۱۸۵، الموافقات للشاطبی ج/۳ص/۱۰۷

۹۔ السوسوه، الدکتور عبدالمجيد محمد اسماعيل ۔ منهج التوفيق والترجيح بين مختلف الحديث و أثره فی الفقه لاسلامی دارالنفائس الاردن ۱۹۹۷ء ص/۲۸۴

۱۰۔ ارشاد الفحول ص/۱۷۶ اور المعتمد ج/۱ ص/۳۹۹، نواسخ القرآن لابن الجوزی ص/۱۱۸، الاحکام لآمدی ج/۳ص/۱۶۴

۱۱۔ العدة ج/۳ ص/۷۸۸، البرهان ج/۲ ص/۱۳۱۱، المستصفی ج/۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ص/۱۲۲، نواسخ القرآن لابن الجوزی ص/۱۱۸

۱۲۔ ارشاد الفحول ص/۱۸۶، نواسخ القرآن ابن جوزی ص/۱۱۸
۱۳۔ المستصفی ج/۱ص/۱۲۲، الاحکام للآمدی ج/۳ص/۱۶۴
۱۴۔ إرشاد الفحول ص/۱۸۶، الموافقات للشاطبی ج/۳ص/۱۱۷،
۱۵۔ الاحکام لآمری ج/۳ص/۱۶۴
۱۶۔ ایضاً اورالعدہ ج/۳ص/۸۳۵، نسخ القرآن لابن جوزی ص/۱۱۷
۱۷۔ ابن شاھین کتاب الناسخ الحدیث و منسوخہ ص/۳۷
۱۸۔ ایضاً ص/۳۸
۱۹۔ الاعتبار ص/۱۸
۲۰۔ ایضاً ص/۱۹
۲۱۔ سوانح کے لئے دیکھئے طبقات ابن سعد ج/۸ص/۲۲۹
۲۲۔ دیکھئے ج/۲ص/۲۸
۲۳۔ دیکھئے ص/۲۳۴
۲۴۔ دیکھئے، ابن شاھین کتاب الناسخ الحدیث و منسوخہ ص/۳۹
۲۵۔ ذھبی تذکرۃ الحفاظ ج/۱ص/۱۰۲
۲۶۔ دیکھئے عیون الاثر ج/۱ ص/۲۳۵، اور میزان الاعتدال ج/۳ ص/۷۳، التھذیب ج/۷ص/۲۱۲،
۲۷۔ ابن شاھین، کتاب الناسخ الحدیث و منسوخہ ص/۴۰
۲۸۔ الداؤدی، طبقات المفسرین ج/۲ ص/۱۴۴، وفیات الاعیان ج/۴ ص/۳۰۹
۲۹۔ ابن شاھین کتاب النلسخ الحدیث و منسوخہ ص/۴۰،
۳۰۔ دیکھئے مقدمہ کتاب الناسخ الحدیث و منسوخہ لابن شاھین ص/۳۹ تا ۵۵
۳۱۔ کتانی، الرسالۃ المستطرفۃ ص/۶۰
۳۲۔ ایضاً

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۳۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون ج/۲ ص/۱۹۲۰، اور معجم المؤلفين عمررضاکحالہ ج/۱ص/۱۶۰
۳۴۔ ایضاً
۳۵۔ ایضاً ج/۲ص/۱۹۲۰
۳۶۔ حفنی صلاح الدین، دلیل مؤلفات الحدیث النشریف القدیمۃ والحدیثۃ دار ابن حزم بیروت ۱۹۹۵ء ج/۳ص/۷۰۵۔۷۰۶
۳۷۔ ایضاً ج/۳ص/۷۰۶۔۷۰۷
۳۸۔ ابن شاہین، کتاب الناسخ الحدیث و منسوخہ ص/۵۶
۳۹۔ ایضاً
۴۰۔ ایضاً
۴۱۔ کتانی الرسالۃ المستطرفۃ ص/۶۰،ابن ندیم کی الفہرست ص/۳۲۱
۴۲۔ ابن شاہین کتاب الناسخ الحدیث و منسوخہ ص/۵۷
۴۳۔ ایضاً
۴۴۔ حفنی، صلاح الدین، دلیل مؤلفات الحدیث ج/۱ص/۹۴۔۹۵

تمت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سترہواں اصول: حکمت و علم نفسیات ہے

سیرت نگاری سے مقصود سیرت کی روایات و واقعات کو جمع کرنا نہیں ہونا چاہیے، آج سیرت طیبہ پر جو ذخیرہ ہمارے سامنے آ رہا ہے اس کا ہدف کسی نئی جمع و ترتیب پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ سیرت نگاری کا مقصد حصول ثواب و برکت کے ساتھ تبلیغ و اصلاح ہونا چاہیے اور سیرت نگاری قرآن کریم کے حکم کے مطابق حکمت اور انسانی نفسیات کا لحاظ کر کے کی جائے تو بہتر اہداف حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس اسلوب پر میرے علم کے مطابق صرف چند افراد نے لکھا ہے۔

سیرت طیبہ ﷺ کا حکمت و نفسیات سے تعلق: حکمت کیا ہے اس پر مفسرین و محدثین نے بحث کی ہے۔ متعدد معانی میں سے ایک معنی ہے ہر وقت و حالات اور مخاطب کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی بات کہنا مقاصد بعثت نبوی ﷺ میں سے ایک مقصد قرآن کے مطابق حکمت کی تعلیم دینا تھی (۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کعبہ کی تعمیر کے بعد جن صفات کے حامل نبی کا مطالبہ کیا تھا اس میں تیسری صفت حکمت کا ہونا تھی۔ (۲) اور یہ حکمت ایسی صفت ہے جو دیگر انبیاء کے مقاصد بعثت میں بھی شامل تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کے بارے میں فرمایا:

آتینا آل إبراھیم الکتاب والحکمة۔ (۳)

آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دونوں عطا کی گئیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی حکمت عطا کی گئی۔ (۴)

ارشاد باری ہے۔

ولقد آتینا لقمان الحکمت (۵)

ہم نے حضرت لقمان علیہ السلام کو بھی حکمت عطا کی تھی اور جن انبیاءؑ کو حکمت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عطا کی گئی ان کے بارے میں فرمایا:

ومن یؤت الحکمت فقد اوتی خیراً کثیراً (٦)

جسے حکمت عطا کی گئی اسے خیر کثیر عطا ہو گیا۔

قرآن کریم کے مطابق یہ حکمت انبیاء کے علاوہ جسے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے۔(٦) امت محمدیہ پر بطور احسان کے آپ ﷺ کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے بھی حکمت کا ذکر کیا گیا(٧) مسلمانوں کو خصوصی طور سے تبلیغ و دعوت کے موقع حکمت پر کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ادع إلیٰ سبیل ربک بالحکمت والموعظة الحسنة

وجادلهم باللتی هی احسن (سورۃ النحل/۱۲۵)

لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ حکمت اور (مائل کرنے والے)

اچھے الفاظ کے ذریعہ اور مباحثہ بھی (طنزیہ نہیں) ہمدردی سے بھرپور

مخاطب کی سطح و ماحول کے مطابق ہو۔

قرآن کریم نے جسے حکمت کہا ہے بعض محدثین نے اس سے حدیث مراد لیا ہے۔ اگر حدیث مراد لیا جائے تو بھی میرا مدعیٰ ثابت ہوتا ہے۔ یعنی سیرت طیبہ ﷺ کے ذریعہ دعوت دینا نبوی اسلوب کے ذریعہ۔ اگر اس سے علم نفسیات مراد لیا جائے تو بھی سیرت نگاری کے لئے نفسیات کا استعمال و لحاظ رکھنے کا حکم ملتا ہے۔ لہٰذا سیرت نگاری کے لئے ضروری ہے وہ سیرت طیبہ ﷺ کا علم نفسیات کی روشنی میں میں بھی جائزہ لے، دوست و دشمن نے کس پیرایہ میں کیا بات کہی ہے۔ آپ ﷺ نے کسی بات کا حکم دیا یا کوئی کام کیا تو اس کی نفسیاتی وجوہات کیا تھیں۔ اس عقل و نقل کے امتزاج سے سیرت کے پیغام کو سیرت نگار موثر جاذب نظر اور عہد حاضر کی مناسبت سے ڈھال کر دوہرے اجر کا مستحق ہو سکتا ہے۔

صفت حکمت (علم نفسیات) کو ملحوظ رکھنے والا جہاں منصب نبوت سے خوشہ چینی کرے گا وہیں اللہ تعالیٰ کی صفت حکیم سے بھی مستفید ہو گا۔ مسلم ممالک مسلمان اور اسلام جن حالات سے گزر رہے ہیں اس میں اس صفت کے ساتھ ظہور کی اشد ضرورت ہے۔ میں حکمت کی مزید وضاحت کرنے کے لئے ڈاکٹر حمید اللہؒ صاحب کے ایک بہت پرانے مضمون

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

عربوں میں دعوت کا اہتمام کرنا فخر کی بات تھی۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کے لئے اس زمانہ کے نفسیاتی اسلوب اختیار کئے اسی طرح اس زمانہ کے میڈیا کا مرکز کوہ فاران تھا (گویا پریس کلب تھا) جسے آپ ﷺ نے استعمال کیا (عہد حاضر میں علماء کو جدید میڈیا کے بارے میں غور کرنا چاہئے) ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں جب آپ ﷺ کو تبلیغ کا حکم ملا تو آپ ﷺ نے دعوت کا اہتمام کیا اور دعوت کے موقع پر فرماتے رہے میں کھانے کے بعد آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ ٹھہرنا، انتظار کرنا۔ چنانچہ اب کی بار سب لوگ اس تجسس میں بیٹھے رہے کہ دیکھیں وہ کیا بات ہے جس کے لئے ہمیں بلایا گیا ہے۔ کھانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مخاطب ہو کر بتاتے ہیں کہ بت پرستی کیوں بری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا کیوں ضروری ہے۔ پھر اس کے نتائج یعنی آخرت کی زندگی اور خدا کے سامنے حساب وکتاب کا ذکر کیا۔ اس طرح کی چند بنیادی باتیں لوگوں کو بتائیں۔ اس سلسلے میں طبری کی روایت بہت دلچسپ ہے۔ طبری کا بیان ہے کہ اس تبلیغ کا غالباً آخری جملہ یہ تھا کہ تم میں سے جو شخص میری دعوت کو قبول کرے گا وہ میرا جانشین اور خلیفہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو ابھی بچے تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب قہقہہ مار کر ہنسا اور تالی بجا کر کہنے لگا، ابو طالب مبارک ہو۔ آج سے تم اپنے بیٹے کے ماتحت بن چکے ہو۔ اس سے ابوطالب کو خفت سی ہوئی، اس لئے وہ ساری عمر اس کے لئے آمادہ نہیں ہو سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو قبول کریں۔ اس بیان کا منشاء تبلیغ کا طریقہ بتانا تھا۔

میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیسے ایمان لائے یا وہ کب ایمان لائے؟ یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔ اس وقت ہم صرف یہ دیکھ رہے ہیں کہ پہلی وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کئے۔ اس کے کچھ عرصے بعد دوسری وحی نازل ہوتی ہے۔ جس میں یہ حکم آتا ہے کہ

فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین۔ (۱۴: ۹۴)

جس چیز کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے وہ کھول کر بیان کرو، مشرکوں کی پروا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہ کر۔

اس حکم کے آنے پر رسول اکرم ﷺ ایک طرح کی دہشت محسوس کرتے ہیں کہ سارا شہر بت پرست ہے۔ اگر میں یہاں کے لوگوں کو برملا یہ کہوں کہ تمہارا دین غلط ہے اور تمہارے بت تمہارے لئے حفاظت اور نجات کا باعث نہیں بن سکتے، تو لوگ خفا ہوں گے، حضرت جبرائیل نے پھر آ کر تشفی دی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو نہیں چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے گا۔ غرض کچھ اس طرح کی تفصیلیں ہمیں سیرت کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے باہر پہاڑی کے دامن میں یا پہاڑی کے کسی بلند حصے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں جیسے کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں فلاں قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں۔ جو لوگ اس قبیلے کے نہیں تھے وہ چلے گئے پھر اس کی ایک شاخ کا ذکر کیا کہ میں صرف ان سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ غرض بجائے سارے شہر کے لوگوں خطاب کرنے کے اس کے ایک محدود حصے کو اس دن آپ ﷺ نے مخاطب کیا۔ خطاب کا انداز اس طرح تھا کہ اے بھائیو! اگر میں تم سے بیان کروں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دوسری طرف ایک دشمن کی فوج آئی ہوئی ہے اور وہ تم پر حملہ کرنے والی ہے تو کیا تم میری بات پر اعتماد کرو گے؟ ان کا جواب تھا کہ ہم نے تمہیں آج تک جھوٹ بولتے نہیں پایا۔ اگر تم سنجیدگی سے کہتے ہو کہ واقعی کوئی دشمن اس طرف آیا ہوا ہے اور پڑاؤ ڈالے پڑا ہے تو ہم تمہاری بات پر یقین کریں گے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ تم کو اس انسانی لشکر سے بھی بڑے ایک دوسرے لشکر سے ڈراتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کا قہر اور عذاب ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو ایک نہ مانو گے اور بتوں کی پرستش نہیں چھوڑو گے تو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ میں ڈال دے گا۔ اس دن اور لوگوں کے علاوہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب بھی وہاں موجود تھا۔ ابولہب نے جل کر کہا، کیا اس فضول بات کے لئے تم نے ہمارا وقت ضائع کیا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور دوسرے لوگ بھی آہستہ آہستہ وہاں سے چلے گئے۔ (۸)

ڈاکٹر حمید اللہؒ لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید دشمنوں میں سے ایک ابولہب تھا جو ساتھ ہی دوھیالی رشتے سے آپ ﷺ کا چچا بھی تھا، عرب کے معاشرتی دستور کا تقاضا یہ تھا کہ آدمی کو اپنی قبیلے والوں کی موافقت ہر معاملے میں کرنی چاہیے، اچھائی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں بھی اور برائی میں بھی اور اپنے کسی رشتے دار نے چاہے بے انصافی یا ظلم ہی کیا ہو، مگر اس کا ساتھ دینا چاہئے، علاوہ ازیں تبلیغ شروع کرنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اخلاق کی وجہ سے ایک خاص امتیاز حاصل ہو چکا تھا، مثلاً سب کے ساتھ مہربانی کا سلوک، بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت، محتاجوں پر عنایت۔

مگر اس کے باوجود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کو تبلیغ شروع کرنے سے پہلے اپنے کام کی ابتداء اس حکم خداوندی کی تعمیل سے کی۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ (۱۰)

اپنے قبیلے اور نزدیک والوں کو ڈراؤ۔

اور اس مقصد کے لئے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا تو صرف ایک شخص تھا جو مخالفت کے لئے اٹھا، اور ایک لحہ کے توقف کئے بغیر اچھل کر کھڑا ہو گیا، اور یہ ابولہب تھا۔(۱۱)

اس کی مخالفت میں ذرا کمی نہیں آئی، بلکہ اس کے مرنے تک روز بروز بڑھتی ہی گئی، ایسا کیوں ہوا، حالانکہ ہمیں ایسی حکایتیں بھی ملتی ہیں جن سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ابولہب فیاض، فراخ دل اور ملنسار آدمی تھا۔ (۱۲)

ہم نے علم نفسیات کو سیرت نگاری کا اصول قرار دیا ہے۔ ہمارے سوال کے لئے مندرجہ ذیل قصہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بلاذری نے لکھا ہے:

> ایک دن ابولہب اور ابوطالب میں جھگڑا ہو گیا، ابولہب نے ابوطالب کو زمین پر گرا دیا، اور سینہ پر چڑھ کر طمانچے مارنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا تو آپ ﷺ سے ضبط نہ ہو سکا۔ آپ ﷺ نے ابولہب کا بازو اوپر سے پکڑ کے اسے زمین پر گرا دیا۔ اب یہ ہوا کہ ابوطالب نے اس کی سینے پر چڑھ کے طمانچے لگانے شروع کئے، اس پر ابولہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا:
>
> یہ بھی تیرا چچا ہے اور میں بھی تیرا چچا ہوں، پھر تو نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ خدا کی قسم میرے دل میں تیرے لئے کوئی جگہ نہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہی۔(۱۳)اس سے ابوجہل کے دل میں نفرت کا آغاز ہوا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہمارے زمانے کا فرعون کہا کرتے تھے۔(۱۳)
ابوجہل کا لقب پہلے تو ابوالحکم یعنی ''حکمت کا باپ'' تھا بعد میں ابوجہل یعنی ''جہالت کا باپ'' ہوگیا۔ مکہ کی انتظامی مجلس کی کاروائی میں صرف انہیں لوگوں کو حصہ لینے کا حق ملتا تھا جن کی عمر چالیس سال یا اس سے زیادہ ہو۔ ابوجہل کو ''رائے کی پختگی اور عقلمندی'' کی وجہ سے تیس سال کی عمر میں ہی رکنیت مل گئی تھی۔ ابوجہل سخاوت میں بہت مشہور تھا۔ اور زائرین کی دعوت کرتا تھا۔ سکم قبیلہ کے ایک شخص نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تیرا پیٹ کبھی نہ بھرے! مسند پر جو شخص بیٹھا تھا اس نے یہ سن کر اپنا سر اٹھایا اور کہا نہیں، جب تک سیر نہ ہو کوئی نہ اٹھے، آخر یہ کھانا اسی لئے تو رکھا ہے کہ لوگ کھائیں، اب میں نے دیکھا کہ یہ شخص بھینگا ہے۔ ہم دوسرے دروازے سے باہر چلے گئے، اور وہاں میں نے دیکھا کہ اور اونٹ ذبح ہو رہے ہیں۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ اونٹ بھی اسی عام دعوت کے لئے کاٹے جا رہے ہیں، اور مکان کے مالک کا نام ابن ہشام ابوالحکم ہے۔(ابوجہل)
اس شخص یعنی ابوجہل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مصالحت نہ ہو سکی۔ اس تضاد کو سمجھنے میں شاید ان کی دو حکایتوں سے کافی مدد ملے گی۔
ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت سعدؓ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ قبیلہ زبید کا ایک یمنی کعبہ شریف کے سامنے آ کر بلند آواز سے فریاد کرنے لگا۔ ''قریش سے کہا تم کیسے توقع رکھتے ہو کہ کھانے پینے کا سامان اور حصہ کا تمہارے یہاں آئے گا؟ تم لوگ تو سامان لانے والے پر ظلم کرتے ہو۔'' کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی مختلف گروہوں کے پاس سے ہوتا ہوا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: ''تیرے اوپر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس یمنی نے جواب دیا: ''ابوالحکم نے وہ تین اونٹ لینا چاہتا تھا۔ اور میرے پاس جتنے اونٹ ہیں ان میں یہ بہترین ہیں۔ میں انہیں خسارے کے ساتھ بیچنے پر تیار نہیں ہوا۔ اب اس کا لحاظ کرتے ہوئے کوئی انہیں خریدتا ہی نہیں، اس نے میرا کاروبار ایسا خراب کیا ہے کہ سنبھلتا ہی نہیں۔ اس طرح اس نے مجھے بڑا نقصان پہنچایا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اونٹ کہاں ہیں؟

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یمنی نے جواب دیا کہ: الحزورہ کے پاس ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اونٹ خرید لئے اور دو اونٹوں کو اتنے داموں میں بیچ دیا جتنے یمنی نے تینوں کے مانگے تھے۔ پھر آپ نے تیسرا اونٹ بھی بیچ دیا اور اس کی پوری قیمت عبدالمطلب کے خاندان کی بیواؤں کے لئے عطا فرما دی۔ ابوجہل بھی بازار کے ایک کونے میں کھڑا تھا، مگر وہ بالکل خاموش رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بڑھے اور فرمایا: ''عمرو خبردار جو آئندہ کسی کے ساتھ ایسی حرکت کی جیسی اس بدو کے ساتھ کی ہے۔ ورنہ مجھے تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرنا پڑے گا جو تمہیں پسند نہیں آئے گا۔'' ابوجہل جواب میں یہ فقرہ بار بار دھراتا رہا۔ ''محمد ﷺ میں ایسی حرکت پھر کبھی نہیں کروں گا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تو امیہ ابن خلف اور دوسرے مشرکین جو وہاں موجود تھے ابوجہل کے پاس آئے اور کہنے لگے۔'' تم نے محمد ﷺ کے سامنے ایسی عاجزی دکھائی کہ معلوم ہوتا تھا تم بھی انہی کا دین دینا اختیار کرنے والے ہو۔'' اس نے جواب دیا۔ ''میں تو اس کی پیروی ہرگز نہیں کروں گا۔ لیکن اس وقت تو میں اس کا جادو دیکھ کر دب گیا۔ اس کے دائیں بائیں چند لوگ تھے جن کے ہاتھ میں نیزے تھے اور وہ اپنے نیزے ہلا ہلا کر مجھے دھمکا رہے تھے، اگر میں اس کی بات نہ مانتا تو بس میرا کام تمام تھا۔ (۱۵)

اک نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا   نہ ہو نگاہ میں میں شوخی تو دل بری کیا ہے

۲۔ روایت ہے کہ عراشہ قبیلے کا ایک آدمی اپنے اونٹ لے کر مکہ آیا، ابوجہل نے اونٹ خرید لئے مگر پیسے دینے میں دیری کی۔ یہ شخص قریش کی چوپال (نادی) میں پہنچا اور کہنے لگا:

> ''قریش کے لوگو! میں غریب الوطن اور مسافر ہوں ابوالحکم نے مجھ سے اونٹ خریدے ہیں، لیکن پیسے دینے میں دیر لگا رہا ہے اور خوانخواہ میرا راستہ کھوٹا کر رہا ہے۔ اس سے مجھے بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ تم لوگوں میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو میرے ساتھ اس کے پاس چلے اور میرے جو دام اس پر واجب ہیں وہ اس سے دلوا دے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے صحن کے ایک کونے میں تشریف فرما

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ لوگوں نے بطور تمسخر اُس تاجر سے کہا:

"وہاں جو آدمی بیٹھا ہے اسے دیکھتے ہو؟ اس کے پاس جاؤ، تمہارے جو دام واجب ہیں انہیں بس یہی شخص وصول کرا کے دے سکتا ہے"

تاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

اے محمد ﷺ، میں غریب الوطن مسافر ہوں۔" پھر اپنا پورا قصہ سنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اس کے ساتھ ابوجہل کے گھر تشریف لے گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے اندر سے پوچھا "کون ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں ہوں محمد ﷺ ابن عبداللہ ذرا باہر آؤ"

وہ دروازہ کھول کے باہر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

"اس شخص کے تم پر جو دام واجب ہیں وہ ادا کردو۔

اس نے کہا: "اچھا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تک تم اسے دام نہیں دو گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

ابوجہل گھر میں گیا، اور جتنے پیسے واجب تھے وہ لا کر اس شخص کو دیدیے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ تاجر پھر قریش کی چوپال میں آیا اور بولا: "اللہ محمد ﷺ کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے بڑی آسانی سے میرا حق مجھے دلوا دیا" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ اس کے بعد جب ابوجہل چوپال میں پہنچا تو لوگوں نے اس سے کہا: یہ تم نے کیا کیا؟ خدا کی قسم ہم نے تو اس آدمی کو محمد ﷺ کے پاس صرف اس لئے بھیجا کہ ہم اس سے مذاق کرنا چاہتے تھے۔ ابوجہل نے جواب دیا: بس رہنے دو، خدا کی قسم، جیسے ہی اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا میرے تو حواس باختہ ہوگئے۔ میں باہر نکلا تو اس کے ساتھ ایک ایسا اونٹ تھا میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ شاید وہ مجھے چباڈالتا یہی وجہ ہے کہ میں نے دام فوراً ادا کردیئے" لوگوں نے کہا: یہ محمد ﷺ کا جادو ہے۔ (۱۶)

۳۔ اسی طرح تیسرا واقعہ ہے: ابوجہل سے کسی دوست نے انکار اسلام کا سبب معلوم کیا تو کہنے لگا: "پرانے زمانے میں جب کبھی قبیلہ بنی ہاشم نے کوئی قابل فخر کام کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو میرے قبیلہ نے بھی اس سے بڑھ کر کارنامہ دکھایا، فیاضی دکھائی، وغیرہ وغیرہ۔ اب وہ فخر کرتے ہیں ان میں خدا نے ایک نبی مبعوث کیا ہے۔ اس کا بھلا اب میرا قبیلہ کیسے جوابی پیغمبر پیدا کرسکتا ہے؟ نہیں میں کبھی نہیں مانوں گا کہ بنی ہاشم کو یہ فخر حاصل ہو۔ اس قصے سے معلوم ہوگا کہ کم ظرفیا غرور اس کی عداوت کی بنیاد تھا۔

انسانی نفسیات ایک اور مطالعہ کرتے ہیں مدینے میں دو قبیلے تھے، اوس اور خزرج، جن کی رقابت بھی شدید تھی۔ خونریز جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ ابی خزرج سے تھا۔(۱۷) اُبی واحد شخص تھا جسے دونوں قبیلے لیڈر مانتے تھے۔

اسلامی تاریخ میں ابن ابی کو ''منافقوں کے سردار'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مدینے کے کسی شخص کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سولم کو اتنی پریشانی نہیں اٹھانی پڑی جتنی اس کی طرف سے پہنچی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت معاملہ افک میں بہتان طرازی کی سب سے زیادہ ذمہ داری ابن ابی پر تھی۔ عمر بھر اس کی یہی کوشش رہی کہ مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو، کیوں؟ شاید مندرجہ ذیل واقعہ اس کا سبب ہو۔

آپ ﷺ کی مدینہ آمد سے قبل دونوں قبیلوں نے فیصلہ کیا تھا کہ ابی کو مدینے کا بادشاہ بنا دیا جائے۔ سناروں سے اس کے لئے ایک تاج بنانے کے لئے بھی کہہ دیا گیا تھا، جب مدینے والوں نے اسلام قبول کرلیا تو یہ تجویز یوں ہی رہ گئی۔(۱۸)

قبیلہ خزرج کے الجد ابن قیس کا شمار منافقوں میں کرتے ہیں۔(۱۹) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن کریم سورت ۹ آیت ۴۹، میں یہ اسی کا قول نقل ہوا ہے۔ ولا تفتنی (۲۰) مجھے اجازت دیجئے اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالے۔

اُس نے جو حرکتیں کیں ان کی وجہ سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل واقعہ نظر میں رکھے، ابن ہشام یہ قصہ سناتے ہیں۔ ہجرت سے ذرا پہلے العقبہ کی مشہور و معروف مجلس میں بہتر ۷۲/آدمیوں نے حلف اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ مدینے والوں کی بارہ جماعتیں تھیں، حضور ﷺ نے ہر ایک کے لیے، سردار مقرر فرمایا۔ قبیلہ بنوسلمہ کے بارے میں ہمارے مآخذ (ابن سعد) بتاتے ہیں کہ اس قبیلے کا نقیب یعنی سردار بشر ابن البراء ابن مارُور ہوا تھا۔ اس کی نامزدگی کا واقعہ اس طرح پیش آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا: ''آج کل تمہارا سردار کون ہے؟'' انہوں نے کہا:

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"الجد ابن قیس، حالانکہ یہ شخص لالچی بہت ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لالچ سے بڑا عیب اور کونسا ہوسکتا ہے؟ تمہارا سردار یہ گندمی رنگ کا گھنگریالے بالوں والا آدمی بشر ابن البراء ہوگا۔" (۲۱)

عیسائی راہب ابوعمیر: ایک اور دشمن کی نفسیات کا مطالعہ کریں ابوعمیر کا تعلق مدینے کے دوسرے قبیلے یعنی اوس سے تھا۔ اس کا بیٹا حنظلہ بڑی جلدی اسلام لے آیا تھا۔ وہ بالکل نوجوان تھا، اور اس نے اپنی دلہن کے ساتھ صرف ایک ہی رات گزاری تھی، اسے غسل کرنے کا وقت بھی نہیں ملا اور وہ سیدھا جاکے جنگ اُحد میں شریک ہوا اور صبح سویرے ہی شہید ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے "غسیل الملائکہ" کا خطاب عطا فرمایا: (یعنی جس شخص کو فرشتوں نے غسل دیا ہو) اس کا باپ ابوعمیر بھی دوسری جانب سے جنگ میں شریک تھا اور اہم خدمات اس کے سپرد تھیں۔ جنگ کے بعد وہ اپنے بیٹے کی لاش کے پاس گیا۔ اور بقول بلاذری کہا: "اسی لئے تو میں تجھے اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے دور رکھتا تھا، اور ایسی ہی موت سے تجھے ڈراتا تھا۔ خدا کی قسم تیرے طور طریقے کیسے شریفانہ تھے اور تو اپنے ماں باپ کے ساتھ کیسی اچھی طرح پیش آتا تھا۔ (۲۲)

اگر اچھے عادات و اطوار اچھی تربیت کا نتیجہ ہیں، اور اگر اچھی تربیت وہی والدین دے سکتے ہیں جو خود بھی اچھے اخلاق رکھتے ہوں تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ابوعمیر بھی بلند کردار کا مالک اور قابل عزت آدمی ہوگا۔ بہرحال اس میں ذہنی تجسس تو تھا ہی، حالانکہ وہ بت پرستوں کے خاندان میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن بقول بلاذری وہ اہل کتاب سے مل کر ان سے مباحثے کیا کرتا تھا، اور عیسائی راہبوں کی طرف وہ خاص طور سے مائل تھا۔ اسی لئے اس نے راہبوں سے ملنے کی خاطر کئی دفعہ شام اور فلسطین کا سفر کیا تھا۔ مذہب سے اتنے شغف کے باوجود پھر یہ کیسے ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت نہ کرسکا، اور عیسائی راہب ہونے کے باوجود اس نے تلوار اٹھائی، باقاعدہ لڑائیوں میں حصہ لیا اور مرتے دم تک مخالفت پر اڑا رہا؟ (۲۳)

ہیثم ابن عدی نے جو تاریخ لکھی تھی وہ تو اب ضائع ہوچکی ہے، لیکن اس کا ایک معنی خیز اقتباس ہمیں بلاذری کے یہاں ملتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ابوعمیر خود بھی نبوت کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ شروع فرمائی اور آپ کو کامیابی حاصل ہونے لگی تو ابوعمیر کے دل میں بڑا حسد پیدا ہوا۔(۲۴)

ابن ہشام کے یہاں بھی چند دوسری تفصیلات ملتی ہیں، جن کا تعلق اسی بات سے معلوم ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو ابوعمیر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس موقع پر مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

ابوعمیر: یہ کونسا دین ہے جو تم لے کر آئے ہو؟

رسول اللہ ﷺ: دین حنیف، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین

ابوعمیر: لیکن یہ تو میرا دین ہے۔

رسول اللہ ﷺ: نہیں ہرگز نہیں۔

ابوعمیر: ضرور ہے۔ محمد ﷺ یہ تم نے اس دین میں ایسی چیزیں شامل کی ہیں جو اس میں نہ تھیں۔

رسول اللہ ﷺ: ہرگز نہیں، بلکہ میں تو اس دین کو بغیر ملاوٹ کے خالص ترین شکل میں لے کر آیا ہوں۔

ابوعمیر: اچھا تو جو بھی جھوٹا ہو اسے اللہ پردیس میں عزیز واقارب سے دور موت نصیب کرے۔

رسول اللہ ﷺ: بالکل ٹھیک ہے، جو بھی جھوٹ بول رہا ہو اسے اللہ تعالیٰ ایسی ہی موت نصیب کرے اور ایسی موت ابوعمیر کو نصیب ہوئی۔(۲۵)

اپنی فرانسیسی تصنیف "محمد ﷺ اور دنیا کا خاتمہ" میں کانووا Casanova لکھتا ہے: کہ میں محمد ﷺ کے زمانے میں عیسائیوں کو پیغمبر کے آنے کا پورا یقین تھا۔ قبیلہ کنانہ اور سلیم کے یہاں، یمن اور مدینہ میں آخری پیغمبر کے آنے کا انتظار ہو رہا تھا۔ کعب ابن الاشرف مدینے کے قبیلہ بنونضیر کا سردار تھا۔ ابن ہشام کے بقول، ایک رات کسی نے اُسے آواز دی وہ سونے کے لئے لیٹ چکا تھا۔ اس کی بیوی نے کہا نیچے مت جانا، مجھے اس آواز میں کچھ شرارت محسوس ہوتی ہے مگر اس نے کپڑے بھی نہ پہنے، بس ایک چادر اوڑھ لی، بولا: "اگر کسی بہادر آدمی کو باہر بلایا جائے تو چاہے نیزے کا وار ہی کیوں نہ کھانا پڑے لیکن وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انکار نہیں کرسکتا۔(۲۶) یہی مصنف کہتا ہے کہ اس کا باپ قبیلہ بہنان سے تھا جو قبیلہ طے کی ایک شاخ ہے۔لیکن اس کی ماں مدینے کے نضیری قبیلے کی تھی، اس قبیلے میں یہودی بھی شامل تھے یا نہیں؟ بہرحال غیرمذہب ہونے کے باوجود وہ بنونضیر کا سردار اوران کی عدالت کا سربراہ بن گیا۔ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک تھا۔

مگر وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت نہ کرسکا۔ بلکہ بدر میں مسلمانوں کی فتح نے وہ اتنا مشتعل ہوا کہ اس نے اسلام کے دشمنوں کی بہادری اور خوبیوں کی مدح میں اشعار کہے۔ پھر وہ خاص طور پر مکہ گیا اور وہاں کے لوگوں کو انتقامی جنگ کے لئے تیار کیا آخرت اتنی نفرت اس کے دل میں کیوں پیدا ہوئی؟ ذیل واقعہ دیکھئے جو خاصا معنی خیز ہے۔

ابن ہشام ابن کثیر اور دوسرے مصنفوں کے بقول مدینے کے یہودیوں میں مختلف قبیلوں کے درمیان مساوات قائم تھی۔مگر بنوقریظہ کا کوئی آدمی بنونضیر کے آدمی سے قتل ہو جاتا تو قاتل کو خون بہا کی مقررہ مقدار کی آدھی رقم دینی پڑتی، لیکن اگر معاملہ الٹا ہوتا تو آدمی کو دگنی رقم مقتول نضیری کے رشتہ داروں کو قبیلہ کے دینی پڑتی۔(۲۷)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں اسلامی حکومت قائم کی اور یہودیوں کی مختلف جماعتیں بھی وفاقی وحدتوں کے طور پر اس میں شامل ہوگئیں، تو حضور ﷺ نے حقوق اور فرائض کے معاملے میں یہودیوں کے درمیان بھی مساوات کا اصول جاری فرمادیا۔مقاتل نے اپنی تفسیر کے ضمن میں یہ دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں قتل کا ایک مقدمہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مجرم نضیری خونبہا کی مقررہ رقم پوری ادا کرے۔اس پر نضیریوں کا سردار کعب ابن الاشرف جو اپنے قبیلے کی عدالت کا سربراہ بھی تھا، اور اس حیثیت سے کچھ وظیفہ بھی پاتا تھا، بگڑ بیٹھا اور چیخ کر بولا۔نہیں، ہم تمہارا فیصلہ قبول نہیں کرتے اور نہ آئندہ قبول کریں گے۔ہم تو اپنے پرانے رسم ورواج ہی پر چلیں گے۔" (۲۸)

مندرجہ بالا سیرت نگاری سے واضح ہوتا ہے اس عہد میں مسلم وغیر مسلم طبقہ کو سیرت کی طرف مائل کرنے کے لئے اسلوب سیرت نگاری کو جدید سائنٹیفک انداز میں لانے کی ضرورت ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیرت اور علم نفسیات پر تصانیف: کچھ کتابیں اس حوالہ سے لکھی گئی ہیں۔ جس میں محمد عثمان تجاتی کی قرآن اور علم النفس اسی طرح حدیث اور علم النفس اہمیت کی حامل ہیں، لیکن مطالعہ کی نوعیت سطحی ہے۔ محمد عبداللہ سمان کی الرسول استاذ الحیاۃ جدید اسلوب میں لکھی گئی۔

۱۔ لبیب الریاشی کی نفسیۃ الرسول العربی محمد بن عبداللّٰہ السوبر (مطبوعہ بیروت ۱۹۳۵ء) دارالریحان، (۲۹) خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ علم نفسیات پر بہت سی عربی اردو انگریزی کتابیں لکھی گئی ہیں کچھ مزید یہ ہیں۔

۲۔ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب، الاخلاق و السیر فی مداواۃ النفوس بیروت، دارالافاق الجدیدۃ ۱۹۷۸ء

۳۔ احمد محمد فارس، النماذج الانسانیۃ فی القرآن الکریم، بیروت، دارالفکرات،

۴۔ اریک فروم، النماذج الانسانیۃ فی القرآن الکریم، بیروت، دارالفکرات،

۵۔ اسامہ محمد الراضی، الاسلام و امراض العصر ندوۃ علم النفس والا سلام، کلیہ التربیۃ بجامعۃ الریاض (مطبوع علیٰ الالتۃ الکاتبۃ) المجلد الاول ۱۹۷۸ء

۶۔ جمال ماضی ابوالعزائم، القرآن و علم النفس، ندوۃ علم النفس والا سلام کلیۃ التربیۃ بجامعۃ ریاض، جلد اوّل ۱۹۷۸ء

۷۔ حسن محمد الشرقاوی، نحوعلمہ نفس اسلامی الاسکندریہ، الھتینہ المعصریۃ العامۃ الکتاب (ت)

۸۔ سیگمنڈ فرائڈ، معالم التحلیل النفسانی، ترجمہ محمد عثمان نجاتی، ط ۴، قاھرہ دارالنھضۃ العربیۃ ۱۹۶۶ء

۹۔ عبدالوھاب حمودہ، القرآن و علم النفس، قاھرہ، دارالقلم ۱۹۶۲ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ فخرالدین محمد بن عمرالرازی، کتاب النفس والروح و شرح قواھما، تحقیق محمد صغیر حسن المعرمی، من منشورات معهد الابحث الاسلامیه کراچی)

۱۱۔ فواد البھی السید، الاسه النفسیة للنمو، ط۔۴ القاھرہ، دارلفکر العربی ۱۹۷۵ء

۱۲۔ محمد قطب، دراسات فی النفس الانسانیة، بیروت، دارالشروق، ۱۹۷۹ء

۱۳۔ محمد عثمان نجاتی، ادراک الحسی عندابن سینا، بحث فی علم النفس عندالعرب، ط۔۳، بروت دارالشروق ۱۹۸۰ء

۱۴۔ محمد عثمان نجاتی، علم النفس فی حیاتنا الیومیه، ط ۔ ۱۱، کویت دارالقلم ۱۹۸۴ء

۱۵۔ محمد عثمان نجاتی، الحدیث النبوی وعلم النفس، بیروت، دارالشرق ۱۹۸۹

تمت بالخیر

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سترھویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورۂ بقرہ/۱۲۹، اور ۱۵۱، سورۂ آل عمران/۱۶۴، سورۂ الجمعہ/۲،
۲۔ سورۂ جمعہ/۲
۳۔ سورۂ النساء/۵۴
۴۔ سورۂ بقرہ/۲۵۱
۵۔ سورۂ لقمان/۱۲
۶۔ سورۂ بقرہ/۲۶۹
۷۔ سورۂ جمعہ/۲
۸۔ مضمون ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ماہنامہ ساحل کراچی دسمبر ۱۹۹۰ء ج/۱۱ ش/۱۲، ص/۸۴۔۸۵
۹۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد۔ دشمنان رسول خدا کی نفسیات ص/۱۰۔۱۷، ماہنامہ البلاغ کراچی دسمبر ۱۹۶۸ء
۱۰۔ سورۂ ۲۶/۲۱۴
۱۱۔ بلاذری الانساب ج/۱ ص/۱۱۸
۱۲۔ ابن حبیب المحبر ص/۱۳۷، اور دیوان حسان بن ثابت، نظم ۳۹ ذیلی حاشیہ ص/۵۱
۱۳۔ بلاذری، الانساب ج/۱ ص/۱۳۰۔۱۳۱
۱۴۔ ایضاً
۱۵۔ ایضاً
۱۶۔ ابن ہشام سیرت النبی ص/۲۵۷ اور بلاذری کی الانساب ج/۱ ص/۱۲۸
۱۷۔ ابن ہشام سیرت النبی ص/۲۱۱
۱۸۔ صحیح بخاری حصہ تفسیر ۶۳/۸، سیرت بن ہشام ص/۴۳، سہیلی روض الانف ج/۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ص/۵۱
۱۹۔ ابن حبیب، المحبر ص/۴۶۹ اور سیرت ابن ہشام ص/۸۹۴
۲۰۔ سورۂ اعراف/۴۹
۲۱۔ سیرت ابن ہشام ص/۳۰۹، بلاذری ج/۱ص/۳۴۶
۲۲۔ بلاذری الانساب ج/۱ص/۳۲۹
۲۳۔ ایضاً ص/۲۸۰
۲۴۔ بلاذری الانساب ج/۱ص/۲۸۲
۲۵۔ ابن ہشام سیرت النبی ص/۳۱۱
۲۶۔ ابن ہشام سیرت النبی ص/۵۵۲ اور ۳۵۱
۲۷۔ ابن ہشام سیرت النبی ص/۲۹۶ تفسیر ابن کثیر ج/۲ص/۶۰
۲۸۔ تفسیر مقاتل سورۂ النساء/۴۴
۲۹۔ نقوش رسول نمبر محمد توفیق حسین سیرت نبوی پر عربوں کی نگارشات ج/۴: ص/۲۸۷، جنوری ۱۹۸۳ء ادارہ فروغ اردو لاہور۔

تمت بالخیر

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اٹھارواں اصول: کتب مذاہب مقدسہ

بلند ایسے نہ رتبے کسی نبی کے ہوئے　　　رہے نصیب کہ ہم امتی اسی کے ہوئے

اسلام دنیا کا آخری مذہب ہے لیکن اس مذہب اور مذہبی پیغمبر کا تذکرہ پچھلے تمام انبیاء نے کیا، ان پر نازل ہونے والی کتب وصحائف میں ذکر کیا گیا، آغاز اسلام میں دیگر مذاہب کے بعض علماء اپنی کتب میں ہمارے پیغمبر کی نشانیاں مطالعہ کر کے دائرہ اسلام میں شامل ہوئے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کی سچائی کی نشانیاں صرف کتب سماویہ ہی میں نہیں بلکہ بعض مذاہب کی کتب مقدسہ مثلاً گروگرنتھ وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔ سیرت نگار مستشرقین و مخالفین کے خلاف بطور الزام یا اسلام کی تائید کے لئے ان کتب سے استفادہ کر کے اسلام اور سیرت کو بہتر و مدلل انداز میں پیش کرسکتا ہے۔

سیرت طیبہ اور کتب مذاہب مقدسہ: قرآن کریم نے دیگر انبیاء اور ان کی کتب سے استفادہ کی ترغیب دی ہے۔ ممانعت نہیں کی، جیسا کہ میں آٹھویں اصول میں قصص الانبیاء کے ذیل میں لکھ چکا ہوں، یہی وجہ ہے بعض افراد کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے وہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں ان کتب سے استفادہ کرتے تھے۔ مثلاً سرگین عبداللہ بن سلام جو یہودی عالم تھے اپنی کتاب میں موجود ہمارے پیغمبر کی علامات نبوت کا مطالعہ کر کے مسلمان ہوئے تھے۔ ان سے انبیاء سابقین کی روایات کتب سیر و مغازی میں موجود ہیں۔ اللہ کے ایک پیغمبر دانیال سے منسوب کتاب (مرویات عن اسفار دانیال) اسلام لانے کے بعد بھی ان کے پاس موجود تھیں، جنہیں انہوں نے حضرت عثمانؓ کے سامنے بھی پیش کیا تھا(۱) اسی طرح کعب احبار یہودی عالم تھے آپ سے آدم وحواء کے حوالہ سے قدیم روایات منقول ہیں۔ حدیث ذی الکفل منقول ہے۔ وفاۃ موسیٰ پر یہ آپ کی کتاب ہے۔(۲)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہب بن منبہ تابعی ہیں قصص عالم وانبیاء کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کے عالم تھے۔ کتاب الملوک اور قصص انبیاء آپ کی یادگاریں ہیں۔(۳) اسی طرح کتاب زبور داؤد (المعروف کتاب المزامیر) کا آپ نے ترجمہ کیا تھا۔ جو کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب ہے۔(۴) خود آپ ﷺ نے ایک دفعہ توریت کی عبارت پیش کر کے یہودیوں کو قائل کرنے کی کوشش کی اور عبداللہ بن سلامؓ نے اس کی تائید کی ہمیں اپنے اس موقف پر قرآن کریم سے بھی تائید ملتی ہے۔ قرآن کریم نے اہل کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ لوگ اپنی کتب میں موجود آپ ﷺ کی علامات کا مطالعہ کر کے اور آپ کی سیرت کو دیکھ کر اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آپ سچے نبی ہیں۔

یعرفونه کما یعرفون ابنائهم۔ (۵)

آپ کے سچے نبی ہونے کو یہ اتنی اچھی طرح پہچانتے ہیں جتنی اچھی طرح اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں۔

یعنی ایمان نہ لانے کی وجہ عدم علم نہیں بلکہ کتمان حق ہے۔

سورۂ انعام میں بھی یہی بات کرنے کے ساتھ منکرین کو خسارہ کی خبر دی ہے۔(۶) اور جن لوگوں نے مطالعہ کتب مقدسہ کی بنیاد پر اسلام قبول کیا ان کی تعریف کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل یأ مرهم بالمعروف وینها هم عن المنکر (۷)

ان لوگوں نے آپ ﷺ کی سچی نبوت کی نشانیاں اپنی کتب مقدسہ توریت وانجیل میں مطالعہ کی ہیں ایسی کتاب جو اچھائی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی ہے۔

جب قرآن کریم ان کتب مقدسہ کے مطالعہ واستفادہ کو عیب نہیں سمجھتا تو بھلا ان کتب سے استفادہ کیوں نہ کیا جائے۔ سورۂ الصف کے مطابق خود حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں قرآن کریم بتاتا ہے کہ انہوں نے بھی اپنی نبوت کی تصدیق کے لئے اپنے سے پچھلی کتب مقدسہ سے استفادہ کیا تھا۔(۸) لہٰذا عہد حاضر کے سیرت نگار کو ان کتب مقدسہ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الزامی نقطہ نظر یا تائیدی نقطہ نظر سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ البتہ ان کتب میں جو باتیں اسلام سے متصادم ہیں انہیں نہیں لیا جائے گا۔

کتب مقدسہ میں سیرت طیبہ ﷺ کا مواد: کتب مقدسہ میں سیرت طیبہ کے بہت سے پہلوؤں کی طرف رہنمائی حاصل ہوتی ہے، باوجود کہ یہ کتب اصلی کتب نہیں بلکہ تحریف شدہ ہیں، پھر بھی اس میں بہت سا مواد محفوظ ہے۔ جس سے سیرت نگار استفادہ کرسکتا ہے۔ بطور نمونہ محمد قتیل صاحب کے مضمون نورانی تذکرہ سے استفادہ کرتے ہوئے کچھ پیراگراف پیش خدمت ہیں۔(۹) بہت سے سیرت نگاروں نے کتب مقدسہ سے استفادہ کرکے اپنی کتب سیرت مرتب کی ہیں۔ محمد قتیل لکھتے ہیں: آسمانی کتابیں اور صحیفے اب بھی پچاس ساٹھ کے قریب موجود ہیں۔ جن میں چار کتابیں قرآن عظیم، انجیل شریف، زبور پاک وتوریت مقدس کتاب کہلاتی ہیں۔ باقی صحیفے ان مقربین میں سب سے پہلے بھی اور سب سے پیچھے بھی تاجدار مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہاں البتہ ظہور میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ اور سب سے پیچھے محمد عربی ہیں۔ صلوٰۃ واللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

نبی کریم ﷺ کی آمد کی آسمانی بشارتیں: ان آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی تلاوت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سارے انبیاء سیدنا مسیح علیہ السلام لوکل پروفٹس (مقامی انبیاء) تھے۔ جن کا رقبہ نبوت ورسالت محدود، امت محدود، شریعت محدود وتبلیغ محدود، زمانہ محدود ومگر صرف ایک نبی یعنی سب سے آخری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنٹرل ویونیورسل نبی و رسول ہیں، یعنی حضور ﷺ کی نبوت ورسالت پوری کائنات کومحیط ہے۔ (للعلمین نذیراً) اس لئے سارے انبیائے ماقبل اپنی اپنی امت کو آپ کی تشریف آوری، آپ کے مدارج، مناقب، محامد، کمالات، مقامات وغیرہ سے مطلع کرتے رہے اور خود اپنی حیثیت، اپنے مقام، اپنے دین، اپنی شریعت وغیرہ سے بھی اطلاع دیتے اور منادی کرتے آئے۔ چنانچہ سب سے پچھلے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو ہمارے نبی کریم حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تشریف لائے وہ سارے انبیاء کی نمائندگی فرماتے ہوئے بصیغہ جمع یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم لوگوں کا علم ناقص ہے اور ہم لوگوں کی نبوت ناتمام لیکن جب کامل آ جائے گا تو ناقص جاتا رہے گا۔ (کرنتھین، ۱۳۔۹) انجیل

انجیل کی اس مقدس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تک نہ کتاب مکمل ہوئی تھی نہ شریعت، نہ دین مکمل تھا نہ نبوت، مگر خبر دی جا رہی ہے کہ میرے (مسیح) بعد ایک نبی آئے گا جو کامل ہوگا اور جب وہ آ جائے گا تو کتاب دین، شریعت، نبوت رسالت پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گی اور سارے ادیان سابقہ منسوخ اور ساری آسمانی کتابیں مرفوع ہو جائیں گی، چنانچہ جب وہ کامل و اکمل تشریف لایا تو آسمانی ندایوں آئی:

آلیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ

آسمانی کتابیں دو عہد پر منقسم ہیں۔ ۱۔کتب عہد عتیق، ۲۔کتب عہد جدید، چنانچہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری دونوں عہد کی کتابوں میں بکثرت موجود اجمال و تفصیل دونوں کے ساتھ، اور بعض موقع پر اشتباہ کے طور پر بھی حضور ﷺ کی بشارت دی گئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

اے بنی اسرائیل کے گھرانے دیکھ میں ایک قوم کو دور سے تجھ پر چڑھا لاؤں گا، خداوند فرماتا ہے وہ زبردست قوم ہے۔ وہ قدیم قوم ہے۔ وہ ایسی قوم ہے جس کی زبان تو نہیں جانتا اور ان کی بات کو تو نہیں سمجھتا، ان کے ترکش کھلی قبریں ہیں وہ بہت بہادر ہیں۔ الخ (یرمیاہ: ۵۔۵،۱۶) توریت

اس آیت میں عربوں کی طرف کھلا اشارہ ہے جن کی شجاعت و بہادری، جن کی قدامت ظاہر ہے، جن کی قوت و طاقت کا لوہا دنیا نے مان لیا ہے، جن کی زبان سے یورپ و امریکہ آج بھی ناواقف ہیں، اب چند اور بشارتیں کتب عہد عتیق سے ملاحظہ ہوں۔

آیت ذیل میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرماتا ہے:

۱۔میں ان کے (بنی اسرائیل) کے لئے ان ہی کے بھائیوں (بنو اسمٰعیل) میں سے تیرے مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منھ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرے نام سے کہے گا نہ سنے تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ (استثنا: ۱۸۔۱۷تا۱۹) توریت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ا۔اسی آیت کو انجیل شریف نے بھی بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے دہرایا ہے: وھو ھذٰ۔

چنانچہ موسیٰ نے حق فرمایا کہ تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ پر ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ کہے اس کی سننا اور یہ ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ بلکہ سموئل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے باتیں کیں، سبھوں نے اس کی خبریں دیں۔ (اعمال: ۳۔۲۲ تا ۲۴) انجیل

ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ایک نبی آئے گا جو نبی کل و نبی عالمی ہوگا مگر وہ بنی اسرائیل سے نہ ہوگا بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ اس پر ایمان لانا فرض ہوگا۔ جو اس پر ایمان نہ لائے گا وہ جہنم واصل ہوگا وہ نبی خود سے نہ بولے گا بلکہ وحی الٰہی اس کی زبان پر ہوگی، یعنی اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر بولے گا: ماینطق عن الھویٰ الخ اور سموئل سے لے کر آج تک جتنے نبی آئے ان سب نے اس نبی کی بشارت دی، چنانچہ چند بشارتیں اور ملاحظہ ہوں۔

خداوند سنیا سے آیا، سیر سے ان پر آشکار ہوا، وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔

استثنا: ۳۳۔۲، ا۔توریت: اس آیت شریف سے صاف ظاہر ہے کہ آفتاب رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جبل فاران سے طلوع فرما کر پوری کائنات کو اپنے جلووں سے منور کردے گا۔

اس نے سوار دیکھے جو دو دو آئے تھے، پہلے گھوڑوں، دوسرے گدھوں، تیسرے اونٹوں پر۔ (یسعیاہ: ۲۱۔۷)

اس آیت شریف سے بھی ظاہر ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ملک عرب سے ظاہر ہوں گے اور اونٹ سواری میں ہوگا۔ اس لئے کہ اونٹ عرب کی ملک ہے اور اونٹوں کو عرب سے ایک خاص نسبت ہے۔

دیکھ خداوند کا دن آیا ہے جب تیرا مال لوٹ کر تیرے اندر بانٹا جائے گا۔ (ذکریا: ۱۴۔۱)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت سیدنا ذکریا یحییٰ ابن ذکریا و حضرت مسیح علیہم السلام یہ تینوں ایک ہی گھر کے اور ایک ہی وقت میں تھے۔ اس لئے آیت بالا صریحاً حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کہ آپ آنحضرت کے بعد تشریف لائے اور میدان جہاد سامنے آ گیا۔

میں اسے (بیت المقدس) دوں گا، الٹ دوں گا، الٹ دوں گا، پر یوں بھی نہ رہے گا اور وہ آئے گا جس کا یہ حق ہے اور یہ میں اسے دے دونگا۔ (حزقی ایل:۲۱۔۲۷)

خدا تما سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے (سلاہ) اس کا جلال آسمان پر چھالیا گیا اور ہے زمین اسکی حمد سے معمور ہوگئی۔ (حبقوق:۳۔۳)

رب الافواج فرماتا ہے کہ میں ساری قوموں کو ہلادوں گا۔ اور ساری قوموں کا محبوب آ جائے گا اور میں اس کے گھر کو جلال سے معمور کر دوں گا۔ (حجی:۳۔۷)

دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ درست کرے گا اور خداوند جس کے تم طالب ہو نا گہاں اپنی ہیکل میں آ موجود ہوگا۔ ہاں عہد کا رسول جس کے تم منتظر ہو آئے گا۔ (ملاکی:۳۔۱)

اس آیت شریف میں عہد کے رسول سے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جن کی اطاعت کا سارے انبیاء عہد و اقرار کر چکے اور حلف وفاداری اٹھا چکے ہیں۔

(واذا خذ اللّٰہ میثاق النبیین الخ)

تم خداوند کے حضور خاموش رہو کیونکہ خداوند کا دن نزدیک ہے۔ (صفنیاہ:۱۔۷)

اسی طرح اگر بشارتوں کی طرف اشارہ کرتا چلا جاؤں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے، اب رہیں کتب عہد جدید کی بشارتیں، اس کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ انشاء اللہ انہیں موقع موقع پیش کروں گا۔ سردست اس جگہ کتب عہد جدید سے چند بشارتیں پیش کرتا ہوں خود حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام نے مختلف موقعوں پر ارشاد فرمایا ہے۔

۱۔ یسوع نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی:۵۔۲۴)

۲۔ اُن بارہ حواریوں کو یسوع نے بلا بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی ملک میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھیڑوں کے پاس اور چلتے چلتے منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آ گئی۔ (متی: ۱۔۵ تا ۷)

۳۔ اس وقت یسوع نے منادی کری اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہتِ نزدیک آ گئی، (متی: ۴۔۱۷)

۴۔ پھر یوحنا کے پکڑوائے جانے کے بعد یسوع نے گلیل میں آ کر خدا کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آ گئی۔'' توبہ کرو اور خوشخبری کو مانو''۔ (مرقس: ۱۔۱۵)

خود حضرت مسیحؑ کے پیرو مرشد حضرت یحییٰ علیہا السلام کا اعلان ملاحظہ ہو۔

۵۔ ان دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں منادی کرنے لگا کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت بہت نزدیک آ گئی ہے۔ (متی: ۳۔۱)

خود حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

۶۔ اُس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ اب جہاں کا سردار (شاہزادۂ عالم) آتا ہے۔ (یوحنا: ۱۴۔۳۰)

کتب مقدسہ میں مکہ معظّمہ کی نشاندہی: یہ تمام آیتیں جو مذکور ہوئیں اس میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بار بار خبر دی گئی ہے کہ لوکل پروفٹ شپ ختم ہوتی ہے اور عالم گیر نبوت آ رہی ہے۔ یعنی اب وہ نبی آتا ہے جو عالمین پر فرماں روائی فرمائے گا اور ان کی سلطنت حکومت، نبوت و رسالت سے عالمین میں نہ کوئی ذرہ نہ کوئی قطرہ باہر ہوگا اور اس کے ظہور کا مقام فاران ہے، یعنی مکہ معظّمہ پس وہ نبی آخر الزماں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا دارالسلطنت مکہ معظّمہ ہوگا اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد مجد حضرت اسمٰعیل اسی مکہ معظّمہ کے ریگستانوں میں اپنی اہلیہ کے ساتھ رہتے تھے جن کے بیٹے قیدار اور پر پوتے بہت تھے اور یہ اجداد حضور میں ہیں جیسا کہ خود توریت شریف میں ارشاد ہے۔

خدا اس لڑکے (اسمٰعیل) کے ساتھ تھا اور وہ بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا اور تیرا انداز بنا اور فاران کے بیابان میں رہتا تھا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے اس کے لئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیوی لی۔" (پیدائش: ۲۱۔ ۲۰ و ۲۱)

واضح ہو کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ مصر کی رہنے والی اور بادشاہ مصر رقیوں کی بیٹی تھیں، ان تمام آیتوں سے مقام کا پتہ صاف مل گیا کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فاران یعنی مکہ معظمہ سے ہوگا۔

آسمانی کتابوں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بھی موجود ہے، حضرت سلیمانؑ صحیفے غزل الغزلات میں حضور ﷺ کا نام نامی محمدیم ہے۔ عبرانی زبان میں یم "اظہار تعظیم واحترام کے لئے لگائے ہیں۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ کو عبرانی زبان میں آلوہیم، اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو "محمدیم" کہتے ہیں۔

عصبیت کا برا ہو، پادری صاحبان نے "محمدیم" کا ترجمہ کہیں عشق انگیز، کہیں تشفی بخش" لکھا ہے۔ ان کے تعصب نے اسم معرفہ کا بھی ترجمہ کر دیا۔ عبارت غزل الغزلات ملاحظہ ہو۔

میرا محبوب سرخ ہیت وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ اس کا سر خالص سونا ہے۔ خوبی میں رشک سرد ہے اس کا منہ از بس شیریں ہے، ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے، یروشلم کی بیٹیوں۔ (غزل الغزلات: ۵۔ ۱۰ تا ۱۶)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف انجیل میں احمد ہے مگر اس کا بھی ترجمہ ہو گیا۔

کتب مقدسہ میں جائے ولادت کا تعین: جائے ولادت کا تعین بھی آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ چونکہ حضرت آدم تا مسیح علیہم السلام کوئی نبی مکہ معظمہ میں پیدا ہی نہ ہوا اس لئے مکہ معظمہ کو آسمانی کتابوں نے بانجھ کہہ کے مخاطب کیا ہے مگر چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا وہیں لا کر چھوڑی گئی تھیں اور آپ ہی کی نسل میں حضرت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ہی پیدا ہوئے اس لئے آسمانی کتابیں مکہ معظمہ کو مبارک بادیاں پیش کر رہی ہیں۔

اے بانجھ تو بے اولاد تھی، نغمہ سرائی کو تو جس نے ولادت کا درد برداشت نہیں کیا، خوشی سے گا، اور زور سے چلا کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد شوہر والی کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اولاد سے زیادہ ہے۔ اپنی خیمہ گاہ کو وسیع کر دے، ہاں اپنے مسکنوں کے پردے پھیلا، دریغ نہ کر اپنی ڈوریاں لمبی اور اپنی میخیں مضبوط کر، اس لئے کہ تو داہنے اور بائیں بڑھے گی اور تیری نسل قوموں کی وارث ہوگی الخ۔ (یسعیاہ: ۵۴۔۳ تا ۴)

اس مبارک باد کو تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا کے ساتھ ملا کر پڑھے تو معنی اور بھی زیادہ واضح ہو جائیں گے۔

ناظرین یقینی آگاہ ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت دعا فرمائی تھی ۔ جو قرآن عظیم میں بھی مذکور ہے، اور توریت میں بھی، اس دعا کی قبولیت کی بشارت توریت میں یوں دی گئی ہے۔

میں نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق میں قبول کی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے بہرہ مند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ شہزادے پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا الخ۔ (پیدائش: ۱۷۔۲۰)

آیات بالا کی مبارک باد میں بیکس چھوڑی ہوئی سے حضرت ہاجرہ مراد ہیں، اور شوہر والی سے حضرت سارہ، خیمہ گاہ وسیع کر، مسکنوں کے پردے پھیلا، ڈوریاں لمبی، میخیں مضبوط کر، داہنے اور بائیں بڑھے گی۔ ان تمام باتوں کا مفہوم یہی ہے کہ لوکل پروفٹ یعنی مقامی نبوت ختم ہوگی اور آسمانی بادشاہت کا فرماں رواں آرہا ہے، جو پوری کائنات پر حکمراں ہوگا۔ (للعلمین نذیراً) اب ذرا دوسری مبارکباد ملاحظہ ہو۔

بیابان اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد گاؤں اپنی آواز بلند کریں، سلعے کے بسنے والے گیت گائیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں، وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں الخ۔ (یسعیاہ: ۴۲۔۱۱)

قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے صاحبزادے کا نام ہے جو اپنے والد ماجد کے ساتھ فاران یعنی مکہ میں رہتے تھے، توریت نے یہ بھی بشارت دی ہے کہ قیدار اور قیدار کے پوتے بنت کی اولاد میں حضرت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر مقدم کریں گے اور ایمان لائیں گی۔ آیت ملاحظہ ہو:

قیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی۔ بنابوت (بنت) کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے۔ (یسعیاہ ۶۰۔۷)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان تمام آیتوں سے جو اوپر بیان ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بڑی جاہ و جلال کے ساتھ رونق افروز ہوں گے۔ حضور کے سال ولادت کی خبر صحیفہ حضرت دانیال علیہ السلام میں موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ ایک بار حضرت دانیال علیہ السلام عالم واقعہ میں بطور مکاشفے بیت المقدس کی تباہی و بربادی، قتل وقتال دیکھ رہے تھے جو بادشاہ طرطوس اور اس کے باپ کے ہاتھ سے ۸۰ء میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ حضرت دانیال علیہ السلام کو اس مقدس شہر کے حال پر نہایت قلق وصدمہ ہوا۔ مختصراً صحیفہ دانیال میں اس طرح ہے۔

ہاں میں (دانیال) دعائیں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ وہی تھیں شخص جبرئیل نے مجھے چھوا اور کہا...... تیرے لوگوں اور تیرے مقدس شہر کے لئے ستر ہفتے مقرر کئے گئے کہ خطا کاری اور گناہ کا خاتمہ ہو جائے، بدکرداری کا کفارہ دیا جائے، ابدی راست بازی قائم ہو، رویا اور نبوت پر مہر ہو۔ (دانیال: ۹۔۲۱ تا ۲۴)

ان آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ دانیال علیہ السلام اپنے شہر کی تباہی و ہلاکت مکاشفے میں دیکھ کر رو دیے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کی معرفت انہیں خبر دی کہ آج سے ستر ہفتے کے بعد فاتح بیت المقدس پیدا ہوگا۔ جو یہاں کی بداعمالیوں اور خرابیوں کو دور کرے گا۔ راست بازی قائم کرے گا اور اسی پر وحی الٰہی اور نبوت کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا۔ واضح ہو کہ توریت و انجیل کے ہفتے سات سال کے ہوتے ہیں۔ اس لئے ستر ہفتے کے معنی ۴۹۰ سال ہوئے اور ۸۰ء کا واقعہ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۸۰+۴۹ یعنی ۵۷۰ء ہوئے اور یہی حضور ﷺ کی ولادت شریف کا سال ہے، اور حضور ہی پر وحی الٰہی کا سلسلہ بھی تمام ہو گیا اور نبوت بھی ختم ہوگئی۔

کتب مقدسہ میں حضور ﷺ کی سیادت کا اعتراف: چونکہ سارے انبیاء علیہم السلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبریں دی تھیں اور چونکہ خود مسیح علیہ السلام کے بعد کفر و شرک عام ہو گیا تھا، حتیٰ کہ بیت المقدس میں تین بت اور بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ بت رکھے گئے۔ چاند سورج، پانی پتھر، آگ، درخت، جانور وغیرہ پوجے جانے لگے۔ اس لئے لوگ بہت بے چینی سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتظار کر رہے تھے اور اس وقت کے انبیاء بڑے شدومد سے حضور ﷺ کی خبریں دینے لگے چنانچہ حضرت یحییٰ فرماتے ہیں:

تیرے بعد وہ شخص آنے والا ہے، جو مجھ سے زور آور ہے، میں اس لائق نہیں کہ جھک کر اس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں۔ (مرقس:۱۔۷)

جب لوگ منتظر تھے اور سب اپنے دل میں یوحنا (یحییٰ) کی بات سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہیں تو یوحنا نے ان سے جواب میں کہا ...... مجھ سے زور آور ہے وہ آنے والا ہے میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ (لوقا:۲۔۱۵، ۱۶)

خود حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مرید و مسترشد حضرت مسیح علیہ السلام جنہوں نے یحییٰ علیہ السلام سے پتمہ لیا تھا یوں اس نبی کی خبر دیتے ہیں۔

انجیل شریف: اُس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار (شہزادۂ عالم) آتا ہے۔ اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ (یوحنا:۱۴۔۳۰)

مجھ میں اس کا کچھ نہیں، ایک انگریزی محاورے کا لفظی ترجمہ ہے۔ جس کا بامحاورہ ترجمہ یہ ہے۔ میں اس کے پاسنگ کے قابل نہیں۔ آسمانی کتابوں نے بھی حضور ﷺ کو ''سید الانبیاء'' لکھا ہے۔ آیت ملاحظہ ہو۔

انجیل شریف: ''اور جب سردار گلہ بان ظاہر ہوگا تو تم کو جلال کا ایک سہرا ملے گا جو مرجھائے گا نہیں۔'' (۱۔پطرس۔۴)

توریت اور انجیل میں بھیڑی سے مراد امت ہے اور گلہ بان سے انبیاء سردار گلہ بان یعنی سید الانبیاء۔

قرآن عظیم و احادیث نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ''نور'' مذکور ہیں۔ اگلی آسمانی کتابوں میں بھی حضور نور ہی نور ہیں، آیت ملاحظہ ہو:

انجیل شریف: ''ایک آدمی یوحنا (حضرت یحییٰ) نام آموجود ہوا۔ جو خداوند کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ یہ گواہی کے لئے آیا تھا۔ کہ نور کی گواہی دے تا کہ اس کے وسیلے سے ایمان لادیں۔ وہ (یحییٰ) خود تو نور نہ تھا مگر نور کی گواہی دینے کو آیا تھا۔ حقیقی نور جو ہر آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا'' (یوحنا:۱۔۶ تا ۹)

یوحنا یعنی حضرت یحییٰ نبی ہیں، مگر انجیل کہتی ہے کہ وہ خود نور نہیں ہیں، بلکہ آنے

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

والے نور کی جو حقیقی نور ہے گواہی دینے کو آئے تھے۔ (انا من نور اللہ)
زبور مقدس: "اپنے نور اور اپنی سچائی کو بھیج وہی میری رہبری کریں۔" (زبور ۴۳۔۳)

زبور مقدس: "کیونکہ زندگی کا سرچشمہ تیرے پاس ہے تیرے نور کی بدولت ہم روشنی دیکھیں گے۔" (۲۶۔۹)

توریت شریف: "وہ کوہ فاراں سے جلوہ گر ہوا۔" (استثنا: ۳۔۱)

انگریزی انجیل میں "شائنڈ" Shined ہے یعنی چمکا اور یہ صرف نور ہی کے لئے کہہ سکتے ہیں۔

آسمانی کتابوں میں بھی حضور سارے عالم کے لئے نبی مذکور ہیں آیت ملاحظہ ہو۔

انجیل شریف: "اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے۔" (یوحنا: ۱۴۔۳۰)

انجیل شریف: "جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سنا اور یہ ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا امت میں سے نیست نابود کر دیا جائے گا۔" (اعمال: ۳۔۲۳و۲۴)

توریت مقدس: 'میں اپنا کلام اس کے منھ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا. (استثنا: ۱۸۔۱۸)

زبور شریف: "وہ آرہا ہے۔ وہ زمین کی عدالت کرنے کو آرہا ہے۔ وہ صداقت سے جہاں کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کرے گا۔ (زبور ۹۲۔۱۳)

زبور شریف: "اس کی بجلیوں نے جہاں کو روشن کر دیا، زمین نے دیکھا اور کانپ گئی۔ (زبور: ۹۷۔۴)

کتب مقدسہ میں ہجرت کا ذکر: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا ذکر بھی آسمانی کتابوں میں درج ہے۔ آیتیں ملاحظہ ہوں۔

زبور مقدس: "صادق خوشی منائیں۔ وہ خدا کے نزدیک شادماں ہوں۔ دیکھ وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں" صحرا کے سوار کے لئے شاہراہ تیار کرو۔ بسن کا پہاڑ خدا کا پہاڑ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسن کا پہاڑ اونچا پہاڑ ہے۔ اے اونچے پہاڑ تم اس پہاڑ بسن کا پہاڑ اونچا پہاڑ ہے، اے اونچے پہاڑو تم اس پہاڑ کو کیوں تاکتے ہو۔ جسے خدا نے اپنی سکونت کے لئے پسند کیا ہے۔ بلکہ خداوند اس میں ابتک رہے گا۔ (زبور: ۶۸۔۳ تا ۱۶)

بسن مدینہ طیبہ کا ایک پہاڑ ہے جسے باشان بھی کہتے ہیں۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ کوئی صادق اس ہجرت میں حضور ﷺ کا رفیق ہوگا۔ شب ہجرت دشمنوں کا حملہ کرنا دشمنوں کی پسپائی و ناکامی اور حضور ﷺ کا دشمنوں سے نکل جانا بھی مذکور ہے۔

زبور مقدس: ''اس سے عداوت رکھنے والے اس کے سامنے سے بھاگ جائیں، جیسے دھواں اڑ جاتا ہے۔ ویسے ہی تو ان کو اڑا دے۔ جیسے موم آگ کے سامنے پگھل جاتا ہے۔'' (زبور: ۱۔۲۱)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ پہنچنا حضور ﷺ کا استقبال، عورتیں، لڑکیاں، ان کا دف لے کر گانا خوش آمدید کہنا سب مذکور ہے، ملاحظہ ہو۔

زبور مقدس: ''اے خدا لوگوں نے تیری آمد دیکھی، مقدس میرے خدا، میرے بادشاہ کی آمد۔ گانے والے آگے آگے اور بجانے والے پیچھے پیچھے چلے، دف بجانے والی جوان لڑکیاں بیچ میں۔'' (زبور: ۶۸۔۲۴ و ۲۵)

عورتیں اور لڑکیاں جو نغمہ گا رہی تھیں، ملاحظہ ہو

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ماد اللہ داع

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ حضور ﷺ کو ہجرت کے بعد فاتح ہونے کی حیثیت سے دوبارہ مکہ معظمہ میں لاؤں گا اور وہ لوگ جو جنگ کے خوف سے مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں گے انہیں پھر لا کر مکہ میں بسایا جائے گا۔ آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔

زبور مقدس: ''خداوند نے فرمایا کہ میں ان کو بسن (جبل مدینہ) پر لاؤں گا۔ لوگوں کو سمندر کی تہہ سے نکال لاؤں گا۔'' (زبور: ۲۸۔۲۲)

چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ ۸ھ میں فاتحانہ داخل مکہ ہوئے، جس کا تین آسمانی کتابوں میں اشارہ ہے دھونڈا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۱۔ غزل الغزلات: ''میرا محبوب سرخ و سفید ہے وہ دس ہزار میں ممتاز ہے، غزل الغزلات: ۵۔۱۰ و ۱۱

۲۔ توریت: ''وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت ہے۔'' (استثنا: ۳۳۔۲)

۳۔ نامہ یہوداہ: ''ان کے بارے میں حنوک نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا یہ پیش گوئی کی تھی کہ دیکھو خداوند اپنے دس ہزار مقدسوں کے ساتھ آیا۔'' (یہوداہ کا پہلا خط: ۱۔۱۴)

ان تینوں کتابوں میں دس ہزار قدوسیوں کی خبر دی گئی ہے، چنانچہ ظاہر ہے کہ فتح مکہ میں حضور ﷺ کے ساتھ گئے ہوئے دس ہزار صحابہ کرامؓ تھے، نہ ایک کم نہ ایک زیادہ پورے دس ہزار۔

آسمانی کتابوں میں یہ بھی خبر ہے کہ فتح مکہ کے بعد سے پھر بیت المقدس میں بھی نہ بت پرستی ہوگی۔ نہ بتوں کا نام ونشان باقی رہے گا۔

انجیل مقدس: ''یسوع نے اس سے کہا کہ اے عورت میری بات کا یقین کر کہ وہ وقت آتا ہے کہ تم نہ تو اس پہاڑ پر باپ کی پرستش کروگی نہ بیت المقدس میں''۔ (یوحنا: ۴۔ ۲۱)

انجیل مقدس: ''ہمارے خداوند یسوع مسیح کے بتانے کے موافق مجھے معلوم ہے کہ میرے خیمے گرائے جانے کا وقت جلد آنے والا ہے۔'' (پطرس کا دوسرا خط: ۱۔۱۴)

کتب مقدسہ میں اعلان طہارت مریم: جب یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف متوجہ ہونے لگے بلکہ ایمان لانے لگے تو یہودیوں نے عیسائیوں پر سختی کرنی شروع کی اور آپ کی والدہ ماجدہ پر بطور طعنہ اتہام باندھنے لگے، چنانچہ ان لوگوں نے یہ بات حضرت مسیح کی خدمت اقدس میں پیش کی حضرت مسیح نے جواباً فرمایا:

انجیل شریف: ''جب وہ سچائی کی روح آئے گا...... تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ اور مجھے پاک وصاف باعظمت کردے گا۔'' (یوحنا: ۱۶۔۱۴)

اس پر یہودیوں نے بھی سختی شروع کی کہ ایسا شخص تو نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ اس

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وقت حضرت مسیح نے فرمایا:

انجیل شریف: ''جب وہ مددگار آئے گا، جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی سچائی کی روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔'' (یوحنا: ۱۵۔۲۶)

ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضور انور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی صفات وہ ہے جس سے حضرت مریم علیہا السلام کے بہتان والزام کا ازالہ ہو جائے گا۔ اور حضور ﷺ ہی کی گواہی پر رسالت مسیحی موقوف و منحصر ہوگی۔ اور حقیقۃً ایسا ہی ہوا بھی کہ قرآن عظیم نے اس پوزیشن کو صاف کر دیا اور مسکت جواب دیا۔

کتب مقدسہ میں قرآن کریم کا ذکر: آسمانی کتابوں میں ہمارے قرآن عظیم کا ذکر بڑی شان سے آیا ہے۔

۱۔ توریت مقدس: ''وہ کوہ فاراں سے جلوہ گر ہوا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اس کے داہنے ہاتھ پر اس کے لئے آتشی شریعت تھی۔ (استثنا: ۳۳۔۲)

۲۔ زبور پاک: ''خداوند کی شریعت کامل ہے۔ خداوند کے قوانین راحت ہیں...... خداوند کا حکم بے عیب ہے۔ الخ'' (زبور: ۱۹۔۷ تا ۹)

۳۔ انجیل شریف: ''اور جو تخت پر بیٹھا تھا میں نے اس کے داہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی اور اسے سات مہریں لگا کر بند کیا گیا تھا۔'' (مکاشفہ: ۱۵۔۱)

۴۔ توریت مقدس: ''میں ان بنی اسرائیل کے لئے انہیں کے بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے تیرے مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔'' (استثنا: ۱۸۔۱۸)

۵۔ زبور شریف: ''خداوند کا کلام پاک ہے اس چاندی کے مانند جو بھٹی پر تپائی گئی۔ اور سات بار صاف کی گئی ہو تو ہی اے خداوند ان کی حفاظت کرے گا۔ تو ہی ان کو اس پشت سے ہمیشہ تک بچائے رکھے گا۔ الخ'' (زبور: ۱۲۔۶ و ۷)

۶۔ زبور شریف: ''خداوند کی حمد کرو، خداوند کے حضور نیا گیت گاؤ اور

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مقدسوں کے مجمع میں اس کی مدح سرائی کرو۔" (زبور: ۱۴۹۔۱)

۷۔ یسعیاہ: "اے سمندر پر گزرنے والو اور اس میں بسنے والو، اے جزیرہ اور اس کے باشندوں خداوند کے لئے نیا گیت گاؤ زمین پر سرتا سرا سکی ستائش کرو الخ" (یسعیاہ: ۴۲۔۱۰)

ان آیتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ نبی خاتم الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت آتشیں ہوگی۔ آپ کی کتاب اللہ تعالیٰ کی زبان میں ہوگی۔ اس میں ایک لفظ بھی حضور پرنور ﷺ کا نہ ہوگا۔ جو آیت ہوگی چاندی کی طرح خالص تپائی ہوئی ہوگی۔ اس پر سات مہریں یعنی سات آیتوں والی سورۂ فاتحہ ہوگی، ہمیشہ مقدسوں کے مجمع یعنی نماز کی ہر رکعت میں قرآن عظیم کی تلاوت اسی میں شروع کی جائے گی۔ وہ کتاب مکمل اس کا دین کامل اس کے نبی کی نبوت عالمین پر محیط ہے وہ ایک نیا گیت ہے اور حمد سے شروع ہے یعنی وحی الٰہی کے لئے یہ ایک نئی زبان ہوگی (عربی)

نسخ شرائع سابقہ: اس کے علاوہ اگلی کل کتابیں نامکمل، کل نبوتیں ناتمام جو ظہور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ونزول قرآن کے بعد منسوخ ومرفوع ہیں جیسا کہ خود انجیل کا ارشاد ہے۔

انجیل شریف: "ہم لوگوں کا علم ناقص ہے اور ہم لوگوں کی نبوت ناتمام لیکن جب کامل آئے گا تو ناقص جاتا رہے گا۔" (اکرنتھین: ۱۳۔۹و۱۰)

انجیل مقدس کی اس خبر سے صاف ظاہر ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تک نبوتیں ناتمام وشریعتیں ناقص نامکمل تھیں۔ پس جب نبی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوا۔

الیوم اکملت لکم دینکم

تو دین شریعت قانون، کتاب نبوت، رسالت مکمل ہو کر، تمام کو پہنچ گئیں، اور اس وقت سارے ادیان منسوخ اور ساری کتابیں مرفوع ہوگئیں اور اب میرے رسول کی ڈیوڑھی کے سوا کہیں ٹھکانہ نہیں۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

سیرت اور کتب مقدسہ کے حوالہ سے تصانیف: اس موضوع پر ایک کتاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا اشرف علی تھانویؒ کی شہادۃ الاقوام کے نام سے ہے۔ رسالت کے سائے میں ڈاکٹر عبدالحلیم عویس مترجم ڈاکٹر مقتدیٰ حسن کی ہے۔

آخری نبی اور تورات بشیر احمد جالندھری، فارقلیط کون ہے بشیر احمد حسینی، انا جیل اور ہمارے نبی عبداللطیف ڈسکوی، محمد کی نبوت پر بائبل کی گواہی احمد دیدات، انبیاء سابقین اور بشارات سید المرسلین ابوالحسنات محمد اشرف ۔ مذاہب عالم میں تذکرہ خیر الانام ۔ میثاق النبیین دنیا کی جملہ مذہبی کتب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا عبدالحق ودیارتھی کہ انتہائی عمدہ لاجواب کتاب ہے اصل مأخذ کے حوالہ جات و پیراگرافوں کے ساتھ ان کتب میں زیادہ تر آسمانی کتب کے اقتباسات اور کچھ کتب مقدسہ کو پیش کے حوالے سے بھی مباحث ہیں، لیکن کچھ کتابیں خاص کتب مقدسہ نظر رکھ کر لکھی گئیں ہیں۔

جیسے گروگرنتھ صاحب اور اسلام ابوالامان امرتسری، سکھ مت اور توجہ حامد علی ویدک دھوم اور دین اسلام عباداللہ گیانی ۔ اگر اب بھی نہ جاگے تو؟ شمس نوید عثمانی کی ہندو کتب کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کو سچا ثابت کیا ہے۔

یہ تو وہ کتب تھیں جنھیں کتب مقدسہ کے حوالوں سے: نبی کریم ﷺ کی صداقت کے لئے الزامی حیثیت سے لکھا گیا ہے کچھ کتابیں وہ ہیں جن میں بعد کے غیر مسلموں کے اعتراضات اور نبی کریم ﷺ کو جو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے اسے جمع کیا ہے یہ مباحث مذکورہ بالا کتب میں بھی ضمناً آئے ہیں اس موضوع پر سب سے عمدہ کتاب تجلیات سیرت کے نام سے ڈاکٹر حافظ محمد ثانی صاحب کی فضلی سنز سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ستار طاہر کی ایک عالم ہے ثنا خواں آپ کا اور پروفیسر بقا شریف کی رسول اکرم مغربی اہل دانش کی نظر میں بہرزمان بہرزماں (غیر مسلموں کی نعتیہ خراج عقیدت) نور احمد میرٹھی مقام رسول اپنوں اور غیروں کی نظر میں محمد اکرم ﷺ کبوۃ کی قابل ذکر ہیں۔

کتب مذاہب مقدسہ کو الزامی ماخذ کا عنوان دینا زیادہ بہتر ہوگا اور اسی حیثیت میں سیرت نگار آج تک ان کتب کے حوالے دیتے رہے ہیں کتب مقدسہ بھی دو قسم کی ہیں، پہلی قسم ان کتب کی ہے جنھیں ہم آسمانی کتب کا عنوان دے سکتے ہیں جیسے انجیل (برناباس/متی) کلام مقدس کے نام سے بھی مقدس بائبل کے نام سے بھی اور کتاب العہد الجدید کے نام سے بھی موجود ہے اس کے علاوہ دیگر دو کتابیں توریت اور زبور ہیں۔ ان تین

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کے علاوہ دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ مثلاً ہندوؤں کی بھگوت گیتا اور گرونانک کی گرنتھ، چپ جی (منظوم کلام کا ترجمہ) وغیرہ ان تمام کتابوں میں نبی کریم ﷺ کے سچا ہونے کا اور آپ کی آمد کا تذکرہ ملتا ہے ان کتابوں میں آپ ﷺ کی صداقت کی صریح علامات موجود ہیں، جنہیں مختلف حضرات نے انتہائی محنت کے ساتھ غیر مسلموں کے خلاف الزامی حیثیت سے عربی اردو میں مرتب کی ہیں۔ عربی میں البشارات والقارنات محمد الصادقی کی محمد الرسول فی التورات والانجیل، عبداللطیف، محمد فی التوراۃ ولانجیل والقرآن، ابراہیم خلیل احمد۔ الادلۃ علی صدق النبوۃ المحمدیۃ وردالشبہات عنہا (مقالہ پی ایچ ڈی) ہدیٰ عبدالکریم مرعی کی قابل ذکر ہیں، اس کے علاوہ اسی موضوع پر اردو میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

ابوطالب کے دو اشعار میں اس طرح خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

وابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

بلوذه الهلاک من ال هاشم فهم عنده فی رحمة و فواضل

وہ سفید رنگ والے جن کے چہرے سے بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کا فریادرس اور بیوہ عورتوں کی عصمت ہے۔ آل ہاشم میں سے ہلاک ہونے والا اس کی پناہ میں ہوتا ہے آل ہاشم اس کی شفقت اور رحمت میں آجاتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اٹھارویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ سزگین محمد فواد تاریخ علوم اسلامیہ مترجم شیخ نذیر حسین پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی لاہورج/۲ص/۸۱

۲۔ ایضاً ج/۲ص/۸۲

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ سورۃ بقرہ/۲۰

۶۔ سورۃ الانعام/۲۰

۷۔ سورۃ الاعراف/۱۵

۸۔ سورۃ القصف/۶

۹۔ قتیل داناپوری، سید محمد قاسم نورانی تذکرہ آسمانی صحائف میں سیدنا محمد عربی نمبر برکاتی پبلشرز کراچی ۱۹۸۷ء ص/۶۴۹

تمت بالخیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انیسواں اصول: علم ادب جاھلیہ ہے

ابو الوالبرکات لکھتے ہیں: قدیم عرب کے تاریخی معلومات کے ذرائع باقی نہ رہے۔ صرف دو ذریعہ ہے کہ اس سے جو کچھ معلوم ہو وہ تو بلاشبہ صحیح ہے۔ لیکن اس کے سوا اور جتنے ذرائع ہیں سب مشتبہ ہیں۔ ایک قرآن کریم ہے اس سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ دویم خود جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیانات ہیں۔ ان دو کے سوا عرب جاہلیت کے اشعار اور اور زبانی رواتیوں کا درجہ ہے۔ مگر جس طرح ہندوستان کے بت پرستوں میں رامائن اور مہا بھارت کے متعلق مبالغہ آمیز بیانات اور اشعار مشہور ہیں ویسے ہی عربوں میں بھی تھے۔ اُن میں سے اُن باتوں کی صحت میں شبہ نہیں، جس کی تصدیق قرآن پاک یا احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے۔ لیکن اس کے بعد وہ باتیں بھی قابل سماعت ہو سکتی ہیں جو مختلف بیانات میں قدر مشترک کا حکم رکھتی ہوں۔ عرب کی تاریخ کا کچھ حصہ بائبل میں بھی ملتا ہے۔ مگر موجودہ بائبل تحریف شدہ ہے۔ تاہم تاریخ کی کوئی تحریر اس سے زیادہ قدیم نہیں مل سکتی۔ اور یہ یقینی ہے کہ جس قدر تحریف زبانی روایات میں یا شعراء کے کلام میں ہوئی ہے۔ اتنی ایک مذہبی کتاب میں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بائبل کی رواتیوں کو دوسرے بیانات پر یقیناً ترجیح حاصل ہوگی۔ (۱)

ادب جاہلیہ کی دو قسمیں ہیں، شعر اور نثر شعر کی اہمیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ نثر کے مقابلہ میں عرب میں شعر کا رواج زیادہ تھا، البتہ یہ ذخیرہ تحریری سرمایہ کی صورت میں بہت محدود ہے۔ اس ذخیرہ میں مدح، ھجو، تہنئہ، مرثیہ، فخر، شجاعت، تشبیب، غزل غرض جملہ انواع ادب موجود ہیں۔ (۲)

جاہلیت کی لغوی و اصطلاحی تعریف: ادب جاہلیہ کا جائزہ لینے سے پہلے یہ واضح کرنا چاہوں گا کہ "جاہلیہ" کیا ہے اور اس کا مفہوم کیا ہے تا کہ سیرت نگار استفادہ کی حدود سے آگاہ ہو چکے جہل جہالت اور جاہلیت کے لغوی معنی بیوقوفی سفاہت حماقت نادانی اور ظلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے ہیں (ناخواندگی کا مفہوم اس میں داخل نہیں ہے) مشہور عہد جاہلی کا شاعر عمرو بن کلثوم تغلبی کہتا ہے۔

الا لا یجھلن احد علینا ۔ فنجھل فوق الجھل الجاھلینا(۳)

اصطلاح میں جاہلیت کہتے ہیں:

ایسا دور جس میں کسی ملک میں کوئی شریعت، کوئی صاحب وحی نبی اور کوئی الہامی کتاب نہ ہو، درحقیقت عرب کا دور جاہلیت دو نبیوں کا "درمیانی زمانہ" یا "دور فترت" ہے یہ زمانہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانی زمانہ ہے جس میں کوئی شریعت عرب میں باقی نہ رہی تھیں۔ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کی دعوات مقامی نوعیت کی ہیں اور یہ نبی صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے، لہٰذا ان کی تعلیمات سرزمین عرب کے لئے نہ تھیں۔

عرب ثقافت وتہذیب کے میدان میں دیگر اقوام سے پیچھے نہ تھے وہ زیر نظر عہد جاہلیت میں اپنے تہذیب تنوع کے ساتھ ساتھ مذہبی تنوع کے لئے بھی ممتاز تھے۔ تمام جزیرہ نما مذاہب عالم کے حق میں ایک عالم اصغر تھا۔ جس میں دنیا کے تمام طریقہ ہائے عبادت مختلف شکلوں میں موجود تھیں۔ (۴)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے: ناصرین عبدالکریم اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں ابن تیمیہؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: لفظ "الجاھلیۃ" ایک کیفیت کا نام ہے اسی مناسبت سے "طائفتہ جاھلیہ" "عادۃ جاھلیہ" "سنۃ جاھلیۃ" اور شاعر جاہلی" کے الفاظ سے عدم علم اور عدم اتباع علم مراد ہوتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص صحیح بات کو نہیں جانتا تو اسے جاہل کہا جاتا ہے۔ بمعنی "جہل بسیط" اور اگر نہ جاننے کے باوجود جاننے کا دعویٰ ہو تو اس جہل کو "جہل مرکب" کہا جاتا ہے، اسی طرح کوئی عالم جان بوجھ کر حق کے خلاف کوئی بات کہے تو اسے بھی جاہل کہا جاتا ہے۔ (۵) جاہلیت سے وہ زمانہ مراد ہے جس میں جاہلوں کی کثرت تھی اور یہ اسلام سے پہلے کا زمانہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ جاہلیت کا زمانہ "فترت" کا زمانہ ہے، یعنی وہ زمانہ جو دو رسولوں کے درمیان تھا۔ کبھی اس کا اطلاق مطلق زمانہ کفر پر ہوتا ہے کبھی فتح (مکہ) سے پہلے کے زمانے پر اور کبھی اس زمانے پر جو ولادت نبوی ﷺ اور بعثت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درمیان ہے۔(۶)

ابن خالویہ سے (۷) مروی ہے کہ یہ لفظ ایسا نام جو بعہد اسلام وجود میں آیا اور اس سے بعثت نبوی ﷺ سے پہلے کا زمانہ مراد لیا جاتا ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیت انہی معنوں کی حامل ہے:

یظنون باللّٰہ غیر الحق ظن الجاھلیة (۹)

یہ لوگ عہد جاہلیت کے خیالات کی طرح اللہ تعالیٰ کے متعلق غلط قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔

اس کے بعد محمود شکری کہتے ہیں: نووی (۱۰) کا مسلم کی شرح میں متعدد مقامات پر حتمی طور پر یہ کہنا کہ جہاں کہیں بھی یہ الفاظ آئے اس سے یہی مراد لی جاتی ہے غور طلب ہے کیونکہ لفظ جاہلیت کا اطلاق گزشتہ زمانے پر ہوتا ہے اور مراد ماقبل اسلام کا زمانہ لیا جاتا ہے اور اس کا آخری زمانہ فتح مکہ لیا جاتا ہے۔(۱۱)

اس کی تشریح یہ ہے کہ جاہلیت کا لفظ کبھی تو حالت جاہلیت کے نام کے طور پر بولا جاتا ہے اور کتاب وسنت میں بالعموم یہی معنی مراد لئے جاتے ہیں اور کبھی ذوالحال (یعنی وہ شخص یا لوگ جو اس حالت میں ہوں) مراد لی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمانا:

انک امرؤ فیک جاھلیة

تجھ میں جاہلیت کی حالت پائی جاتی ہے۔

واضح ہو کہ زبان عربی میں ”ایام الجاہلیت“ کے معنی ایام ناخواندگی یا نوشت وخواند سے عاری دور ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اس کے لغوی اور اطلاقی معنی یہ ہیں:

الوثنیة فی بلاد العرب قبل الاسلام و تطلق الجاھلیة علی احوال العرب قبل الاسلام (۱۲)

یعنی وہ بت پرستی جو بلاد عرب میں اسلام سے قبل رائج تھی اور اس لفظ کا اطلاق اسلام سے قبل عربوں کے احوال پر کیا جاتا ہے۔

چنانچہ کلام عرب میں اس لفظ کا اطلاق حلم، شائستگی اور بردباری کے بالمقابل

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جذباتیت، تنگ ظرفی اور مشتعل مزاجی کے مفہوم میں ہوا ہے۔ ایام جاہلیت ہی کا ایک شاعر الفنو الزیانی، حرب البسوس کے موقع پر کہتا ہے:

بعض الحلم عند الجهل للذلة اذعان

یعنی حلم اور بردباری ایسے موقعے پر پیش کرنا جہاں اشتعال پرور جذبات موجزن ہوں، گویا اپنے اوپر ذلت مسلّط کرنا ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

حليم از اماالحلم كان جلالةً وَاجهل اَحْيَاناً اذا التمسواجهلي

یعنی جب تک حلم اور بردباری کو وقعت اور توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، میں حلیم اور بردبار بنا رہتا ہوں، لیکن جب کبھی میرے جذبات کو قصداً برانگیختہ کیا جاتا ہے تو پھر میں بھی مشتعل ہو جاتا ہوں۔

کلام مجید نے بھی الجاہلیۃ کا لفظ ضد، ہٹ اور جذباتیت پسندی کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

اذجعل الذين كفروافي قلوبهم الحمية حمية الجاهلية(۱۳)

یاد کرو، جب کہ کافروں نے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) اُسی درشتگی، خشونت اور تشدد مزاجی کو اپنے قلوب میں جگہ دی، جو اُن کی حمیۃ جاہلیہ کا شعار ہے۔

اس مذکورہ بالا آیت کے علاوہ کلام مجید نے من جملہ ۲۴ مقامات پر لفظ جہل مختلف اشتقاقی ترکیبوں سے استعمال کیا ہے اور کہیں بھی اس کے معنی ان پڑھ اور ناخواندہ کے نہیں نکلتے۔ (۱۴)

مندرجہ بالا تشریحات سے یہ ثابت ہوا کہ جاہلیۃ کے معنی خشونت، تنگ ظرفی، مشتعل مزاجی، حماقت و سفاہت، لاعلمی، حق ناشناسی، جذباتیت اور بت پرستی کے ایام و احوال تو ضرور ہیں، ناخواندہ، اوراَن پڑھ ہونا ہرگز نہیں۔

چنانچہ علمی اور حقیقت پسندانہ تقاضوں کے تحت یہ غیر مناسب بات ہوگی کہ بعثت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب و بعید کے زمانے کے لوگوں کے لئے اور سارے بلادِ عرب کے لئے لفظ جاہلیۃ کا غلط سہارا لے کر ہم انہیں اَن پڑھ اور نوشت و خواند سے عاری سمجھتے رہیں اور لفظ الامیون اور الجاہلون میں فرق نہ کرتے ہوئے دونوں کے معنی اَن پڑھ اور کوری ذہنیت والا سمجھتے رہیں۔ اگر الفاظ کی معنی آفرینی کا یہی وطیرہ اور مشغلہ جاری رہا تو پھر یاد رکھیں کہ اس طرح تمام اَن پڑھ خدا کے حضور توبہ کے مستحق اور تمام پڑھے لکھے توبہ کی نعمت سے محروم ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما التوبة علی اللّٰہ للذین یعملون السوٓء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب (۱۵)

خبردار کہ توبہ اللہ تعالیٰ پر ان لوگوں کے لئے ہے جو کوئی برے کام کرتا ہے حماقت سے (یعنی وفورِ جذبات سے مغلوب ہوکر) اور پھر فوراً ہی باز آ جاتا ہے (یعنی اُن کے لئے نہیں جو جان بوجھ کر عمداً اور مستقلاً ارتکاب جرم کرتا رہے)۔

یہاں یہ نکتہ بھی واضح ہوا کہ قانون سے عدم واقفیت کسی جرم کے ارتکاب کا جواز فراہم نہیں کرتا اور اس دنیا میں بیشتر جرائم کبیرہ وفورِ جذبات سے مغلوب ہوکر ہی سرزد ہوا کرتے ہیں، نہ کہ نوشت و خواند سے محروم ہونے کے سبب یہاں عدلِ الٰہی کے ایک بے نظیر آفاقی اصول کی جانب واضح اشارہ ملتا ہے۔

آخر میں لفظ جاہل کے معنی ایام جاہلیہ ہی کے ایک شاعر عبداللہ بن زبعری کے اشعار میں ملاحظہ فرمائیے جو اس نے مکہ مکرمہ پر ابرھا کی فوج کشی اور شکست کے موقع پر کہے تھے۔ اس میں اُس نے لفظ جاہلین بمعنی ناواقفین کے استعمال کیا ہے نہ کہ اَن پڑھ:

واسئد امیر الجیش عن ماتد رای ولسرف ینبی الجاھلین علیمھا

ستون الفالم یربوا ارضھم بل لم یعش بعد الایاب سقیمھا

فوج کے سپہ سالار نے کیا کچھ دیکھا، اس کی بابت اسی سے سوال کرو، ورنہ واقف حال جو ہیں وہ تو ضرور ہی ناواقف لوگوں تک اس کی خبر پہنچائیں، ساٹھ ہزار کی فوج میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر اپنے وطن

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واپس نہ جا سکا۔ اگر کوئی ایک آدھ گرتا پڑتا واپس گیا بھی تو وہ بھی زندہ نہ بچ سکا۔

ایام جاہلیہ کا مفہوم ایک عیسائی محقق کے الفاظ میں اس طرح ہے۔

This term, however has only a meaning when opposed to the age of knowledge (of God) and (Religious) civilzation, which is supposed to have begun with islam. It stresses the ignorance of a "true religion" not the absence of any religion."(16)

بہر حال اس اصطلاح کا مفہوم صرف اس تقابل ہی میں ملتا ہے جو اس معرفت (الٰہی) اور تمدن و حضارت (مذہبی) کے دور سے متعلق ہے، جس کا مفروضہ اور متعینہ آغاز اسلام سے ہوتا ہے۔ اس کا مفہوم صراحت کے ساتھ حقیقی دین کا عدم عرفان ہے، نہ کہ سرے سے ہر قسم کے مذہبی تخیل کا فقدان۔

حفظ و حافظہ کے سلسلہ میں عربوں کی بے پناہ صلاحیت اس بات کے لئے کس طرح ثبوت فراہم کرتی ہے کہ وہ من حیث القوم اَن پڑھ تھے۔ ناخواندگی اُن کو محبوب تھی اور نوشت و خواند سے انہیں پیدائشی نفرت تھی۔ بلکہ یہ تو ان کے اعلیٰ علمی ذوق کی ایک دلیل فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنی ادب نوازی میں قوت حافظہ کا شاندار مظاہرہ اس لئے کرتے تھے کہ اس میں وہ ایک شان امتیازی محسوس کرتے تھے۔ اس ترقی یافتہ دور میں بھی کوئی مقرر اگر اپنی تحریر کردہ تقریر سامعین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تو وہ گھٹیا معلوم ہوتا ہے۔ اس مقرر کے مقابلہ میں جو اپنے حافظے اور طلاقت لسانی کے ذریعہ اپنا مافی الضمیر پیش کرتا ہے۔ اُن کا یہ ذوق اتنا پختہ تھا کہ فی البدیہہ Extempore اشعار گوئی کی مثالیں جتنی کثرت سے کلام عرب کے شعرا سے متعلق کتابوں میں درج ہیں، کسی دوسری زبان کی شاعری میں نہیں ملتیں۔ اور آج بھی اسلامی دنیا میں وہ شخص محدثین کی صفت میں کمزور سمجھا جاتا ہے جو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت اپنے حافظہ سے نہ کرتا ہو، بلکہ لکھی لکھائی کتاب پڑھ کر پیش کرتا ہو۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے:

عربوں کا حافظہ فطرتاً نہایت قوی تھا۔ وہ سینکڑوں شعر کے قصیدے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زبانی یاد رکھتے تھے۔ ایک ایک محدث کئی کئی ہزار اور کئی کئی لاکھ حدیثیں زبانی یاد کرتا تھا اور یاد رکھتا تھا اور گو بعد میں لوگ اپنی یادداشت کے لئے لکھ بھی لیتے تھے۔ مگر جب تک وہ زبانی یاد نہ رکھتے، اہل علم کی نگاہوں میں اُن کی عزت نہیں ہوتی تھی اور وہ خود اپنی تحریری یادداشتوں کو عیب کی طرح چھپاتے تھے، تاکہ لوگ ایسا نہ سمجھیں کہ ان کو یہ چیزیں یاد نہیں۔(۱۷)

دیوان ''الحماسہ'' کے مولف ابوتمام حبیب بن اوس الطائی کے متعلق یہ تحقیق ہے کہ انہیں کلام عرب کے چودہ ہزار رجزیہ اشعار زبانی یاد تھے۔ اس کے علاوہ قطعات اور قصائد جو انہیں یاد تھے، اس شمار میں شامل نہیں:

انه كان يحفظ اربعة عشر الف ارجوزة للعرب غير القطعات و القصائد (۱۸)

اہل مکہ کا علم سے جاہل رہنا ویسے بھی ناممکن تھا۔ مکہ (مکرمہ) کہ معاشی فراوانی اپنے جغرافیائی محل وقوع اور ہندوستان کی جانب اہم تجارتی شاہراہ سے تعلق کی مرہون منت تھی، خلیج فارس کی بندرگاہوں اور ساتھ ہی یمن کی جانب سے شرق اوسط اور ہندوستان کی منافع بخش مصنوعات اور پیداوار کا ریلا بہہ رہا تھا اور اسی طرح شام کی جانب سے بحیرۂ روم کے ممالک سے اُن کی مصنوعات و پیداوار کی ریل پیل تھی۔ ہم مکہ (مکرمہ) کو پڑوسی حکومتوں سے مذاکرات کرتے ہوئے اپنے تجارتی قافلوں کے لئے محفوظ آمدورفت اور آزاد راہ داری حاصل کرتے ہوئے اور روم، حبشہ، فارس اور یمن کے حکمرانوں سے تجارتی معاہدات طے کرتے ہوئے پاتے ہیں۔(۱۹) اسکی تائید کونتان کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔(۲۰)

سیرت کا ادب جاہلیہ سے تعلق: آپ ﷺ نے اپنا بچپن عربوں کے رواج کے مطابق دیہات میں گزارا جہاں اصل عربی کا رواج تھا۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جو مثال استعارے محاورات استعمال ہوتے ہیں انہیں ادب جاہلیہ کے ذریعہ ہی سمجھا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی اصل عربی کو زندہ رکھنے کے لئے ادب جاہلیہ سے استفادہ کرنے کا حکم دیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ دوسرے یہ کہ اس ادب کے ذریعہ عہد نبوی ﷺ کے پس منظر، عہد نبوی کی مشکلات، عربوں کے رسم ورواج کو سمجھ کر قرآن کریم اور سیرت کو سمجھنے میں آسانی ہوتی۔

ادب جاہلیہ پر تصانیف: اس پہلو پر بہت سے مصنفوں ومؤرخوں نے قلم اٹھایا ہے لیکن کچھ مصنفین وہ ہیں جنہوں نے خصوصی طور سے ادب جاہلیہ کو موضوع بنایا ہے تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ الانبشاق۔ لمحمد أسعد طلس ۱۹۵۹ھ
۲۔ تاریخ العرب القدیم و عصر الرسول۔ لنبیه عاقل
۳۔ عصر ماقبل الإسلام۔ لمحمد مبروک نافع
۴۔ عصر النبی وبیئته قبل البعثة۔ لمحمد عزة دروذه
۵۔ العرب قبل الإسلام۔ لجرجی زیدان ۱۹۱۴ھ
۶۔ لماذا ظهر الإسلام فی جزیرة العرب۔ لأحمد موسی سالم
۷۔ محاضرات فی تاریخ العرب۔ لصالح أحمد العلی
۸۔ محمد و عصره۔ لعمر أبی النصر البیرونی
۹۔ مطلع النور، أو طوالع البعثة المحمدیة۔ لعباس محمود العقاد ۱۹۶۴ء
۱۰۔ المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام۔ للدکتور جواد علی
۱۱۔ الارج المسکی و التاریخ المکی علی عبدالقادر الطبری ۱۰۷۰ھ (۲۱)

اس کے علاوہ تاریخ ادب عربی حسن زیات کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ الادب الجاهلی طہ حسین کی، (اس کا بھی اردو ترجمہ ہو چکا ہے) تاریخ الادب العربی العصر الجاہلی ڈاکٹر شوقی ضیف کی تاریخ ادب عربی مقتدیٰ حسن کی اردو میں ہے۔
المدینة فی صدر الاسلام الحیاة الادبیة دکتور محمد عید الخطراوی کی۔ مصادر الشعر الجاهلی و قیمتها التار یخیة الدکتور ناصر الدین الأسد (مقالہ پی ایچ ڈی)۔ شرح الشعر الجاهلی الدکتور احمد جمال

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

العمری۔ ادباء العرب بطرس البنانی کی چار جلدوں میں الموجز فی الادب العربی حنا الفاخوری کی چار جلدیں الحیاة الاجتماعیة فی الشعر الجاھلی الدکتور فاطمة عبدالفتاح کا (پی ایچ ڈی مقالہ ہے)۔ بلوغ الارب شعرالحرب فی الجاھلیة عند الأوس والخزرج دکتور محمد عبد الخطراوی کی ہے۔ تاریخ الادب العربی جعفر سید باقر، نہایت الارب فی فنون الادب شھاب الدین النویری کی ۱۸/جلدوں میں ہے۔ کتاب الکامل للمبرذ چار جلدوں میں ہے۔ المدینة فی العصر الجاھلی الحیاة الادبیة اور المدفیه فی العصر الجاھلی الحیاة الا جتماعیة والسیاسیة والثقانیة دکتور محمد عید الخطرادی کی کتابیں قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں موجود مواد کے ذریعہ عہد جاہلیہ (جو کہ ۱۰۰ سالوں پر محیط ہے) کی مکمل تصویر اور ابتدائی عہد اسلامیہ کی تاریخ، تھذیب و معاشرت سامنے آجاتی ہے۔ سیرت نگاروں کے لئے ضروری ہے اس مواد کو پیش نظر رکھ کر عہد نبوی کا پس منظر واضح کرے تاکہ سیرت نبویہ ﷺ خوب نکھر کر سامنے آئے۔

تمت بالخیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انیسویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابوالبرکات، عبدالرؤف داناپوری، اصح السیر ص/۳۱
۲۔ حمادہ، ڈاکٹر فاروق، مصادر السیرۃ النبویۃ و تقویمھا دار الثقافۃ مغرب ص/۹۳
۳۔ شرح المعلقات السبع ۔ ابوعبداللہ زوزنی مصر مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۷۹، ص/۱۳۶
۴۔ نقوش سیرت، ص/۱۸۲
۵۔ التقلید والتبعیۃ واثر ھمانی کیان الامۃ الاسلامیۃ : ناصر بن عبدالکریم، الریاض جامعۃ امام محمد بن سعود
۶۔ بلوغ الارب محمود شکری آلوسی لاہور مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۲۷ء، ج/۱ص/۲۹
۷۔ ابن خالویہ: الاستاد ابوعبداللہ الحسین بن احمد الھمد انی النحوی اللغوی، کچھ عرصہ بغداد میں رہے۔ پھر حلب چلے آئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی، اور وہیں ۳۷۰ھ میں وفات پائی، سیف الدولہ کی مجلس میں ان کی متنبی سے نوک جھونک رہتی تھی۔
۸۔ عسقلانی، ابن حجر آل حجر ایک قوم ہے جو فارس کی زمین میں بلاد الجرید کے آخری حصے میں آباد ہے۔ ان کی شرح کا نام فتح الباری ہے جو تیرہ جلدوں میں مصر میں چھپ چکی ہے۔
۹۔ سورۃ آل عمران ۱۵۴
۱۰۔ شیخ السلام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی اور النواوی بھی بولتے ہیں، حافظ حدیث اور زاہد تھے، پیدائش ۶۳۱ھ اور وفات ۶۷۶ھ
۱۱۔ فتح الباری، ج/۷ص/۱۱۲ مطبعۃ الکبری المبریہ ۱۳۰۰ھ میں عبارت یوں دی ہے۔ وضابطہ آخرہ غالب فتح مکہ۔
۱۲۔ المنجد فی اللغۃ والاعلام بذیل مادہ جھل
۱۳۔ سورۃ الفتح/۲۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

۱۴۔ دیکھیے: ۶۷:۲، ۲۷۳:۲، ۱۵۴:۳، ۱۷:۳، ۵۰:۵، ۳۵:۶، ۵۴:۶، ۱۱۱:۶، ۱۳۸:۷، ۱۹۹:۷، ۲۹:۱۱، ۳۶:۱۱، ۳۳:۱۲، ۸۹:۱۲، ۱۱۹:۱۶، ۶۳:۲۵، ۵۵:۲۷، ۵۵:۲۸، ۳۳:۳۳، ۷۲:۳۳، ۶۳:۳۹، ۲۳:۳۶، ۲۶:۳۸، ۶:۳۹

۱۵۔ سورۃ النساء/۱۷

۱۶- The Arab Heritage, p.48, by Julian Oberman & Nabih Amin Faris

۱۷۔ منقول از رسول نمبر، سیارہ ڈائجسٹ/۳۹

۱۸۔ تمہید دیوان الحماسۃ محمد عبدالمنعم خفاجی، ج/۱ص/۷

۱۹۔ Lamman`s op., cit., p.13, reproduced from Mulana Abdul Majid Daryabadi`s commentary of The Holy Quran, p.634-A

۲۰۔ History of Arabia Before Muhammad by Delacyo Leary, D.D. Alliance Publishers Lahore 1989, p.179- 189

۲۰۔ المنجد، صلاح الدين ـ معجم ماالف عن رسول الله ﷺ، دار الكتاب الجديد بيروت ۱۹۸۲ء ص/۱۵،

تمت

www.KitaboSunnat.com

بیسواں اصول: مخضرمی و اسلامی ادب

سیرت نگاری کے اصولوں میں سے بیسواں اصول میں نے مخضرمی و اسلامی ادب کو قرار دیا ہے۔ یہ وہ عہد ہے جب جاہلیت کی زمین سے اسلامی ادب کا احیاء ہوتا ہے اور اس کی آبیاری میں شعراء کے ساتھ اسلام بھی اپنے اثرات ڈالتا ہے۔ نئی نئی اصطلاحات اور پرانے الفاظ و اصطلاحات کو نئے نئے معنی دیئے جاتے ہیں۔ ادب کے اس نئے چہرہ کو اسلامی ادب کہا جاتا ہے۔

مخضرمی کی لغوی و اصطلاحی تعریف: ابن قتیبہ کہتے ہیں: مجھ سے عبدالرحمان نے اصمعی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ:

> ایک جماعت نے اسلام قبول کیا، وہ اونٹوں پر سوار تھے۔ انہوں نے اپنے اونٹوں کے کان کنارے سے کاٹ دیئے (اور چونکہ ایسے اونٹ کو جس کے کان کاٹ دیا گیا ہو ''مخضرم'' کہتے ہیں) اس لئے ان تمام لوگوں کو جنہوں نے اسلام اور جاہلیت کا زمانہ پایا ''مخضرم'' کہا گیا۔ درحقیقت ایسے شخص کو ''مخضرم'' کہا جاتا ہے جس نے بڑی عمر میں اسلام کا زمانہ پایا ہو، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اسلام قبول نہ کیا ہو اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد مسلمان ہوا ہو۔''

علماء ادب کی اصطلاح میں ایسے شاعر کو ''مخضرم'' کہا گیا ہے، جس نے جاہلیت اور اسلام دونوں ہی زمانے پائے ہوں اور دونوں زمانوں میں اشعار کہے ہوں۔

ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی لکھتے ہیں: لغت میں مخضرم کے دو معنی ہیں:

۱۔ اونٹ کے کان کاٹنا،　　　۲۔ ملانا

جاہلی زمانے میں رواج تھا کہ عرب اپنے اونٹوں کے کان ایک مخصوص جگہ سے

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کاٹ دیتے تھے، لیکن جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ وہ اپنے اونٹوں کے کان اس جگہ سے نہ کاٹیں جس جگہ سے زمانہ جاہلی میں کاٹتے تھے، تاکہ ان کے اور غیر مسلموں کے اونٹوں میں فرق کیا جاسکے۔ اس طرح جاہلی زمانہ کے ''خضرمۃ'' (اونٹ کے کان کاٹنا) اور مسلمانوں کے زمانے کے ''خضرمۃ'' میں نمایاں فرق ہوگیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ بنو تمیم کے کچھ لوگوں نے ایک جگہ رات گزاری ان کے اونٹ (مسلمان) ہنکا لے گئے تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے اسلامی طریقہ سے ان کے کان کاٹے ہیں اور یہ کہ وہ لوگ مسلمان ہیں تو ان کے اونٹ ان کو واپس کر دیے گئے۔ کان کاٹنے کے اسی امتیازی طریقے کو دھیان میں رکھتے ہوئے ''ہر اس شخص کو جس نے جاہلی اور اسلامی دونوں زمانے پائے مخضرم کہتے ہیں''۔ کیونکہ اس نے دونوں قسم کے خضرمۃ پائے، یعنی اسلامی زمانہ کا خضرمۃ اور جاہلی طریقہ کا خضرمتہ اور اسی سے ''رجل مخضرم'' اس آدمی کو کہتے ہیں جس نے اپنی عمر کا آدھا حصہ جاہلی زمانہ میں اور آدھا اسلامی زمانہ میں گزارا ہو، اسی طرح شاعر ''مخضرم'' وہ شاعر جس نے جاہلی اور اسلامی دونوں زمانے پائے ہوں، جیسے لبید وغیرہ۔ جنہوں نے دونوں زمانے دیکھے۔ (۱)۔ اسی طرح رجل مخضرم اس آدمی کو بھی کہتے ہیں جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔

۲۔ ملا نا: القاموس المحیط مولفہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (۱۳۲۹۔۱۴۱۴) میں مادۃ خضرم کے تحت آیا ہے کہ ''المُخَضرَمُ'' ''ر'' پر زبر کے ساتھ وہ آدمی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو۔ (۲) وہ آدمی جس نے اپنی آدھی عمر جاہلی زمانہ میں اور آدھی اسلامی زمانہ میں گزاری ہو، یعنی دونوں زمانوں کو ملایا ہو، یا وہ آدمی جس نے یہ دونوں زمانے پائے ہوں۔ یا وہ شاعر جس نے یہ دونوں زمانے پائے ہوں، جیسے لبید، یا وہ کالا حبشی جس کا باپ سفید عرب یعنی دو رنگ اپنی ذات میں ملائے ہوں۔ سب کے لئے یہ لفظ مستعمل ہے۔

عبدالقادر البغدادی (۱۶۲۰ء۔۱۶۸۲ء) نے خزانۃ الادب ج اول (۳) میں ...... کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اہل لغت کی اصطلاح میں ''المُخَضرَمُ'' اس آدمی کو کہتے ہیں جس نے آدھی زندگی جاہلی زمانہ اور آدھی اسلامی زمانہ میں گزاری ہو، چاہے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو، یعنی دونوں زمانوں کو اپنی زندگی میں ملایا ہو، اس مفہوم کو بڑھا کر بعد

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں مخضرم ان شاعروں کو بھی کہا جانے لگا، جنھوں نے دو زمانے یعنی بنوامیہ اور بنوعباس کے زمانے دیکھے ہوں، جیسے "رؤبة العجاج ، اور حما " کہ دونوں نے آنکھ کھولی بنوامیہ کے زمانے میں اور انتقال وہا عباسی زمانے میں۔

حَضْرَمَةُ' بجائے خضرمة (ح بجاخ) کی بھی روایت ہے۔ جس کے معنی بھی ملانے کے ہیں۔ جیسے شَاعِرُ' مُخضرَم' یعنی وہ شاعر جس نے اسلامی اور جاہلی دونوں زمانے ملائے ہوں۔ ابن خلکان نے مُخضرِمَةُ' (ذ کے نیچے زیر) کی روایت کی ہے۔

غرض کہ مُخَضرَمُ' اور مُخضرِمُ' دونوں کے معنی دورنوں کو ملانے کے ہیں، اس طرح اصطلاح میں مُخضرَمُ' وہ شاعر ہے جس نے آنحضرت ﷺ کا زمانہ اور جاہلی زمانہ دونوں دیکھے ہوں چاہئے آپ سے ملا ہو یا نہ ملا ہو۔ اس قسم کے شاعر مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی۔ اس لئے عام طور سے ادبی اصطلاح میں مخضرم صرف اس شاعر کو کہتے ہیں جس نے دونوں زمانے دیکھے ہوں، اور مسلمان بھی ہوا ہو، چاہے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو، جیسے لبید بن ابی ربیعہ طبقہ مخضر مین ہیں چوں کہ عام طور سے تمام شعراء مسلمان ہیں، اس لئے ان کے یہاں زندگی کا منفی پہلو یا تصور نہیں پایا جاتا جیسا کہ جاہلی شاعری میں اکثر حالات اور شاعر کی نفسیاتی کیفیت کی وجہ سے ملتا ہے۔ بلکہ ایک نئی زندگی کا تخیل اور ایک نئے سماج کا تصور اور ایک نئے ڈھنگ اور نئے رنگ سے کارگاہ حیات میں پورے عزم اور حوصلہ کے ساتھ اپنا روں ادا کرنے کا مصمم ارادہ ملتا ہے۔ اور یہ سب دین ہے اسلام کی جس نے جاہلی زمانہ کے کھنڈرات پر ایک نئی زندگی کا قصر زرین تعمیر کیا اور یہیں سے عربی زبان وادب میں بقول بطرس البستانی قرآن کریم کے طفیل نیا اسلوب بیان اور نیا انداز تعبیر کا آغاز ہوا، جسے اسلامی ادب کہا جاتا ہے اسی لئے میں نے دونوں اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ اسلامی ادب نے اپنی اصطلاحات واسلوب کو فروغ دیا اس عہد میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے جو پہلے مستعمل نہ تھے۔ جیسے جنت، دوزخ، کفر، ایمان صلوٰۃ، زکوٰۃ اور رکوع وغیرہ، یہ سب الفاظ جاہلی زمانے میں بھی عام طور سے لوگوں کو معلوم تھے، لیکن اسلام نے ان کو جن نئے معنوں میں استعمال کیا ہے، ان میں استعمال نہیں ہوتے تھے، اسی طرح اس طبقہ کے شعر میں ایک نئی صنف سخن اسی زمانہ میں وجود میں آئی اور وہ تھی "سیاسی ہجوگوئی"۔ ہجو کی یہ قسم بہت تلخ، فحش اور تکلیف دہ تھی، جس کی مثال آنحضرت ﷺ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخالف قریشی شعراء کے کلام میں اور آنحضرت ﷺ کی مدافعت کرنے والے شعرا کے کلام میں ملتی ہے۔(۴)

عہد نبوی ﷺ کے اس معاندانہ ادب میں، ادب اسلامی، مخضرمی شعراء کا کلام، لغت، سفرنامے، نعتیہ کلام سب شامل ہیں، اس لئے کہ ان کے ذریعہ اس زمانہ کی معاشرت، آراء موافق ومخالف، نفسیات کے مطالعہ کے ذریعہ سیرت نگار صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ اس عہد کے ادب میں سب سے پہلا درجہ نعتیہ شاعری کو دوں گا اس لئے کہ نعتیہ کلام وہ صنف ہے سیرت کی جسے سیرت نگار ماخذ اور استشہاد کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں، جن شعراء نے نعتیہ کلام کہا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ ا۔ حضرت ابوطالب آپ نے اپنی ایک نظم میں نبی کریم ﷺ اور اپنے خاندان بنو ہاشم کی عمدہ خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ۹۵ اشعار پر مشتمل ابوطالب کے ایک اور قصیدہ کا ذکر ملتا ہے جس کے چند اشعار ابن ہشام نے اپنی سیرت النبی میں ذکر کیے ہیں۔(۵) ۲۔اعشٰی سبعہ معلقہ کا شاعر ہے اس نے بھی آپ ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا ہے۔(۶) اس زمانے میں چونکہ اپنے موقف کو اشعار کی شکل، میں بیان کیا جاتا تھا اور اس کے ذریعہ اپنے نسب، تاریخ، ذاتی آراء کا اظہار کیا جاتا تھا تو یہ بات یقینی ہے کہ اگر مزید تتبع کیا جائے تو اس زمانہ کی موافق ومخالف آراء کی روشنی میں عہد نبوی ﷺ مشکلات اور فروغ اسلام کے اسلوب کو سمجھا جاسکتا ہے اس عہد کے شعراء بھی دو قسم کے ہیں ایک عہد جاہلیہ کے دوسرے عہد اسلام کے جو شعراء عہد اسلام میں مسلمان ہوگئے انہیں مخضرمی شعراء کا نام دیا جاتا ہے۔(اس مناسبت سے اس بحث کا نام مخضرمی ادب رکھا جاسکتا ہے۔)

مسلمان نعت گو شعراء میں میں سرفہرست،

۱۔ حسان بن ثابتؓ ہیں۔ سیرت ابن اسحٰق میں ان کی ۸۷ نظمیں موجود ہیں۔ جس میں دشمنوں کے اعتراضات کے جوابات ہیں۔ ابوسفیان جو پہلے اسلام نہیں لائے تھے ان کی مذمت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی مدح ہے زادالمعاد میں بھی آپ کے ۷ اشعر مذکور ہیں۔(۷)

۲۔ کعب بن زہیرؓ بن ابی سلمٰی کا نعتیہ قصیدہ ''بردہ'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ابن اسحٰق نے اپنی سیرت میں ۵۱ اشعار نقل کیے ہیں۔

۳۔ عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت حسانؓ کے بعد آپ کے اشعار زیادہ ملتے ہیں، لیکن

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زیادہ اشعار کے مضامین اسلام کی مدح مشرکین کی مذمت پر مشتمل ہیں۔
۴۔ عبداللہ بن زبعریؓ یہ اسلام کے ابتدائی دور میں مشرکین کی ترجمانی کرتے اور حسان اس کا جواب دیتے تھے، بعد میں یہ مسلمان ہوگئے اور اسلام کی مدح میں شعر کہنے لگے، ان کا کفر و اسلام دونوں زمانہ میں کہا گیا کلام سیرت نگاروں کے لئے ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔(۸)
۵۔ کعب بن مالکؓ مدینہ کے پانچ مشہور شعراء میں سے تھے، مختلف غزوات کے موقعہ پر نعتیہ اشعار کہے، اور آپ ﷺ کی وفات پر ایک مرثیہ کہا آپ کے اشعار ابن ہشام نے اپنی سیرت میں نقل کیے ہیں۔
۶۔ عباس بن مرداسؓ بن خنساء شاعر تھے، فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے، آنحضرت ﷺ کی مدح میں اشعار کہے ہیں، ان کے علاوہ عامر بن سنان، ثابت بن قیس بن شماس وغیرہ کے نعتیہ کلام بھی سیرت کے ماخذ کی حیثیت سے سیرت نگاروں کے پیش نظر رہے ہیں، اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ اشعار چونکہ جلد شہرت پا جاتے ہیں جس کے سبب اس میں ردوبدل کرنا ممکن نہیں رہتا، بالخصوص عرب کے معاشرہ میں جہاں شعراء کا کلام یاد رکھنا فخر وعلمیت کی بات تھی، لہٰذا یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ شعر نثر کے مقابلہ میں زیادہ مستند کلام ہے اور اس کے توسط سے جو بات ہم تک پہنچے گی اس میں یقیناً صحت ہوگی اس لئے کہ اشعار میں قطع برید کرنا بنسبت نثر کے بہت مشکل ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بھی ہمعصر شعراء کے کلام کو سیرت کے اہم ماخذ قرار دیا ہے(۹) مخضرمی ادب کے بعد اسلامی ادب کا آغاز ہوتا ہے۔ جس کی ترغیب وتحریص کی بنیاد آپ ﷺ کی ذات ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت حسانؓ کو حکم دیا۔

یا حسان أجب عن رسول اللّٰہ (۱۰)

اے حسان اللہ کے رسول ﷺ کی جانب سے تم مشرک شعراء کا جواب شعر میں دو۔

پھر دعاء دیتے ہوئے فرمایا:

اللھم أیدہ بروح القدس

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ روح القدس کے ذریعہ حضرت حسانؓ کی مدد فرما۔(۱۱)

اسلامی ادب میں جو ہجو وجود میں آئی اس کی بنیاد عقیدہ تھا، جیسے عبداللہ بن رواحہ دشمنان اسلام کی ھجو ان کے کفر وشرک اور بے دینی کے طعنہ کے ساتھ کرتے تھے۔ لیکن اس ھجو میں جاہلیت کی طرح حسب ونسب پر طنز بھی ھجو میں شامل ہوتا تھا، جیسا کہ حضرت حسانؓ کے کلام سے واضح ہے۔ کہ آپ ﷺ نے اس ہجو کا خود حکم دیا تھا۔ حضرت حسانؓ سے فرمایا:

اهج المشركين فان جبريل معك (۱۲)

حسان مشرکین کی ھجو کرو جبریل تمہارے ساتھ ہیں، یعنی نصرت خداوندی تمہارے ساتھ ہے۔

مقریزی نے نے لکھا ہے کہ ابن سید الناس نے آپ ﷺ کے دفاع میں کہے گئے کلام کے دوسو اشعار منح الحمد کے نام سے جمع کیے تھے۔(۱۳)

سیرت کا مخضرمی و اسلامی ادب سے تعلق: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں پیدا ہوئے، وہ ادب اور فصاحت و بلاغت میں معروف تھی اور شعروں سے ان کی محبت تھی۔ جاہلیت کے المعلقات السبع بہت مشہور ہیں۔ وہ لوگ شعروں کو ہجو، فخر اور غزل میں استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے تشریف لانے پر آپ ﷺ کو شاعر کہا گیا۔ جس کا قرآن نے انکار کیا۔

قرآن مجید نے ان کے قول کو نقل کیا ہے:

ام يقولون شاعر نتربص به ريب المنون (۱۴)

کیا وہ کہتے ہیں یہ شاعر ہے، ہم منتظر ہیں اس پر گردش زمانہ کے۔

قرآن مجید نے ان کی ان باتوں کی تردید فرمائی بلکہ شاعری کی مذمت کی:

والشعراء يتبعهم الغاوون الم ترانهم في كل و اديهيمون (۱۵)

اور شاعروں کی بات پر بے راہ رولوگ چلتے ہیں۔ تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں اور یہ کہ وہ کہتے ہیں، جو نہیں کرتے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور پھر صاف تردید فرمادی۔

انہ لقول رسول کریم وما ھوبقول شاعر قلیلاً ما تؤمنون (۱٦)

یہ ایک پیغام لانے والے سردار کا کہا ہوا ہے۔ اور یہ کہا ہوا شاعر کا کلام نہیں ہے۔

بلکہ یہ ارشاد فرمایا:

وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ھو الا ذکرو قرآن مبین (۱۷)

ہم نے نبی کو شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ شاعری نبی کے شایان شان ہے یہ قرآن کریم نصیحت ہے، عقلمندوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی معاشرے کے ایک فرد تھے۔ اچھے کلام کو پسند فرماتے تھے، خواہ وہ شعر ہوں۔ بلکہ آپ کے کلام میں خود بڑا اثر تھا۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین شاعر تھے۔ حسان بن ثابتؓ، کعب بن مالکؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت کعب دشمن کو لڑائی سے ڈراتے تھے۔ حضرت حسانؓ نسب پر تبصرہ کرتے اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ دشمن کو کفر سے عار دلاتے تھے۔ (۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسانؓ کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں منبر رکھوا دیتے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر ان کفار کی ہجو کرتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا جب تک حسان رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کرتے ہیں، روح القدس ان کے ساتھ ہیں۔ (۱۹)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت حسانؓ کو مسجد نبوی ﷺ میں شعر پڑھتے ہوئے سنا تو ان سے باز پرس کی اس پر حضرت حسانؓ نے کہا "میں ان کی موجودگی میں بھی اشعار پڑھا کرتا تھا۔ جو آپ سے بہتر تھے۔" (۲۰)

مخضرمی و اسلامی ادب پر تصانیف: مخضرمی و اسلامی ادب کا بہت بڑا ذخیرہ مسلم ادب و سیرت نگاروں نے جمع کر دیا ہے۔ جامعہ محمد سعود الریاض میں ایک پی ایچ ڈی مقالہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی ''شعرالدعوۃ الاسلامیہ فی العصر الاموی'' کے عنوان سے عبدالرحمٰن رأفت باشا کی زیرنگرانی لکھا گیا ہے۔(۲۵) یہی وجہ ہے بعض ادب کی کتب بھی سیرت کے ماخذ کے لحاظ سے معروف ہیں۔ ان میں ابوعمرو عثمان بن بحرالمعروف الجاحظ (ت ۲۵۵ھ) ''البیان والتبیین'' میں احادیث کی مثالیں ہیں۔(۲۶) اسی طرح ابن قتیبہ (ت ۲۶۷ھ) کی ''الشعر والشعراء'' اور محمد بن یزید المعروف المبرد (۲۸۵ھ) کی الکامل ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات اور احادیث پر کلام جمع ہے۔(۲۷)

ان کے علاوہ ابوالفرج علی بن الحسین بن محمد القرشی المعروف ابوالفرج الاصبہانی (ت ۳۵۶ھ) کی الاغانی ہے۔ جس میں وہ بعض اوقات اسناد سے اور بعض اوقات بلا اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔(۲۸)

اسی طرح احمد بن محمد بن بعداللہ الاندلسی المعروف ابن عبدربہ (ت ۳۲۷ھ) کی کتاب ''العقد الفرید'' ہے جس میں اس نے بہت اچھی بحثیں کی ہیں۔ ان علمی ادب پاروں میں کئی مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے کئی پہلوؤں پر رشونی ڈالی گئی ہے۔(۲۹)

۱۔ ابن حجة الحموی، تقی الدین ابو بکر علی، خزانة الأدب و غاية الأدب، القاهره، بولاق، ۱۳۰۴ھ، ۲۶۷/ص

۲۔ ابن عبدربه، احمد بن محمد، ۳۲۸ھ، العقد الفريد، تحقيق احمد امين واحمد الزين وابرهيم الابياری، القاهرة، لجنة التأليف والترجمة والنشر، ۱۹۴۹م، ۷ جلدين

۳۔ ابن قتيبة، عبدالله بن مسلم، ت ۲۷۶ھ، كتاب عيون الاخبار، القاهرة، دارالكتب المصرية، ۱۹۳۰م، ۴ جلدين

۴۔ ابن قتيبة، عبدالله بن مسلم، ت ۲۷۶ھ، ادب الكاتب، تحقيق محمد محی الدين عبدالحميد، القاهرة،

۵۔ ابو عبيد، عبدالله بن عبد العزيز البكری، ت ۴۸۷ھ، التنبيه على اوهام ابی علی القالی فی اماليه القاهرة

۶۔ ابو الفرج الاصبهانی، علی بن الحسين، ت ۳۵۶ھ، كتاب الأغانی،

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

القاھرہ، الحاج محمد الساسی المغربی، ۱۳۲۳ھ، ۲۱ جلدیں

۷۔ الاصبھانی، ابوالقاسم حسین، محاضرات الادباء و محاورات الشعراء، والبلغاء، بیروت، ۴ جلدیں

۸۔ الا بشیھی، المستطرف فی کل فن مستطرف، القاھرۃ، بولاق

۹۔ البغدادی، عبدالقادر بن عمر، ت ۱۰۹۳م، خزانۃ الأدب ولب لباب لسان العرب، تحقیق عبدالسلام محمد ھارون، القاھرۃ، دار الکاتب العربی للطباعۃ والنشر، ۱۹۶۹م، ۴ جلدیں

۱۰۔ ثعلب، احمد بن یحیی، ت ۲۹۱ھ، مجالس ثعلب، تحقیق عبد السلام محمد ھارون، القاھرۃ، دارالمعارف، ۲ جلدیں

۱۱۔ الجاحظ، ابوعثمان عمرو بن بحر، ت ۲۵۵، کتاب الحیوان، تحقیق عبدالسلام محمد ھارون، الطبعۃ الثالثۃ، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۹۶۹م، ۷/ج

۱۲۔ الجاحظ، ابو عثمان عمرو بن بحر، ت ۲۵۵ھ، البیان والتبیین، تحقیق عبدالسلام محمد ھارون، القاھرۃ، دارالمعارف، ۱۹۵۰م، ۴ جلدیں

۱۳۔ الجاحظ، ابوعثمان عمرو بن بحر، ت ۲۵۵ھ، التاج فی أخلاق، الملوک، تحقیق احمد زکی باشا، القاھرۃ، المطبعۃ الامیریۃ، ۱۹۱۱م

۱۴۔ الجاحظ! ابوعثمان، عمرو بن بحر، ت ۲۵۵ھ، کتاب البخلاء، تحقیق طہ الحاجری، القاھرۃ، دارالکاتب المصری، ۱۹۴۸م، ۲۶۵/ص

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیسویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن قتیبہ، أبي محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری، مترجم محسن علی صدیقی قرطاس ادارہ تصنیف وتالیف کراچی ۱۹۹۹ء ص/۵۷۳،
۲۔ فیروز آبادی، مجد الدین یعقوب القاموس المحیط مادہ خضرم
۳۔ البغدادی، عبدالقادر بن عمر، خزانۃ الادب مادہ ''المخضرم''
۴۔ ندوی، ڈاکٹر عبد الحلیم، تاریخ ادب پرنٹ لائن پبلشرز لاہور ۱۹۹ء ص/۵۰۱۔۵۰۳
۵۔ خالد، ڈاکٹر انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ ص/۱۸۲
۶۔ ایضاً
۷۔ ایضاً
۸۔ ایضاً ص/۱۸۶
۹۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص/۲۵
۱۰۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری کتاب الصلوۃ باب الشعر فی المسجد باب/۶۸ حدیث نمبر ۴۵۳ اور کتاب بدالخلق باب/۶ حدیث نمبر ۳۲۱۲ اور کتاب الادب باب /۱۹، حدیث ۶۱۵۲،
۱۱۔ ایضاً
۱۲۔ ایضاً، کتاب المغازی باب/۳۱ حدیث/۴۱۴۲
۱۳۔ المقریزی، تقی الدین احمد، امتاع الاسماع بماللنبی تحقیق محمد عبد الحمید دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۹ء، ج/۱۰، ص/۴۲
۱۴۔ الطور/۳۰
۱۵۔ الشعراء/۲۲۴۔۲۲۶
۱۶۔ الحاقۃ/۴۱

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۱۷۔ یٰسین/۹۶
۱۸۔ سیرۃ ابن ہشام مع الروض الانف ۲، ۱۴، دارالفکر بیروت
۱۹۔ ایضاً، ۲، ۲۳۳
۲۰۔ ایضاً، ۴، ۱۵۹۔۱۶۰
۲۱۔ ایضاً ۱۶۰
۲۲۔ ابن الاثیر، اسد الغابہ، ۴، ۲۴۸
۲۳۔ الاصابۃ، ۱، ۳۲۶
۲۴۔ ایضاً
۲۵۔ حمادہ، ڈاکٹر فاروق، مصادر السیرۃ النبویۃ ص/۹۵
۲۶۔ الجاحظ، البیان والتبیین، ۱، ۲۰۳، ج/۲، ۴۴، داراحیاء التراث، العربی، البیروت
۲۷۔ المبرد، الکامل، ۱، ۱۱۵، دارصادر، بیروت ۱۹۷۰ء
۲۸۔ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۷۶ء، ۲۴ جلدیں
۲۹۔ ابن عبدربہ، العقد الفرید ۱۸ اجزاء ۴ جلد دارالفکر بیروت

تمت بالخیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکیسواں اصول: علم لغت ہے

سیرت کا لغت سے تعلق: سیرت نگار کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مادری زبان عربی اور لغت فصحاء کا علم ہو کرنا چاہیے، عہد نبوی کے لسانی اختلافات اور مستعملہ الفاظ کا بھی علم ہونا چاہیے اور ان علوم سے سیرت نگاری میں مدد لینی چاہیے تاکہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے جملوں کے پس منظر کو صحیح طور سے سمجھ سکے۔ آپ ﷺ فصیح اللسان ہیں اس فصاحت کو بغیر لغت و تحقیق کے سمجھنا مشکل ہے۔

علم لغت کا ارتقاء: جب سے عربی زبان وجود میں آئی اسی وقت سے لغت بھی وجود میں آئی عہد اسلامی میں اس پر خصوصی توجہ قرآن حدیث اور سیرت کی وجہ سے مبذول ہوئی۔

حضرت ابن عباسؓ اور ان کے شاگردوں کی تفسیروں میں تاریخی وفقہی مسائل کی وضاحتیں دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں مشکل الفاظ کی لغوی شرحیں بھی ہیں جن کا تعلق علم لغت سے ہے۔

اسی زمانے میں جاھلی شاعری سے استشہاد لانے کا بھی رواج ہوا۔ حضرت ابن عباس سے منسوب ان کے باقی ماندہ تفسیری اقوال سے قرآن میں وارد معرب الفاظ کی تشریح بھی ہمیں ملتی ہے۔ اسی طرح ان کے شاگرد مجاہد نے اپنی تفسیر میں بہت سے عربی الفاظ سریانی کے بتلائے ہیں۔ سعید بن جبیر نے لفظ ''صواع'' (سورۂ یوسف/۷۲) کی اصل فارسی بتلائی ہے۔ اسی وجہ سے خلیفہ عبدالملک بن مروان (م ۸۶ھ/ ۷۰۵ء) اتالیق ابومسلم نحویوں کو ازراہ مذاق یہ طعنہ دیا تھا کہ انہوں نے اپنے آپ کو فرنگیوں اور رومیوں کی زبانوں کے مطالعہ میں مصروف کر رکھا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کے لغوی تفسیر کا آغاز بھی حضرت ابن عباسؓ کے ان جوابات سے ہوا، جو وہ خارجیوں کے ایک سردار نافع بن الازرق کے استفسارات پر دیا کرتے تھے۔ وہ الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے قدیم شاعری سے شواہد پیش کیا کرتے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان ابیات کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض ابیات آئندہ چل کر دوسری صدی ہجری میں لغویوں کے ہاں نادر اور غریب الفاظ کی شرح کا معتبر معیار بن گئیں۔ ان عناوین پر قدیم ترین تصنیف ابان بن تغلب الشیعی (م ۱۴۱ھ/ ۷۵۸ء) کی ''الغریب'' ہے۔ سزگین کی رائے میں تفسیر ابن عباس لغوی شرح لکھنے کی اولین کوشش ہے۔ شاید یہ کہنا بھی مناسب نہ ہوگا کہ یہ تغیر مسلمانوں کے ہاں علم المفردات کے مطالعہ اور تحقیق کا اولین نتیجہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے بعد ان کے شاگردوں، مجاہدؒ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؒ، قتادہؒ اور ضحاکؒ نے ان لغوی دراسات کو مزید وسعت دی۔ ان اکابر علماء کی تفسیروں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے صرف قرآن کریم کے مشکل اور معرب الفاظ کی تشریح جاہلی شاعری کے شواہد کی مدد سے نہیں کی، بلکہ کئی دوسرے محرکات بھی تھے۔ خوارج کے سردار نافع بن الازرق نے حضرت ابن عباس سے تقریباً دو سو الفاظ کے معانی پوچھے تھے اور ان کے جواب میں انہوں نے ان الفاظ کی تشریح و تعبیر جاہلی شاعری کے شواہد کی بنیاد پر کی تھی۔(۱)

لغت پر تصانیف: اس موضوع پر ماہرین لغت نے بہت عمدہ کام کیا ہے۔ بحیثیت فن کے اس موضوع پر **فقه اللغة الدكتور علي عبدالواحد وافي** کی اور ڈاکٹر داؤد سلام کی **دراسة اللهجات العربية قديمه** اہم کتب ہیں۔ کتب لغت میں **المصحاح أبی نصر المقدسی** کی پانچ جلدیں مع تحقیق عبدالرحمٰن اور **المعجم المفصل فی شواهد اللغة العربية** (۱۴ جلدیں) اور **موسوعة أمثال العرب** (سات جلدیں) اور **المعجم المفصل فی اللغويين العرب** (دو جلدیں) **الدكتور أميل بديع يعقوب** (عیسائی) کی قابل ذکر ہیں اور **الدكتور محمد تونجي راجي** کی **المعجم المفصل فی علوم اللغة (الألسنيات)** (دو جلدیں) بہت اہم ہیں۔

المحيط فی اللغة اسماعيل بن عباد کی دس جلدوں میں **تاج العروس محمد مرتضي الحسيني الزبيدی** کی بیس جلدوں میں **المحكم والمحيط الاعظم** (سات جلدوں میں) **بن سيدة** کی **الموسوعة العربية فی الألفاظ الصدية والشذرات اللغوية** نو جلد میں محمد بن محمد السماوی الیمانی کی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لسان العرب ابن منظور کی (اٹھارہ جلدوں میں) تھذیب اللغة أبی منصور محمد بن احمد الازھری کی پندرہ جلدوں میں۔ لغات الحدیث مولانا وحید الزمان کی (اردو میں چھ جلدیں)، اسی طرح غریب الحدیث ابوعبید قاسم بن سلام الھروی کی (چار جلدوں میں) النھایة فی غریب الحدیث والا شرابن الاثیر کی پانچ جلدوں میں غریب الحدیث أبی سلیمان الحطابی السبتی کی (تین جلدوں میں) اور المجموع المغیث أبی موسیٰ أصفھانی کی انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ جن کے بغیر سیرت نگار اپنی سیرت مکمل ہی نہیں کرسکتا۔

لغات الحدیث پر تصانیف: عربی کتب لغات کا بہت بڑا ذخیرہ محفوظ ہے اور لغت کی ہر نوع پر مستقل کتابیں تیار ہوچکی ہیں، حدیث کی لغات پر بھی بے شمار کتابیں مرتب ہوچکی ہیں، یہ ہمارے خاص موضوع سیرت کے لئے بہت مفید ہیں اسی لئے میں نے لغت کو اصول سیرت میں شمار کیا ہے۔ لغات الحدیث کے حوالہ سے ابن خیر اشبلی نے تفصیلی فہرست فراہم کی ہے۔(۲) جس میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ شرح کتاب غریب الحدیث أبی عبیدہ معمر بن المثنی
۲۔ // // // أبی عبید قاسم بن سلام
۳۔ // // // لابن قتیبه
۴۔ // // // لأبی سلیمان حمد بن محمد
۵۔ // // // ومعانیه أبی محمد قاسم بن ثابت بن حزم
۶۔ // // // أبی اسحق بن اسحق العربی
۷۔ کتاب غریب الحدیث محمد عبدالسلام الخشنی

اس کے علاوہ عام لغات ولہجات پر محمد ماہر حمادہ نے تفصیلی فہرست فراہم کی ہے۔(۳) جس میں چند کا اوپر ذکر آیا ہے۔ مزید یہ ہیں:

۱۔ ابن الانباری، ابوبکر محمد بن القاسم ت۳۲۷ھ، کتاب الاضداد تحقیق محمد ابوالفضل ابراھیم الکویت، وزارة الشقافة
۲۔ ابن درید، ابوبکر محمد بن الحسین، ت ۳۲۱ھ، کتاب الجمھوة،

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فی اللغة، تحقیق کرنکو، حیدرآباد الدکن، دائرہ المعارف العثمانیة، ۱۳۵۱ھ، (۴ جلدین)
۳۔ ابن سیدہ، ابو الحسن علی بن اسماعیل، ت ۴۵۸ھ، تحقیق مصطفی السقاوحسین نصار، القاهرة، جامعة الدول العربية، ۳ جلدین
۴۔ ابن فارس، ابوالحسین احمد، ت ۳۹۵ھ، مقاییس اللغة، تحقیق عبدالسلام محمد هارون، القاهرة، داراحیاء الکتب العربیة، ۱۳۶۶ھ
۵۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، ت ۷۱۱ھ، لسان العرب، القاهرة، بولاق، ۱۲۹۹ھ، ۲۰/ جلدین
۶۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، ت ۷۱۱ھ، لسان العرب، بیروت، دارصادر، ۱۹۶۸م، ۱۵ جلدین
۷۔ ابو زید الانصاری، سعید بن اُوس، ت۲۱۵ھ، کتاب النوادر، تحقیق سعید الخوری الشرتونی، بیروت، المطبعة الکاؤلیکیة، ۱۸۹۴م
۸۔ الازهری، ابومنصور محمد بن احمد، ت ۳۷۰ھ، کتاب التهذیب، تحقیق عبدالسلام محمد هارون، القاهرة
۹۔ الجوهری، ابونصر اسماعیل بن حماد، ت ۳۹۳ھ، المختار من صحاح اللغة، تحقیق و اختیار محمد محی الدین عبد الحمید و محمد عبد اللطیف السبکی، الطبعة الخامسة القاهرة، المکتبة التجاریة الکبری،
۱۰۔ الحمیدی، نشوان بن سعید، کتاب شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم، تحقیق ک و شریستن، لیدن، بریل، ۱۹۵۱م
۱۱۔ الخفاجی، شهاب الدین احمد، کتاب شفاء الغلیل فیما فی کلام العرب من الاخیل، تحقیق محمد بدر الدین النعسانی، القاهرة، مطبعة السعادة،
۱۲۔ الخلیل بن احمد الفراهیدی، ت ۱۶۰ھ، کتاب العین، تحقیق انستاس کرملی
۱۳۔ الزبیدی، ابوبکر محمد بن الحسین، ت ۳۷۹ھ، مختصر کتاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

العين، تحقيق علال الفاسي و محمد بن تاويت الطنجي ١٩٦٣م ـ الجزء الاول
۱۴۔ الزمخشری، محمود بن عمر، ت ٥٥٣٨، اساس البلاغة، القاهرة دارالكتب المصرية، ١٣٤١ه، ٢/ج
۱۵۔ الصديق، محمد بن ابی السرور، ت ١٠٨٧ه، القول المقتضب فيما وافق لغة اهل مصر من كلام العرب، تحقيق السيد، ابراهيم سائم، القاهرة وزارة الثقافة والارشاد القومي، ١٩٦٢م
۱۶۔ الفيروز آبادی، مجد الدين محمد بن يعقوب، ت ٨١٦ه القاموس المحيط، القاهرة، بولاق، ۴/ج
۱۷۔ المرتضى الزبيدی، محمد بن محمد، ت ١٢٠٥ه، تاج العروس، من جواهر القاموس، القاهرة، المطبعة الخيرية، ١٣٠٦ه
۱۸۔ الغيومی، أحمد بن محمد بن علی المقری، ت ٧٧٠ه المصباح المنير، تحقيق مصطفى السقا، القاهرة، مصطفى البابی الحلی، ١٩٥٠م، ج/٢، مرتب القبائياً بموجب اوائل الكلمات،

میں لغت کا سیرت سے تعلق واضح کرنے کے لئے آخر میں مولانا قاری طیب صاحب کا یہ اقتباس پیش کرکے اپنی بات مکمل کرنا چاہوں گا، مولانا فرماتے ہیں:

قرآن مجید اترا تو لغت عربی میں ہے۔ لیکن ہر جگہ لغت مراد نہیں۔ بعض جگہ قران کریم نے لغت تو زبان عرب سے لیا، مگر معنی اس کے اندر اپنے ڈالے اور وہی مرادی معنی کہلاتے ہیں۔

اب دیکھئے صلوٰۃ کا لفظ ہے۔ لغت عربی میں اس کے معنی وعدہ کے ہیں۔ ایک آدمی دعا مانگ لیتا ہے تو لغت کے لحاظ سے اس نے صلوٰۃ ادا کرلی۔ یہاں باعتبار لغت رحمت بھیجنا، اور دعا مانگنا تو صحیح ہے۔ مگر اسے نماز پڑھ لینا کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ صلوٰۃ کے لفظ کی مراد یہ نہیں ہے۔ اس سے مراد کچھ خاص اعمال و افعال ہیں کہ یوں نیت باندھو، اس طرح قیام کرو، رکوع وسجود کرو، یوں قعدہ میں بیٹھو وغیرہ۔ اس مجموعہ کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔

یہاں قرآن کریم نے لفظ لغت عربی کا لیا ہے۔ مگر معنی اپنے ڈالے، کہ یہاں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صلوٰۃ سے ہماری مراد یہ ہے۔ اس مراد کی وضاحت کے بعد صرف دعا مانگنے کو نماز نہیں کہا جاسکتا، اور آدمی نماز کی ادائیگی سے بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح لغت عرب میں ''زکوٰۃ'' کے معنی پاک کر دینے کے ہیں۔ آپ ہاتھوں پر پانی ڈال کر دھوکر پاک کرلیں، زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ یہ ہزاروں روپے کی زکوٰۃ نکالنے کے معنی کہاں سے نکال لئے۔ لغت میں تو اس کا کہیں پتہ نہیں۔ یہاں بھی قرآن کریم نے زکوٰۃ کا لفظ تو لغت عرب سے لیا، مگر اس کے معنی خود متعین کئے کہ اگر تمہارے پاس اتنا مال، روپیہ پیسہ ہو، اور اس پر ایک پورا سال بھی گزر جائے تو اس مال سے خاص مقدار کی رقم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکالنا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ تو زکوٰۃ کے لغوی معنی جتنے بھی ہوں، مراد وہی عرفی معنی ہی ہیں، جو قرآن کریم نے مراد لئے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے بہت سے الفاظ لغت عرب کے لئے، ان میں اپنے معنی ڈالے، وہی مرادی معنی ہوتے ہیں۔ معلم ان ہی معانی کو سمجھاتا، بتاتا اور ان کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر مرادی معنی ضروری نہ ہوتے، لغوی معنی ہی کافی ہوتے، تو اتنا کافی ہوتا کہ حضرت جبریل علیہ السلام قرآن مجید کا نسخہ لاتے، بیت اللہ کے چھت پر رکھ دیتے اور اعلان کر دیتے۔ اے لوگو! تم روحانی مریض ہو، یہ تمہارے لئے نسخہ شفاء ہے۔ تم زبان داں ہو، عربی سمجھتے ہو، اس کتاب کو دیکھ دیکھ کر اپنا علاج کرلیا کرو، پھر پیغمبر مبعوث کرنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ مگر مسائل کہیں بھی لغت سے حل نہیں ہوا کرتے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، وہ لغت سے اللہ تعالیٰ کی مراد متعین کرکے لوگوں کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے، اور اللہ کے نزدیک اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ (۴)

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اکیسویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ سزگین، محمد فواد، تاریخ علوم اسلامیہ ج/۱ص/۴۱،

۲۔ ابن خیر الاشبیلی فہرستہ ص/۱۵۷۔۱۶۴

۳۔ حمادۃ محمد ماہر، المصادر العربیۃ ،المعربۃ ص/۱۸۲۔۱۸۶

۴۔ قاسمی قاری محمد طیب . خطبات حکیم الاسلام ، مرتب محمد ادریس ہوشیار پوری، کتب خانہ مجیدیہ ملتان، ص/۲۸۔۲۹

تمت بالخیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بائیسواں اصول: علم قرأت ولہجات عرب ہے

عرب کے مختلف قبائل جن کی مشترکہ زبان عربی تھی، لیکن وہ اپنے اپنے لہجے میں عربی بولا کرتے تھے اور ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ استعمال کرتے تھے۔ ابتداء اسلام میں انہیں اپنے اپنے لہجہ میں قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت تھی، لہجہ کی تبدیلی سے معنی میں تبدیلی نہیں ہوتی تھی، لیکن بعد میں قرآن کریم لکھنے کے لئے معیاری گرامر ولہجہ لغت قریش مقرر کیا گیا، اس لئے کہ آپ ﷺ کا تعلق اسی سے تھا اور دیگر لہجوں میں تلاوت کی اجازت بھی دے دی گئی۔

علم قرأت ولہجات کا ارتقاء: صحابہؓ سے تابعینؒ کی بڑی تعداد نے علم قرأت حاصل کیا، ان کے تلامذہ اور اپنے اپنے علاقوں میں فن قرأت کے مرجع ومقتدیٰ قرار پائے۔ چنانچہ مدینہ میں سعید بن المسیب، عروہؒ، سالمؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، سلیمان عطاؒ (یہ دونوں یسار کے بیٹے تھے)، معاذ بن الحارثؓ القاری، عبدالرحمانؒ بن ہرمزالاعربی، ابن شہابؒ زہری، مسلم بن جندبؒ، زید بن اسلمؒ، مکہ میں عبید بن عمرؒ، عطا ابن ابی رباح، طاؤسؒ، مجاہدؒ، کرمہؒ، ابی ملیکہؒ، کوفہ میں علقمہؒ، الاسودؒ، مسروقؒ، عبیدہؒ، عمرو بن شرجیلؒ، حارث بن قیسؒ، ربیع بن خثیمؒ، عمرو بن میمونؒ، ابوعبدالرحمان اسلمیؒ، زرین جشؒ، عبیدہ بن فضیلةؒ، سعید بن جبیر۔ ابراہیم نخعیؒ، شعبیؒ ابوعالیہؒ، ابورجاءؒ، نصر بن عاصمؒ، یحییٰ بن یعمرؒ حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ اور قتادہؒ، دمشق میں مغیرہ بن ابی شہاب المخزومیؒ، خلید بن سعدؒ وغیرہ(۱) آئمہ قرأت میں حسب ذیل علماء ممتاز ومعروف ہوئے۔

مدینہ میں: ابوجعفر یزید بن القعقاع، ان کے بعد شیبہ بن نصاح اور ان کے بعد نافع بن نعیم۔

مکہ میں: عبداللہ بن کثیر، حمید بن قیس الاعرج اور محمد بن ابی معیص

کوفہ میں: یحییٰ بن وثاب، عاصم بن ابی النجود، سلیمان بن مہران الاعمش اور ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد حمزہ اور کسائی کا دور دورہ رہا۔

بصرہ میں: عبداللہ بن ابی اسحاق، عیسیٰ بن عمر، ابوعمرو بن العلاء اور عاصم الجحدری، ان کے بعد یعقوب الحضرمی کا شہرہ رہا۔

دمشق میں: عبداللہ بن عامر، عطیہ بن قیس الکلاعی، اسماعیل بن عبداللہ بن المہاجر، یحییٰ بن الحارث الزماری اور ان کے بعد شریح بن الحضرمی امام فن ہوئے۔ (۲)

علم قرأت کے امام: فن قرأت کے مذکورہ بالا اساطین میں حسب ذیل سات حضرات کو فن قرأت کے امام کی حیثیت سے زیادہ مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی۔

۱ نافع بن عبدالرحمان بن ابی نعیم مدنی م ۱۶۹ھ انہوں نے تقریباً ۷۰ قراء تابعین سے قرأت کا سبق لیا۔

۲۔ عبداللہ بن کثیر الداری، مکی م ۱۲۰، انہوں نے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن السائبؓ سے قرأت حاصل کی۔

۳۔ ابوعمرو بن العلاء بن عمار بصری م ۱۵۴ھ انہوں نے صرف تابعینؒ سے قرأت حاصل کی۔

۴۔ ابوعمران عبداللہ بن عامر الیحصبی قاضی دمشق م ۱۱۸ھ انہوں نے ابودرداؓ اور عثمان غنیؓ کے تلامذہ سے قرأت سیکھی۔

۵۔ ابوبکر عاصم بن النجود ابن بہدلۃ کوفی م ۱۲۷ھ، انہوں نے تابعین سے قرأت پڑھی۔

۶۔ حمزہ بن حبیب بن عمارہ کوفی م ۱۵۷ھ، انہوں نے عاصم، اعمش، سبیعی اور منصور وغیرہ سے قرأت پڑھی۔

۷۔ علی بن حمزہ النحوی الکسائی م ۱۸۹ھ، انہوں نے حمزہ اور ابوبکر بن عیاش سے قرأت پڑھی۔ (۳) قرأت کی بنیاد بھی دراصل حدیث نبوی ﷺ ہے۔

لہجوں کی سند: صحیح مسلم و بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابی بن کعبؓ سے اس طرح مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جو بنوعقار کے تالاب کے پاس تھے۔

فاتاہ جبرئیل علیہ السلام فقال ان اللّٰہ یا مرک ان تقرا

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

متک القرآن علی حرف، فقال اسال اللّٰہ معافاته و مغفرته و ان امتی لا تطیق ذلک ثم اتاه الثانیة فقال ان اللّٰہ یامرک ان تقرا امتک القرآن علی حرفین فقال أسال اللّٰہ معافاته و مغفرته و ان امتی لا تطیق ذلک، ثم جاء ه الثالثة فقال انّ اللّٰہ بأمرک ان تقرا امتک القرآن علی ثلاثة احرف فقال اسال اللّٰہ معافاته و مغفرته و ان امتی لا تطیق ذلک ثم جاء ه الرابعة فقال: ان اللّٰہ یا مرک ان تقرا امتک القرآن علی سبعة اجرف فایما حرف فرء واعلیه فقد اصابوا(۴)

پس حضور ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کی (ساری) امت قرآن کریم کو ایک ہی حرف پر پڑھے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت مانگتا ہوں، میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے، پھر جبرئیل علیہ السلام دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آئے، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کریم کو دو حروفوں پر پڑھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت مانگتا ہوں، میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے، پھر وہ تیسری بار آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کریم کو تین حروف پر پڑھے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت مانگتا ہوں، میری امت میں اس کی طاقت نہیں ہے، پھر وہ چوتھی بار آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کریم کو سات حروف پر پڑھے، پس وہ جس حرف پر پڑھیں گے ان ان کی قرأت درست

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہوگی۔

بعض دوسرے علماء مثلاً حافظ ابن جریر طبریؒ نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث میں سات حروف سے مراد قبائل عرب کی سات لغات ہیں، چونکہ اہل عرب مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے، اور ہر قبیلہ کی زبان عربی ہونے کے باوجود دوسرے قبیلہ سے تھوڑی تھوڑی مختلف تھی، اور یہ اختلاف ایسا ہی تھا، جیسے ایک بڑی زبان میں علاقائی طور پر تھوڑے تھوڑے اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان مختلف قبائل کی آسانی کے لئے قرآن کریم سات لغات پر نازل فرمایا، تاکہ ہر قبیلہ اسے اپنی لغت کے مطابق پڑھ سکے۔ (۴)

علم قرأت ولہجات کا تدوینی آغاز: پہلی صدی ہجری کے نصف آخر کا ذکر ہے کہ مدینہ، کوفہ اور بصرہ میں بعض تابعین کی درسگاہوں میں قرأت کی تعلیم دی جاتی تھی، لیکن کسی ماخذ سے علم قرأت میں کسی قدیم ترین کتاب کا پتہ نہیں چلتا۔ عرب قبائل اپنے اپنے قبیلے کے لب ولہجہ کے مطابق قرآن پاک کی قرأت کرتے رہے اور یہی کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی رہی۔ اس طرح بہت سی قرأت کا ظہور ہوا۔ بعض تابعین نے ایک آیت کی پانچ مختلف قرأتوں سے ادا کرنے کی اہمیت بھی جتلائی۔

علم قرأت میں قدیم ترین کتاب جس سے ہم آشنا ہیں وہ یحییٰ بن یعمر (م ۸۹ھ/ ۷۰۷ء) کی ''کتاب فی القرأت'' ہے۔ جو واسط میں لکھی گئی تھی اور اس میں مشہور مصاحف کے اختلافات جمع کئے گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب چوتھی صدی ہجری تک بنیادی ماخذ کے طور پر متداول رہی۔ موضوع پر ایک اور قدیم کتاب عبداللہ بن اعمر الیحصبی (م ۱۱۸ھ/ ۷۳۶ء) کی ''اختلافات مصاحف الشام والحجاز والعراق'' ہے۔ ایک فہرست کے مطابق اسی زمانے میں العاصم کی کتاب ''الجمع'' بھی ہم تک پہنچی ہے۔

اسی زمانے میں قطع، وصل، وقف اور ھجاء اور رسم المصاحف کے بارے میں عبداللہ بن عامر نے ''کتاب المقطوع والموصول'' لکھی، شیبہ بن انصاح المدنی (م ۱۲۰ھ/ ۷۴۷ء) نے جو کہ ابوعمرو بن العلاء کے استاد تھے، ''کتاب الوقوف'' تالیف کی۔ خود ابوعمرو بن العلاء کی ''کتاب الوقف والا بتداء'' پانچویں صدی ہجری تک متداول رہی، کیونکہ خطیب بغدادی نے دمشق میں اس کی روایت کی اجازت حاصل کی تھی۔ قرآن پاک کی

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آیات کی تعداد میں قدیم ترین کتابیں جن سے ہم آشنا ہیں، وہ امام حسن بصری (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء) کی ''کتاب العدد''، عاصم الجحدری (م ۱۲۸ھ/ ۷۴۵ء) اور ابوعمرو یحییٰ ابن الحارث الذماری (م ۱۴۵ھ/ ۷۹۲ء) کی کتابیں ہیں۔ الذماری نے رسم المصحف، یعنی قرآن کریم کے ہجاء میں ایک کتاب لکھی۔

اموی عہد میں قرأت اور قواعد میں تطبیق کی بھی مساعی ہوئیں۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن محیص (م ۱۲۳ھ/ ۷۴۰ء) کی کتاب ''اختیار فی القراءۃ علی مذاہب العربیہ'' علی بن عساکر بن مرجب البطائحی (م ۵۷۲/ ۱۱۷۶ء) کی کتاب ''الخلاف بین قرارۃ عبداللہ بن عامر و بین قرأۃ ابی عمرو بن العلاء عبداللہ بن کثیر، عاصم، حمزہ وغیرہ ہے۔

سیبویہ نے اگرچہ بصرہ میں شائع قرأت پر اعتماد کیا ہے، لیکن وہ دمشق کے سوا دوسرے شہروں میں رواج پذیر قراءتوں سے بھی آگاہ تھے، جبکہ ابوعبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ/ ۸۳۴ھ) نے بصرہ اور کوفہ کے نحویوں کے درمیان ترجیحی طریقہ اختیار کیا۔ ان کے علاوہ ان کے معاصر ابوحاتم بجستانی نے علم قرأت میں اپنی پسند اور انتخاب کو رواج دیا۔ اس کی بنیاد مقامی مختلف قرأتوں کی تعداد پر نہ تھی، بلکہ ان کی قدر و قیمت میں منحصر تھی۔

قرأت کاملہ کے جمع و ترتیب سے قرات السبع والصحیحہ کے فن کا ظہور ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس فن کے بانی ابوبکر بن مجاہد تھے جو کتاب السبع کا مولف تھا۔

ابوبکر بن مجاہد نے کتاب السبعۃ میں صرف مندرجہ ذیل قاریوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ عبداللہ بن عامر الشامی (م ۱۱۸ھ/ ۷۳۶ء)، ۲۔ ابن کثیر المکی (م ۱۲۰ھ/ ۷۳۸ء)، عاصم الکوفی (م ۱۲۷ھ/ ۷۴۸ء)، ۴۔ ابوعمرو بن العلاء البصری (م ۱۲۵ھ/ ۷۷۰ء) ۵۔ حمزۃ الکوفی (م ۱۵۶ھ/ ۷۷۳ء)، ۶۔ نافع المدنی (م ۱۶۹ھ/ ۷۸۵ء) ۷۔ الکسائی الکوفی (م ۱۸۹ھ/ ۸۰۴ء)

وقت گزرنے کے ساتھ مندرجہ ذیل تین قاریوں کی بھی قراتیں شامل کر لی گئیں۔

۸۔ ابوجعفر یزید بن القعقاع الحضرمی المدنی (م ۲۱۰ھ/ ۷۴۷ء)، ۹۔ یعقوب الحضرمی البصری (م ۲۰۵ھ/ ۸۲۱ء)، ۱۰۔ خلف الکوفی (م ۲۲۹ھ/ ۸۴۴ء)

اس طرح دس قرات کا ظہور ہوا۔ ان کے بعد اور چار قاریوں کی قراتوں کا اضافہ ہوا اور وہ یہ تھیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ الحسن البصری (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء) ۱۲۔ الاعمش الکوفی (م ۱۴۸ھ/ ۷۶۵ء)،
۱۴۔ یحییٰ بن المبارک الیزیدی البصری (م ۲۰۲ھ/۸۱۴ء)
اس طریقے سے چودہ قرأتیں مرتب ہوئیں۔(۶) جو سترہ تک پہنچ گئیں۔

اہم قرأ اور ان کی تصانیف: قرأت اور لہجات کے بہت سے ماہرین تھے جن میں سے بیس قرأ کا ذکر ابن قتیبہ نے بھی ذکر کیا ہے۔(۷) ان قراء میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ ابن عامر

عبداللہ بن اعمر بن یزید الیحصبی، دمشق کے رہنے والے تھے، ۲۱ھ/ ۶۴۱ء یا ۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا شمار تابعین کی اولین نسل میں ہوتا ہے۔ وہ قرات السبع الصحیحہ کے عالم تھے اور عمر میں سب سے بڑے قاری تھی۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے مقابلے میں ابن عامر کی قرات کو ترجیح حاصل رہی ہے۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں ابن عامر دمشق کے قاضی بھی رہے۔

تصانیف: ابن الندیم نے الفہرست، ص ۲۶ مین ان سے دو کتابیں منسوب کی ہیں، کتاب اختلاف مصاحف، الشام والحجاز والقرآن، کتاب المقطوع والموصول فی القرآن۔
ابن عامر کی قرات علمائے مابعد کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ اس سلسلے میں ہمیں علی بن عساکر بن المرجب الطائحیٰ (م ۵۷۲ھ/ ۱۱۷۶ء) کی کتاب "الخلاف بین قرأت عبداللہ بن عامر، بین قرأت ابی عمرو بن العلا ہم تک پہنچی ہے۔ دیکھئے الصفدی (نکت الحمیان) ص ۲۱۴، السیوطی (بغیہ الوعاۃ) ص ۳۴۳، اس کتاب کی قلمینحہ بورسہ میں ہے۔

۲۔ عبداللہ بن کثیر

عبداللہ بن کثیر بن المطلب الداری صحیح قرات سبعہ کے ایک رکن تھے۔ ۴۵ھ/ ۶۶۵ءمیں مکہ میں پیدا ہوئے۔ بہت سے صحابہؓ سے قرات کی سماعت کی، قرات کے علاوہ عربیت کے بھی عالم تھے، مکہ میں قاضی بھی رہے۔ اور وہیں ۱۲۱ھ/ ۸۳۸ء میں انتقال کیا۔(۱۰)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصانیف: علی بن عساکر بن مرجب البطائحی (م۵۷۲ھ/ ۱۱۷۶ء) (ذکر الخلاف بین روایۃ عبداللہ بن کثیر و بین قراۃ ابی عمرو بن العلاء) در بورسہ، ابوعمرو الدانی (قراۃ ابن کثیر)، در کتاب خانہ بورسہ، عبدالرحمان بن ابی القاسم (۱۰۸۲ھ۔ ۱۶۷۱ء) (رسالہ قراۃ ابن کثیر)،

۳۔ عاصم

عاصم بن ابی النجود، بہدلہ، فن قرات السبع الصحیح کے ایک رکن تھے، کوفہ میں زندگی گزاری، حدیث کے عالم تھے، حدیث کا سماع متعدد تابعین سے کیا تھا۔ اس کے علاوہ قرات قرآن کے بھی عالم تھے، ۱۲۷ھ/ ۷۴۵ء میں انتقال کیا۔ (۱۱)

تصانیف: جمع عاصم، مخطوطہ، (اوراق ۱۔۶۹)، مفرد عاصم، مورخہ ابوعمرو حفص بن سلیمان (م۱۸۰ھ/ ۷۹۶ء) شاگرد عاصم، علی بن عساکر بن المرجب (م۵۷۲ھ/ ۱۱۷۶ء) (ذکر الخلاف بین قراۃ ابی بکر بن البہدلہ عاصم، او بین قراۃ ابی عمرو بن العلاء) مخطوطہ بروسہ (اوراق ۳۸ تا ۷۰۔۴ بروایۃ عاصم مؤلفہ ابوالقاسم احمد بن جعفر ابناحمد، ادریس عافقی (م ۵۶۹ھ/ ۱۱۷۲ء) مخطوطہ دارالکتب التیموریہ، قاہرہ دیکھیے بروکلمان، ۱/ ۵۷۲۲، محمد بن باقی الحنبلی (م ۱۱۲۶ھ/ ۱۷۱۴ء) (فیض الودود بقراۃ حفص بن عاصم بن ابی النجود، مخطوطہ دار الکتب التیموریہ، قاہرہ) اس کتاب کو مصنف کے ایک شاگرد ابراہیم بن اسماعیل العددی نے ابواب کے اعتبار سے ''القواعد السنیہ فی قراۃ حفص بن عاصم من طریق الشاطبیہ کے نام سے مرتب کیا تھا۔

قرآن کریم آپ ﷺ پر نازل ہوا، اور جب آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے تو ایسا ممکن نہیں کہ آپ ﷺ ان لہجوں کو خود نہ سمجھتے ہوں، صحابہؓ کو اجازت دے دیں۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ آپ ﷺ کو ان تمام لہجوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزانہ طور پر ملکہ و کمال عطا کر دیا گیا ہو۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بائیسویں اصول کے حواشی و حوالہ جات

۱۔ قاسمی، محمد سعود عالم فن قرأت کا ارتقاء، ماہنامہ الاشرف کراچی، فروری ۲۰۰۰ء ص/۱۳۴

۲۔ سیوطی الاتقان ص/ ۹۷

۳۔ زرقانی مناہل العرفان ج/ اص/ ۹

۴۔ طبری، تفسیرات جریر ج/ اص/ ۱۵

۵۔ سزگین، محمد فواد، تاریخ علوم اسلامیہ ج/ اص/ ۴۱۔۴۲

تمت بالخیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تیئیسواں اصول: علم آثار قدیمہ ہے

سیرت نگار کو آثار قدیمہ (آرکیالوجی) کا بھی علم ہونا چاہئے اس لئے کہ عہد حاضر میں قدیم کتبات، آبادیاں اور ان کے آثار، سکے، استعمال کی اشیاء تاریخ کی تدوین میں اہم رول ادا کر رہی ہیں۔

سیرت طیبہ سے علم آثار کا تعلق: آپ ﷺ کی سیرت کا وہ حصہ جس میں آپ ﷺ کی خیبر میں آمد قلعہ کے فتح ہونے، ایک موقع پر دوران سفر آپ کا ایک وادی سے تیزی سے گزرنا اور صحابہؓ کو بتانا یہاں وہ قوم تھی جس پر عذاب نازل ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر بھی اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا، یہ جگہ کون سی تھی، یہاں کون سی قوموں کے آثار موجود تھے، یہ علم ہمیں علم آثار قدیمہ سے حاصل ہوتا ہے۔

قصص الانبیاء میں انبیاء کے نزول کا محل وقوع آبادی، قدامت، بودوباش زیر بحث آتے ہیں، اس علم کی مدد سے بہتر تجربہ کیا جا سکتا ہے۔

آرکیالوجی سے قصص الانبیاءؑ کو بہتر انداز میں سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے؟ جبکہ قرآن کریم بھی فاقصص القصص کہہ کر قصے بیان کرنے کا حکم دے رہا ہے اور قصہ میں فرد کے ساتھ اس کے متعلقات مکان رہائش استعمال کی اشیاء سب شامل ہیں۔ مکۃ المکرمۃ، آب زمزم، صفاومروہ کی تاریخ آثار قدیمہ کی تاریخ ہے یہ تاریخ بھی نبی کی ذات سے جڑی ہوئی ہے۔ اس لئے اس علم سے بھی استفادہ ہونا چاہئے۔

مولانا عبدالرؤف داناپوری نے اس علم سے استفادہ کو چند شرائط سے مشروط کیا ہے، لکھتے ہیں۔

> یورپ نے تاریخ امم کی تحقیق کا ایک جدید طریقہ جاری کیا ہے، یعنی کتبات وآثار وغیرہ سے وہ مختلف ملکوں کی تاریخ مرتب کر رہے ہیں۔ ایسی مرتب کی ہوئی تاریخ کا جہاں شرائع سے تعلق ہو وہاں بالکل اعتبار کے قابل نہیں ہیں، اگرچہ اس کو صحیح معلومات کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہت قوی ذریعہ سمجھا جاتا ہے اس کی کئی وجوہ ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کا انتظام زیادہ تر ایسے ہاتھوں میں ہے جو اصولاً مذاہب ہی کے خلاف ہیں۔ دوئم گو کتبات و آثار کو اس طریق تحقیق کی بنیاد قرار دی جاتی ہے۔ مگر اس بنیاد پر فرضی اور قیاسی نتائج کی ایک عمارت تیار کرلی جاتی ہے۔ اور قیاسات میں ہمیشہ تغیر و تبدل ممکن ہے۔ سوم کتبات و آثار جس پر اس عمارت کی بنیاد ہوتی ہے، اس میں بہت دھوکہ ہوسکتا ہے۔ چہارم جدید کتبات اور جدید آثار کا دریافت کرنا دولت اور شہرت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس لئے جدید معلومات حاصل کرنے میں بہت کچھ کارستانیاں کی جاتی ہیں۔ ہاں اگر ثقہ اور متدین غیر متعصب لوگ ایسے آثار و کتبات پر اپنی شہادتیں بیان کریں تو قبول کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ مگر یہ مشکل ہے اس لئے کہ ان لوگوں کے اخلاقی حالات کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

قوم عاد اور آثار قدیمہ: قرآن کریم میں قوم عاد اور قوم ثمود کا حال بہت جگہ ہے۔ قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام، یہ دونوں قومیں بہت قدیم ہیں۔ ان کا معتبر تاریخی حال کچھ معلوم نہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت زبردست قومیں تھیں۔ عاد کی نسبت سورہ اعراف میں ہے کہ یہ لوگ نوح علیہ السلام کے بعد تھے اور بڑے طاقتور تھے۔ اور سورۃ الشعراء میں ہے کہ بلندیوں کی جگہ انہوں نے بڑی بڑی یادگاریں بنائی تھیں۔ محلات ایسے مستحکم اور مضبوط بنارہے تھے کہ شاید ہمیشہ دنیا میں رہنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ ان کے اختیارات بڑے وسیع اور گرفت بہت سخت تھی۔ خدا نے جانور، اولاد، باغ، اور چشمے عنایت کئے تھے۔ سورۂ والفجر میں تصریح ہے کہ ان کا شہر ارم تھا۔ جس کے مکانات عالی شان تھے۔ اس کے عماد اور ستون ایسے تھے کہ ان کے مثل دنیا کے کسی شہر میں نہ تھا۔ سورۂ الاحقاف میں مذکور ہے کہ یہ لوگ احقاف میں تھے۔ احقاف ریگ کے بلند ٹیلوں کو کہتے ہیں، یہاں مراد یمن ہے۔ اور ارض مہرہ اور عمان کا درمیانی حصہ۔ اسی میں خدا فرماتا ہے کہ ہم نے اُن کو کان، آنکھ، اور دل دیا تھا۔ یعنی وہ بڑے بیدار، ہوشیار، اور دلیر تھے۔

قوم ثمود اور آثار قدیمہ: قوم ثمود کی نسبت سورۂ اعراف میں ہے کہ یہ قوم قوم عاد کے بعد اُن کی قائم مقام اور خلیفہ تھی۔ زمین کی حکومت ان کی تھی۔ نرم زمین پر انہوں نے قصور و

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

محلات تیار کئے تھے۔ اور پہاڑوں کو کاٹ کر اُس میں مکانات بنا رہے تھے۔ سورۃ الشعراء میں ہے کہ اِن کے پاس باغ، چشمے، اور کھیتیاں، کھجور کے درخت تھے، جس کے خوشے ٹوٹے پڑتے تھے۔ بڑے خوش وخرم اور بڑے چین و آرام سے تھے۔ سورۃ الحجر میں ان کو اصحاب الحجر کہا گیا ہے۔ اور سورہ والفجر میں ان کی جگہ وادی القریٰ بتائی گئی ہے۔ مقام حجر اور وادی القریٰ دونوں جگہیں قریب ہی قریب ہیں۔

بخاری و مسلم کی روایتیں ہیں کہ تبوک جاتے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجر میں پہنچے تو اُس کو آپ ﷺ نے دیار ثمود بتایا۔ منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ اور وہاں سے نکل جانے میں جلدی کی۔ وہاں کا پانی پینے کو منع کر دیا۔ وہاں کے پانی سے صحابہؓ نے آٹا گوندھا تھا۔ اس کو پھینکد ینے یا اونٹوں کو کھلا دینے کا حکم دیا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ثمود کے باقیات کی نشانیاں رسول اللہ ﷺ کے وقت میں موجود تھیں۔ حجاز ریلوے کا ایک اسٹیشن مدائن صالح اسی مقام حجر میں ہے اور ثمود کے مکانات و آثار اب تک اس کے قریب موجود تھیں۔

صحیح طور پر کچھ معلوم نہیں کہ ان قوموں کی حکومت کتنے دنوں تک رہی۔ ان میں کتنے بادشاہ ہوئے اور انہوں نے کیسی حکومت کی، عرب میں جو روایتیں زبانی مشہور تھیں۔ اور مفسرین اور اصحابِ سِیر نے جو حالتیں اُن روایات سے جمع کی ہیں وہ مبالغہ آمیز ہیں، لیکن جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا خود قرآن کریم کے الفاظ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت متمدن اور ترقی یافتہ قومیں تھیں۔ سورہ فرقان کی ایک آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عاد، ثمود اور اصحاب الرس کے درمیان اور بھی بہت سی قومیں ہوئی ہیں۔ یہ سب قومیں خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک اور ناپید ہوگئیں اُن کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ (اصح السیر ص/۳۲۔۳۳)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چوبیسواں اصول: اسلامی معلوماتِ عامہ کا علم ہے

سیرت نبوی ﷺ پر لکھنے والے کی جنرل نالج یعنی عام معلومات بہتر ہونی چاہیے اور سیرت نبوی ﷺ کے ماخذ کے طور پر ایسے کتابوں سے استفادہ کرنا چاہیے جن میں عام اسلامی معلومات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہو، یہ معلومات مختلف شکلوں میں ہمارے پاس موجود ہیں، جیسے ابن قتیبہ (۲۱۳ھ) کی المعارف اس میں آدم سے لے کر عہد نبوی ﷺ کے بعد تک کی اہم معلومات جزئیات کی شکل میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اسی طرح المحبر أبي جعفر محمد حبیب ابن میہ الہاشمی البغدادی (م ۲۴۵ھ) ۴۱۷ صفحات پر دار المعارف عثمانیہ دکن سے ۱۹۴۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں عہد نبوی ﷺ خلفاء راشدینؓ انکی اولادوں حتی کہ اولادوں کی ماؤں تک کا نسب ہے، کہ کس کی ماں کردتھی۔ کس کی ایرانی اور کس کی عربی تھی۔ مواخات کس کی کس کے ساتھ ہوئی، عرب کے موسم کیسے تھے کون کون مختون (ختنہ کے ساتھ) پیدا ہوا جیسی عجیب، وغریب جزئی معلومات جمع کر دی گئیں ہیں، اسی طرح عبدالحی کتانی کی التراتیب الاداریۃ دو جلدوں میں معلومات واستخراج مسائل کے حوالہ سے سیرت النبی کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔

کچھ کتابیں اوائل کے عنوانات سے لکھی گئی ہیں کہ کون سا کام کس عہد میں کس نے سب سے پہلے کیا یا کون سی بات نبی کریم ﷺ کے سامنے سب سے پہلے کس نے کی جیسے جمعہ سب سے پہلے کہاں پڑھا گیا۔ کس نے پڑھایا پہلا مؤذن کون تھا۔ کہاں اذان دی پہلا شہید کون تھا، وغیرہ اس موضوع پر محب الدین أبي الولید محمد بن شحنۃ کی روض المناظر فی علم الاوائل اوآخرسنین کی ترتیب پر سید محمد مہنی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ علی اصغر چودھری کی اردو میں عہد نبوی کے نادر واقعات (اولیات کی بنیاد پر) کا مجموعہ ہے۔ سید ھاشم الخطیب کی کتاب الاوائل فی الاسلام أبي ھلال العسکری کی دو جلدوں میں الاوائل ولید قصاب کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیرت پر عام معلومات کی تصانیف: اسی طرح کچھ کتابیں سیرت طیبہ پر عام معلومات مہیا کرتی ہیں جیسے:

۱۔ الآثار النبوية، لأحمد تيمور باشا (۱۹۳۰ء)

۲۔ الآثار النبوية، صلاح الدين المنجد

۳۔ تبرک الصحابة بآثار الرسول صلى الله عليه وسلم، لمحمد طاهر بن عبد القادر الكردى المكي (۱۹۸۰م)

۴۔ ازهار الكمامة في أخبار العمامة، ونبذه في ملابس المخصص بالاسراء والامامة، لابي العباس احمد بن محمد المقرى (۱۰۴۱ھ)

۵۔ رسالة في حبيب قميص النبي ﷺ، للحافظ السيوطي (۹۱۱ھ)

۶۔ تركة النبي والسبل التي وجهها فيها، لحماد بن اسحاق الأردى (۲۶۷ھ)

۷۔ رسالة و فد خُدام الرسول و مواليه، لمحمد بن عبد الرحمن السخاوى (۹۰۲ھ)

۸۔ خادم النعل الشريف، للحافظ السيوطي (۹۱۱ھ)

۹۔ روضة الصفا في وصف نعال المصطفى، لأحمد سليماني زاده الطرابلسي، الفها برسم خزانة السلطان عبد المجيد الثاني

۱۰۔ فتح المتعال في وصف النعال، لأحمد بن محمد المقرى (۱۰۴۱ھ)

۱۲۔ مثال نعل النبي ﷺ، ليوسف بن اسماعيل النبهاني (۱۳۵۰ھ)

۱۳۔ النفحات العنبرية في نعل خير البريه، لأحمد بن محمد المقرى (۱۰۴۱ھ)

۱۴۔ أقضية الرسول عليه الصلاة والسلام، لظهير الدين على بن عبدالرزاق المرغيناني (۵۰۶ھ)

۱۵۔ أقضية النبي صلى الله عليه وسلم، لمحمد بن فرج المالكى

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

القرطبی المعروف بابن الطلاع (۴۹۷ھ)

۱۶۔ بلوغ السول من أقضية الرسول، لابن قیم الجوزیة محمد بن أبی بکر (۷۵۱ھ)

۱۷۔ آلات النبی وسلاحه

سیرت کا عام معلومات سے تعلق: سیرت نگاری کے لئے ایک اصول عام معلومات کا بہترین ہونا ہے، یعنی ایک شخص جتنی زیادہ معلومات رکھتا ہوگا، وہ سیرت کو اتنا زیادہ تقابلی مطالعہ کے ساتھ نکھار کر پیش کرے گا مثلاً اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے منصب نبوت پر لکھتا ہے اسی کے ساتھ اس کا وسیع مطالعہ ہے وہ دیگر مدعیان نبوت ان کے طریقہ واردات کا اپنی کتاب میں ذکر کر کے تجزیہ کرے گا تو بہت بہتر انداز میں آپ ﷺ کی نبوت کو ثابت کر سکے گا۔ اگر آپ ﷺ کے اسلحہ پر مقالہ لکھ رہا ہے تو اسی وقت بہتر لکھ سکے گا جب اسے دنیا میں رائج اسلحہ اور اس کی اقسام پر تفصیلی مطالعہ ہو۔

لہذا سیرت نگار جس پہلو پر لکھنا چاہتا ہے اس پہلو پر پہلے سے موجود کتب کا مطالعہ کرے تا کہ جامع تجزیہ پیش کر سکے۔

تمت بالخیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پچیسواں اصول: علم التقویم والتوقیت ہے

سیرت طیبہ ﷺ کے حوالہ سے ہمیں جن واقعات کا علم ہوتا ہے ان میں سے بیشتر واقعات کے وقوع پر متعدد روایات ملتی ہیں، حتی کہ آپ ﷺ کب پیدا ہوئے؟ اور کب وفات پائی؟ اسی پر دس سے زیادہ آراء ہیں، ایسا کیوں ہوا میں اس کی معقول وجہ بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے ایک سبب علم تقویم سے بعد کا نتیجہ ہے۔

علم التقویم کی تعریف: ''کسی بھی تاریخی واقعہ کے وقوع کے دن مہینہ اور سال کے تعین اور بیان کو اس واقعہ کی توقیت کہا جاتا ہے۔'' اگر کسی واقعہ کی توقیت میں مؤرخین و سیرت نگاروں کے درمیان اختلاف ہوتو اسے توقیتی تضاد کہا جاتا ہے۔ ایسے تضادات دور کرنے کے لئے ضروری ہے شمسی وقمری تقاویم اور ان کی باہم تحویل کے قواعد سے متعلق بنیادی معلومات حاصل ہوں، تاکہ حسابی تخریجات شکوک وشبہ سے بالاتر رہے۔

اسلام سے پہلے اہل مدینہ یہودی قبائل کی عبرانی تقویم کی طرز پر خالص قمری کے بجائے قمریہ شمسی تقویم استعمال کرتے تھے۔ جسے آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ہمیشہ کے لئے منسوخ فرمادیا۔ اور قمری تقویم کو جاری رکھا، جس کا آغاز ہجرت نبوی ﷺ سے ہوتا ہے، یہی وجہ ہے اسے ہجری تقویم کہا جاتا ہے۔

آج دنیا میں ہجری تقویم کے ساتھ گریگورین عیسوی تقویم جاری ہے۔ جسے شمسی تقویم کہا جاتا ہے۔

دونوں تقویموں کا فرق یہ ہے، قمری تقویم کی بنیاد زمین کے گرد چاند کی ماہانہ گردش پر اور ہر مہینہ کا آغاز نئے چاند سے ہوتا، عہد حاضر کی رصدگاہیں اس کی پیش گوئی بھی کرتی ہیں جو تقریباً درست ہوتی ہے۔

سیرت نگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم تقویم سے آگاہ ہو، عیسوی و ہجری تاریخوں میں مطابقت وتحویل کر سکے۔ مسلمانوں میں ہجری تقویم کی جگہ شمسی تقویم کا رواج

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حالانکہ ہجری تقویم اصل ہے، اور فطرت کے مطابق ہے۔ اس لئے کہ بقیہ تمام تقویمیں ظن وتخمین کی بنیاد پر ہی۔

اسلام سے پہلے رومی تقویم، گریگورین تقویم، عبرانی تقویم کا رواج رہا ہے، اور ان تقویموں میں کفریہ شرکیہ ناموں کا رواج رہا ہے۔ جبکہ ہجری تقویم کے نام شرک، نجوم پرستی شخصیت پرستی سے مبرا ہیں۔ البتہ ہجری تقویم میں عہد نبوی ﷺ تک مشرکین مکہ ''نسئ'' کی رسم کے نام سے گڑ بڑ کرتے تھے۔ کبھی کسی مہینہ کو مؤخر کر لیتے کسی کو مقدم لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر ہمیشہ کے لئے یہ سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ البتہ ہمیں سیرت نگاروی میں مدد حاصل کرنے کے لئے یہودیوں کی عبرانی تقویم کا علم بھی ہونا چاہیے تاکہ قدیم قرآن کریم کی بیان کردہ تاریخی واقعات کو سمجھا جاسکے اور آپ ﷺ سے منسوب باتوں کا تجزیہ کیا جاسکے، مسلم مفکر البیرونی نے اپنی کتاب الآثار الباقیہ میں عبرانی تقویم سے استفادہ کیا ہے۔ یہ بھی مصنوعی تقویم ہے۔ لیکن ہجری تقویم سے نزدیک ہے۔ اس فن پر مختلف حضرات نے کام کیا ہے، ہجری اور شمسی کے کلینڈر تیار کئے ہیں۔

۱۔ عبدالقدوس ہاشمی کی تقویم تاریخی

۲۔ ضیاء الدین لاہوری کی جوہر تقویم یہ بہت آسان اور جامع ومختصر ہے۔

۳۔ عبدالرحمٰن گیلانی کی الشمس والقمر بحسبان

۴۔ پروفیسر ظفر احمد کا مضمون توقیتی تضادات کا جائزہ

۵۔ بوہری تقویم یہ عہد فاطمی میں فاطمیوں نے تیار کرائی بوہری آج بھی اس کے مطابق چلتے ہیں۔

علم توقیت یا فن تاریخ گوئی: یہ بھی دراصل تقویم کا حصہ ہے۔ اصطلاح میں اسے فن تاریخ گوئی کہتے ہیں۔

کوئی لفظ یا فقرہ یا عبارت یا مصرعہ بیت کا اس طرح تجویز کیا جائے کہ اس کے مکتوبی حروف کے عددوں سے بحساب جمل سن اور سال کسی واقعہ، شادی پیدائش یا وفات کے معلوم ہوں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ فن بہت قدیم ہے، نثر و نظم دونوں میں جاری ہوتا، اس کی بنیاد یہ حروف ہجا ہیں۔

ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ، عربوں نے اسے عبرانی سے اخذ کیا ہے اس سے دو صورتوں میں تاریخیں نکالی جاسکتی ہیں۔

۱۔صوری، ۲۔معنوی

اس فن پر بھی متعدد کتابیں لکھیں گئی ہیں۔

۱۔ منشی انوار حسین کی مخص تسلیم، اسکا ترجمہ ملہم تاریخ کے نام سے بھی ہے۔

۲۔ عبدالعزیز کی غرائب الجمل،

۳۔ میر نادر علی کی گنجینۂ تواریخ

۴۔ فرمان فتح پوری کی فن تاریخ گوئی اور اس کی روایت ایسی کتابیں ہیں جن سے استفادہ کر کے سیرت نگاری کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

انہی الفاظ پر میں اپنی کتاب مکمل کرتا ہوں اور دعاء گو ہوں مجھ سمیت جن حضرات نے اس کی تکمیل میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ سب کو دنیاوی و آخروی اجر عظیم عطاء فرمائے۔

﴿آمین﴾

صنم کدہ ہے جہاں اور مرد حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لاالہ میں ہے
وہی جہاں ہے ترا جس کو تو کرے پیدا
یہ سنگ وخشت نہیں جو تری نگاہ میں ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درخواست

نبی اکرمؐ، شفیع اعظمؐ دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو

عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بشکل رہبر چھپے ہیں رہزن، اٹھو ذرا انتقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے، کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں، نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیب مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

صلاح الدین ثانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

عربی کتابیات

١. اثارة الترغيب والتشويق إلى المساجد الثلاثة والبيت العتيق وبليا زيارة بيت المقدس، محمد بن اسحاق الخوارزمي، نزار مصطفىٰ مكة المكرمة سعودی عرب، ١٩٨٨ء

٢. أخبار مكة شرفها الله تعالىٰ وماجآء فيها من الآثار، ابوالوليد محمد بن عبدالله الأزرقي (٢٢٣هـ)، تحقيق رشدي الصالح، ١٢اجزاء منشورات دارالثقافة، مكه المكرمة ١٩٧٨م

٣. أخلاق النبي ﷺ وآدابه، الحافظ أبي محمد عبدالله بن محمد بن جعفر بن حبان الأصبهاني المعروف بابن الشيخ، (ت ٣٦٩هـ) تحقيق احمد مرسي، محمد عثمان منشورات مؤسة الأهرام، القاهرة (١٤٠١هـ)

٤. اسد الغابة فى معرفة الصحابة، محمد بن محمد بن عبدالكريم بن عبدالواحد الشيبانى المعروف ابن الاثير الملقب عزالدين، (٦٣٠هـ) تحقيق محمد ابراهيم البناء ٧ا جزاء، دارالشعب، القاهرة

٥. الاستيعاب فى معرفة الاصحاب، ابن عبدالبر، (٣٦٨-٤٦٣هـ) اجزاء تحقيق على محمد البجاوى، مكتبة نهضة مصر-

٦. الاصابة فى تمييز الصحابة، ابن حجر العسقلانى (٧٧٣-٨٥٢) منشورات دارالكتب العلمية، بيروت لبنان

٧. الاعلام، خيرالدين الزركلي، بيروت، (١٣٩٠هـ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۸. الاعلام قاموس تراجم لاشهرالرجال والنساء من العرب، والمستعربين والمستشرقين، خيرالدين الزركلي، الطبة الثانيه، بيروت

۹. الاعلان التوبيخ لمن ذم اهل التاريخ، محمد عبدالرحمن بن محمد شمس الدين السخاوى (م۱۴۹۷ھ)، مترجم الدكتور صالح احمد العلى محقق فرانز روزنثال، مؤسة الرسالة بيروت ۱۹۸۶ء

۱۰. الباعث الحثيث شرح اختصار علوا الحديث للحافظ ابن كثير، احمد بن محمد شاكر، القاهرة

۱۱. البداية والنهاية، عماد الدين اسماعيل بن عمر بن كثير القرشى الدمشقى، القاهرة، ۱۳۵۱ھ

۱۲. التاريخ الكبير، امام بخارى، حيدرآباد، الهند، سنة، (۱۳۶۱ھ)

۱۳. الجواهر المضية فى طبقات الحنفية، عبدالقادر بن محمد القرشى، حيدر آباد، (۱۳۳۳ھ)

۱۴. الحمودى، شهاب الدين ابن عبدالله ياقوت، معجم الادباء، بيروت

۱۵. الدر رالكمين بذيل العقد الثمين فى تاريخ البلد الأمين، النجم جعفر بن فهد (۸۱۲ - ۸۸۵ھ) تحقيق فهيم شلتوت، مركز البحث العلمي جامعة أم القرى، مكة المكرمة

۱۶. الدر الكامنة فى أعيان المائة الثامنة، ابن حجر العسقلانى، القاهره ۱۹۶۶ء

۱۷. الدررفى اختصار المغازى والسير، ابن عبدالبر، دارالكتب العلمية، بيروت، طبع اول ۱۹۸۴ء

۱۸. الرسالة المستطرفة، محمد بن جعفر الكتانى، طبع پاکستان

۱۹. الروض الأنف فى تفسير السيرة النبوية لابن هشام، ابوالقاسم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد الخثعمی (۵۰۸ . ۵۵۸۱) تعلیق طہٰ عبدالرؤف ۴ اجزاء، منشورات دارالفکر

۲۰. السراج الوھاج فی الاسراءِ وَالمعراج، ابواسحاق محمد بن ابراھیم النعمانی الشافعی (ت ۸۱۹ھ) تحقیق عبدالقادر احمد عطا منشورات مکتبۃ القرآن، (۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵م)

۲۱. السیر والمغازی، محمد بن اسحاق المطلبی (ت ۱۵۱ھ/ ۷۶۸م) تحقیق د سھیل زکار، دارالفکر، الطبعۃ الاول، ۱۳۹۸ھ

۲۲. السیرۃ النبویۃ، الذھبی، تحقیق عمر عبدالسلام تدمری، منشورات دارالرسالۃ، بیروت لبنان ۱۹۸۹م

۲۳. السیرۃ النبویۃ، ابن ھشام، (ت ۲۳۰ھ) تحقیق احمد حجازی السقا، ۴ أجزاء، دارالتراث العربی، القاھرہ

۲۴. السیرۃ النبویۃ، عماد الدین الواسطی، (مخطوط) مکۃ المکرمۃ مکتبۃ الشیخ محمد الرشیدی

۲۵. الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، عیاض بن موسیٰ قاضی، دارالکتب العلمیہ بیروت

۲۶. الشمائل المحمدیۃ، ابوعیسی محمد بن سورۃ الترمذی، (۲۰۹ . ۲۷۹ھ) منشورات دارالمطبوعات الحدیثۃ، جدۃ (۱۹۸۶م)،

۲۷. الطبری، ابی جعفر محمد بن جریر، قاھرہ، مصر، ۱۹۷۶ء

۲۸. العقدالفرید، ابن عبدربہ (۲۴۶ ـ ۳۲۸ھ) تحقیق محمد سعید العریان منشورات دارالفکر، دمشق ۱۹۴۰م)

۲۹. الفخر المتوالی فیمن انتسب للنبی ﷺ من الخدم والموالی، السخاوی، تعلیق، مشھور حسن محمود سلیمان، مکتبۃ المنار، اردن، (۱۴۰۷ھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۰. الفصول فی سیرة الرسول، ابن کثیر، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان
۳۱. الفهرست، ابن الندیم، (ت ۳۸۰ھ/ ۹۹۰م) تحقیق رضاتجدد طهران (۱۹۷۱ء)
۳۲. الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعة، محمد بن علی الشوکانی، السنة المحمدیه، قاهره، مصر، ۱۹۶۰ء
۳۳. القاموس المحیط، فیروزابادی، الحسینیة، ۱۳۳۰ھ
۳۴. الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، منشورات دارالکتاب العربی، بیروت، (۱۴۰۰ھ۔ ۱۹۸۰ء)
۳۵. اللالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعه جلال الدین السیوطی، دارالمعرفه، بیروت، ۱۹۸۱ء
۳۶. المحدث الفاضل بین الراوی والواعی، حسن بن عبدالرحمن الزامهرمزی، دارالفکر، بیروت، ۱۹۷۱ء
۳۷. المختصر الذی فی سیرة النبی ﷺ، عبدالعزیز بن محمد بن ابراهیم بن جماعة ۶۹۴ ۔ ۷۶۶ھ) تحقیق محمد عبدالحمید، السعدنی، منشورات مکتبة القرآن، القاهرة (۱۹۹۰م)
۳۸. المصنف، عبدالرزاق الضعانی، تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی، بیروت، ۱۹۷۲ء
۳۹. المصنف فی الآحادیث والآثار، ابن ابی شیبه، تحقیق عبدالخالق افغانی، الدار السلفیه بیروت، ۱۹۸۱ء
۴۰. المعارف، ابو محمد عبدالله بن مسلم بن قتیبة الدینوری، (۲۱۳ھ ۔ ۲۷۶) تحقیق د، ثروت عکاشة، منشورات دار المعارف، القاهرة

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۱۔ المعجم المفهرس لالفاظ الحدیث النبوی ﷺ، اے جے ویستک، دارالدعوۃ، استنبول، ۱۹۸۸ء

۴۲۔ المغازی، محمد بن واقد (ت ۲۰۷ھ) ۱۳ جزأ، تحقیق د، مارسون جونسون، مطبوعات الأعلمی، بیروت

۴۳۔ المغازی، النبویة ﷺ، ابن شہاب الزہری، (۵۱ ۔ ۱۲۴ھ) تحقیق دسول زکار، دارالفکر، دمشق، (۱۴۰۱ھ)

۴۴۔ المناسک وأماکن طرق الحج ومعالم الجزیرۃ، ابراهیم بن دیسم الحربی (ت ۲۸۲ھ) تحقیق حمد الجاسر، منشورات دارالیمامة الریاض ۱۳۸۹ھ

۴۵ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ۵ ۔ ۱۰، ابوالفرج عبد الرحمن بن الجوزی، حیدرآباد دکن ۱۳۵۷ھ

۴۶۔ المنجد فی اللغة والاعلام، دارالمشرق، بیروت

۴۷۔ المواهب اللدنیه علی الشمائل المحمدیه، ابراهیم البیجوری، اداره تالیفات اشرفیه ملتان

۴۸۔ الوفابأ حوال المصطفیٰ ﷺ، ابن الجوزی، (۵۱۰ ۔ ۵۹۷ھ) تعلیق محمد زهری النجار، دو اجزاء، المؤسة السعیدۃ، ریاض

۴۹۔ الوافی بالوفیات، مصورۃ فی مجمع اللغة العربیة دمشق وما طبع فی المعهدالالمانی

۵۰۔ إمتاع الإسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدع والمتاع، تقی الدین احمد المقریزی (م ۸۴۵ھ) تحقیق محمد عبدالحمید، دارلکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۹ء

۵۱۔ أنساب الأشراف، البلاذری، (ت ۲۷۹ھ)، تحقیق، محمد حمید اللّٰہ، دارالمعارف، قاهرۃ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۲. ایضاح المکنون فی الدین علی کشف الظنون اسمٰعیل بن محمد البغدادی، استنبول ترکی، ۱۹۴۵ء

۵۳. بیت المقدس والمسجد الاقصی، دراسة تاریخیة موثقة، محمد حسن شراب دارالقلم دمشق، الطبعة الاولیٰ ۱۹۹۴ء

۵۴. تاج العروس من شرح جواهر القاموس، محمد المرتضیٰ الزبیدی، قاهره، مصر، ۱۳۰۶ھ

۵۵. تاریخ الأدب العربی، بروکلمان، القاهرة ۱۹۶۲ء

۵۶. تاریخ التراث العربی، فواد سیزگین، القاهرة ۱۹۷۸ء

۵۷. تاریخ بغداد، ۱ ـ ۱۴، ابوبکر احمد بن علی الغلیب البغدادی، القاهره، ۱۳۴۹ھ

۵۷. تاریخ خلیفه بن خیاط ، تحقیق الدکتوراکرم العمری، دمشق، ۱۹۷۷ م

۵۹. تذکرة الحفاظ ۱ـ۵، محمد بن احمد بن عثمان الذهبی، حیدرآباد دکن، ۱۳۳۳ھ

۶۰. تذکرة الموضوعات، ملاعلی قاری، طبع، دارالسعادة، استنبول ۱۳۰۸ھ

۶۱. تذکرة الموضوعات، محمد طاهر بن علی الهندی العتنی، المکتبة القیمة، بمبئی

۶۲. ترکه النبی ﷺ والسبل التی وجهها فیها، حماد ابن اسحاق بن اسماعیل، تحقیق د اکرم ضیاء العمری، طبعة الاولیٰ ۱۹۸۴ م)

۶۳. تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الاربعة، ابن حجر عسقلانی، مطبوعه الهند

۶۴. تلقیح فهوم اهل الاثر، الوفاء باحوال المصطفیٰ، ابن الجوزی،

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المکتبہ النوریہ الرضویة، لاهور ۱۹۷۷ء
۶۵. تهذیب الاسماء واللغات، للنووی، بیروت
۶۶. تهذیب التهذیب، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، حیدرآباد دکن، ۱۳۲۷ھ
۶۷. تهذیب التهذیب، الحاکم محمد بن عبداللہ الحافظ النیساپوری، معرفة علوم الحدیث، بیروت
۶۸. الجامع الصحیح بشرح النووی، مسلم بن الحجاج القشیری، قرطبة الطبة الثانیه دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء
۶۹. الجرح والتعدیل، عبدالرحمن بن أبی حاتم الرازی، طبع الهند، سنة ۱۳۸۱ھ
۷۰. جوامع السیرة، ابن حزم، دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۹۸۵ء
۷۱. حجة اللّٰہ علی العالمین فی معجزات سیدالمرسلین ﷺ، یوسف بن اسماعیل البنهانی (ت ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) تحقیق محمد مصطفیٰ أبو العلاء، منشورات مکتبة الجندی، القاهره
۷۲. حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاهرة، جلال الدین السیوطی، طبع مصر، سنة ۱۳۲۷ھ
۷۳. حلیة الأولیاء، أبی نعیم الاصفهانی، طبع مصر
۷۴. خصائص النبی، ابن ملقن، مکتبه چیٹربٹی ڈبلن آئرلینڈ
۷۵. دائرة المعارف الاسلامیه طبع بیروت
۷۶. دراسات فی السیرة النبویة، محمد سرور ابن تالیف زین العابدین، دارالارقم، ۱۹۸۶ء
۷۷. دلائل النبوة، ابونعیم الاصبهانی، دارالمعرفة بیروت
۷۸. دلائل النبوة، الإمام البیهقی (ت ۴۸۵ھ) دارالنصر للطباعة

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصر، القاهره ۱۳۸۹ھ
۸۹. زادالمعادفی هدی خیر العباد محمد ﷺ خاتم النبیین و امام المرسلین، ابن القیم (۶۹۱ - ۷۵۱ھ) ۴ جزاء، نشر المکتبة المصریة، القاهرة
۹۰. سبل الهدی والرشادفی سیرة خیر العباد ﷺ، محمد بن یوسف الصالحی الشامی (ت ۹۴۲ھ) تحقیق لج مصطفی عبدالواحد ۱۰ ۴ھ/ ج/۲، ۱۳۹۴ھ
۹۱. سنن ابن ماجه، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، طبع مصر ۱۵۸۲ء
۹۲. سنن الدارمی، ابی محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی، طبع دمشق ۱۳۴۹ھ
۹۳ یسر أعلام النبلا ۱ـ۱۳، محمد بن احمد بن عثمان الذهبی، مصورة فی مجمع اللغة العربیة دمشق
۹۴. سیرة الصادق الامین محمد رسول اللہ ﷺ، ابن حزم (۳۸۴- ۴۵۶) مکتبة الایمان للطبع والنشر، الاسکندریه
۹۵. سیرة النبویة، ابوالحسن علی ندوی، دارصادر، بیروت
۹۶. شذرات الذهب، ۱ـ۸، عبدالحئی بن العماد الحنبلی، القاهرة ۱۳۵۱ھ
۹۷. شرح نخبة الفکر، ملاعلی قاری، ط، بیروت ۱۳۹۸ھ
۹۸. الشمائل، للترمذی، ط: دمشق
۹۹. صحیح مسلم، القشیری، ابوالحسین مسلم بن الحج، مصطفیٰ البابی الحلبی
۱۰۰. صفوة الصفوة، امام ابن الجوزی، ط حیدرآباد الهند، ۱۳۵۵ھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۰۱۔ طبقات، ابن سعد، طبعة دارالتحریر، القاهرہ ۱۹۶۸ھ

۱۰۲۔ طبقات الحفاظ، سیوطی، ط مطبعة الاستقلال، القاهرہ ۱۹۷۳ء

۱۰۳۔ طبقات الشافعیة البکریٰ، سبکی، ط، الحلیبی

۱۰۴۔ طبقات الشافعیة ۱۔۲، جمال الدین عبدالرحیم الأسنوی، بغداد ۱۳۹۰ھ

۱۰۵۔ طبقات الکبریٰ ۱۔۹، محمد بن سعد، بیروت ۱۹۶۰م

۱۰۶۔ عیون الأثر فی فنون المغازی والشائل والسیر، فتح الدین محمد بن محمد بن محمد بن عبداللّٰہ بن محمّدبن یحییٰ بن سید الناس (۶۷۱۔ ۷۳۴) منشورات دارالمعرفة، بیروت

۱۰۷۔ فتح الباری، ابن حجر، عسقلانی، دارالفکر، بیروت ۱۹۹۲ء

۱۰۸۔ فتح الملھم، عثمانی، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد، مدینہ پریس، بجنور ہندوستان

۱۰۹۔ قواعد التحدیث، جمال الدین قاسمی، من فنون مصطلح الحدیث، قاہرہ، مصر ۱۹۶۱ء

۱۱۰۔ کتاب الاعتبار فی بیان الناسخ و المنسوخ من الاثار، ابوبکر محمد بن موسیٰ بن حارج، حیدرآباد دکن انڈیا، ۱۳۵۹ھ

۱۱۱۔ کتاب الأ ربعین فی مناقب أمهات المؤمنین، أبی منصور عبدالرحمن بن عساکر (۵۵۰۔ ۶۲۰ھ) تحقیق محمد احمد عبدالعزیز، مکتبة التراث الاسلامی، مصر قاهرة (۱۹۹۰م)

۱۱۲۔ کتاب الوفاة، وفاة النبی ﷺ، النسائی، (۲۲۵۔ ۳۰۳ھ) تحقیق محمد السعید زغلول، مکتبة التراث الاسلامی (۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء)

۱۱۳۔ کتاب دلائل النبوة، ابوبکر جعفر بن محمد الفربابی، دارالحرم،

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مكة المكرمه ۱۹۸۲ء
۱۱۴. کتاب مغازی رسول اللّٰہ، محمد بن عمر الواقدی، موسة الاعلمی بیروت لبنانَ
۱۱۵. کتاب نسب قریش ابوعبداللّٰه المعصب بن عبداللّٰه الزبیری، (۱۵۶۔۲۳۶ھ) دارالمعارف، مصر (۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء)
۱۱۶. کشاف اصطلاحات الفنون، محمد علی تهانوی، کلکته، ۱۸۶۲ء
۱۱۷. کشف الظنون، حاجی خلیفه، استانبول، ۱۹۴۱م
۱۱۸. کفاية الطالب اللبيب فی خصائص الحبيب، المعروف بلتان
۱۱۹. الخصائص الکبریٰ، السیوطی، (۸۴۹ ۔ ۹۱۱ھ) منشورات دارالکتاب العربی
۱۲۰. لسان العرب، محمد بن مکرم الافریقی ابن منظور، دارصادر، بیروت
۱۲۱. لسان المیزان، ا ۔ ۷، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، حیدرآباد دکن، ۱۳۳۰ھ
۱۲۲. مختصر سیرت رسول ﷺ، محمد بن عبدالوهاب، انصار السنة المحمدیه لاهور
۱۲۳. مسند الإمام احمد، ط القاهرة ۱۳۱۳ھ
۱۲۴. معجم البلدان، یاقوت بن عبداللّٰه المحموی، لیبزغ، ۱۸۷۰م
۱۲۵. معجم المؤلفین تراجم مصنفی الکتب العمربية، ۱۔۱۴، عمررضا کحالة دمشق، ۱۳۷۶ ۔ ۱۳۸۱ھ
۱۲۶. معجم الادباء، یاقوت حموی، بیروت، ۱۹۲۳ء
۱۲۷. معجم الصحابة، أبی الحسین عبدالباقی، بن القانع البغدادی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحنفی (م ۳۵۱) تحقیق خلیل ابراهیم قوتلائی، مکتبہ نزار مصطفی مکة ۱۹۹۸ء، (یہ جامعہ ازہر سے پی ایچ ڈی مقالہ ہے)

۱۲۸. موسوعة اطراف الحدیث النبوی الشریف، محمد السعید بن ابوهاجر، الطبعة الاولی، بیروت، ۱۹۸۹ء

۱۲۹. موسوعة نظرة النعیم، فی مکارم اخلاق الرسول الکریم، تحت اشراف صالح بن عبداللّٰه دارالوسیلة للنشر المملکة العربیة السعودیة جده

۱۳۰. میزان الاعتدال، ط حلبی، ۱۹۶۳م والسعادة ۱۳۳۵ھ،

۱۳۱. نزة النظر فی توضیع نحبة الفکر، نورالدین عتر، الصباح، دمشق، ۱۹۹۲ء

۱۳۲. نصب الرایة، عبداللّٰه بن یوسف الزیلعی، دارالمامون الطبة الاولی، ۱۹۳۸ء

۱۳۳. وفاء الوفاء بأخبار دارالمصطفی، نورالدین علی بن احمد النمودی، (ت ۹۱۱ھ) تحقیق محمد محیی الدین عبدالمحید، منشورات دارالحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان (۱۹۵۵ء)

۱۳۴. وفیات الاعیان، ۱-۸، احمد بن محمد لمعروف ابن خلکان، تحقیق دکتور احسان عباس، بیروت ۱۹۷۳م

۱۳۵. هدیة العارفین فی اسماء المصنفین، اسمٰعیل بن محمد البغدادی، استنبول ترکی ۱۹۶۰ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اردو کتابیات

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب ۱۹۸۰ء، لاہور

۲۔ اردو میں میلاد النبی ﷺ، محمد منظر عالم صدیقی فکشن ہاؤس لاہور، ۱۹۹۸ء

۳۔ اردو نثر میں سیرت رسول، خالد، ڈاکٹر انور محمود، اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۸۹ء

۴۔ اصول الحدیث و مصطلحات و علوم، ڈاکٹر خالد علوی، الفیصل اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۸ء

۵۔ التحدیث فی علوم، الحدیث، ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۰ء

۶۔ القاموس الجدید، مولانا وحید الزماں کیرانوی، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۹۰ء

۷۔ المعارف اردو، ابن قتیبہ، قدیمی کتب خانہ کراچی

۸۔ تاریخ علوم اسلامیہ، محمد فواد سزگین، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۱۹۹۶ء

۹۔ تاریخ مدینہ، عبدالعبود، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

۱۰۔ تاریخ مکہ، عبدالمعبود، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۱۱۔ تدوین حدیث، مولانا مناظر احسن، گیلانی، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۹۷ء

۱۲۔ تدوین سیر و مغازی، مبارکپوری، قاضی اطہر، شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

۱۳۔ جدید نسیم اللغات، امروہوی، قائم رضا نسیم،

۱۴۔ رسول رحمت، ابوالکلام آزاد، غلام علی اینڈ سنز

۱۵۔ رسول مبین محمد احسان الحق سلیمانی، مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹۹۳ء

۱۶۔ سیرت المصطفیٰ، مولانا محمد ادریس کاندھوی، مکتبہ عثمانیہ، بیت الحمد جامعہ اشرفیہ لاہور، ۱۹۸۵ء

۱۷۔ سیرت النبی ﷺ کے مصادر و مراجع ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر اسلامیہ یونیورسٹی

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بہاولپور ۱۹۹۴ء

۱۸۔ سیرۃ النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی، مکتبہ مدینہ اردو بازار، لاہور، ۱۴۵۸ھ/ ۱۹۸۸ء

۱۹۔ سیاسی وثیقہ جات عہد نبوی تا خلافت راشدہ مترجم ابو یحییٰ خان نوشہروی مصنف ڈاکٹر حمید اللہ، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۰ء

۲۰۔ سیرت سرورِ عالم، ابوالاعلیٰ مودودی، ادارۂ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۷۸م

۲۱۔ صحابہ کرامؓ کی نعت گوئی، ابوالفتح، ڈاکٹر محمد صغیر الدین، اظہار سیرت، ۱۹۷۹ء

۲۲۔ عربوں کی تاریخ کا مطالعہ، جمال الدین، رگ سنگ، کانپور انڈیا، ۱۹۷۳ء

۲۳۔ عجالہ نافعہ، شاہ عبدالعزیز محدث، مترجم شارح ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی، نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۱۹۶۴ء

۲۴۔ فیروز اللغات فیروز الدین فیروز سنز لمیٹڈ ۱۹۴۵ء

۵۔ مغازی رسول اللہ ﷺ، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ، اعظمی، ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، لاہور،
۱۹۸۷ء

۲۶۔ مطالعہ سیرت کی ضرورت اور عصر حاضر، ڈاکٹر حافظ محمد سلیم، کاروان ادب، لاہور،
۱۹۸۹ء

۲۷۔ مسلمان مؤرخین کا اسلوب تحقیق، محمد سعید صدیقی، قائم اعظم لائبریری، لاہور،
۱۹۸۸ء

۲۸۔ نوادرات، اسلم جیراجپوری، طلوع اسلام ٹرسٹ، لاہور طبع دوم، ۱۹۸۹ء

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....17853....

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

English Books

1 - Chambers Encyclopaedia, oxford, 1967.

2- Daven Port, John lan Apology for the Muhammad and the Quran, Lahore, R-R, 1975

3- Encyclopaedia Americana, New York, Edition. 1947.

4- Encycloopaedia Britannica, 9th Edition, 1984.

5- Encycloopaedia of Religion and Ethics, Edinburgh, 1967.

6- Gibbon, Edwardi the Decline and Fall of the Roman Empire, New York.

7- Hittx, Philip, K/history of the Arabs, hong Kong, 1970.

8- John Bagot/ the Life and Times of Muammad New york, 1971.

Muhammad Encyclopedia of Seerah by Dr. Abdullah -o- Massef Seerah Fourn dation London.

Scott, S.P. History of Moorish Empire in Europe, Philadelphia, 1904.

Watt, W.Montgomery/ Muammad at Madina. Oxford, 1956.

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حکومتِ پاکستان کی طرف سے ایوارڈ یافتہ کتاب

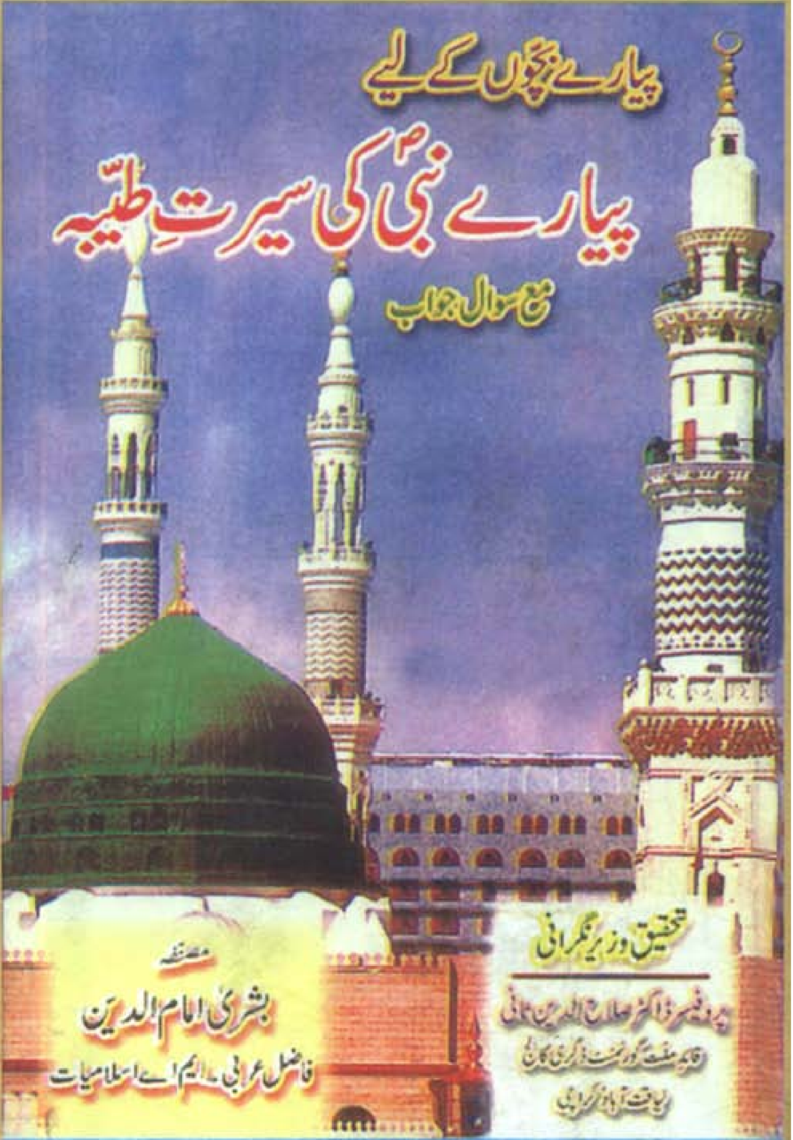

پیارے بچوں کے لیے

پیارے نبیؐ کی سیرتِ طیّبہ

مع سوال جواب

مصنفہ

بشریٰ امام الدین

فاضل عربی ۔ ایم اے اسلامیات

تحقیق و زیرِ نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

قائم مقام گورنمنٹ ڈگری کالج

لیاقت آباد کراچی

مکتبۂ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"